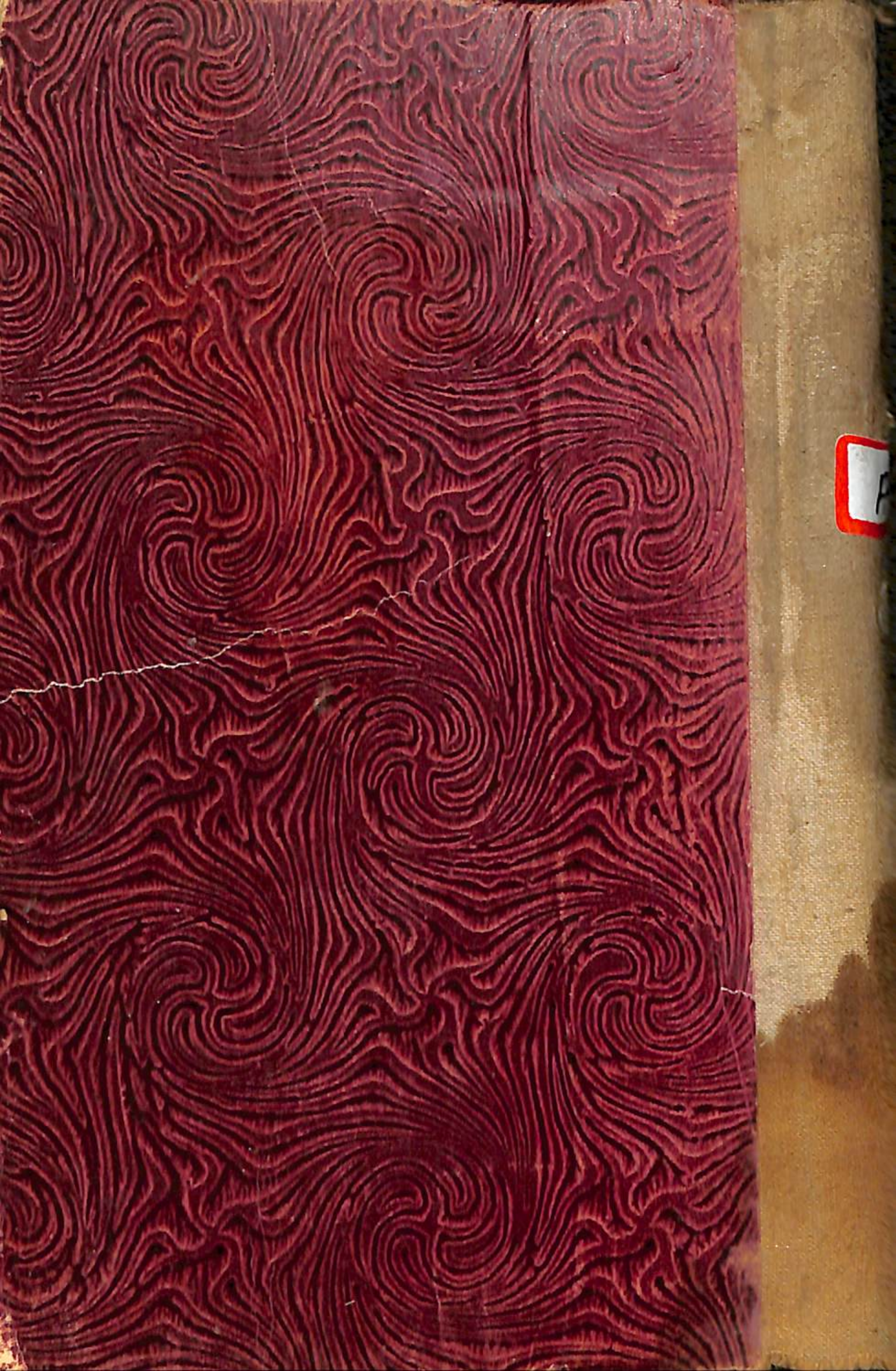
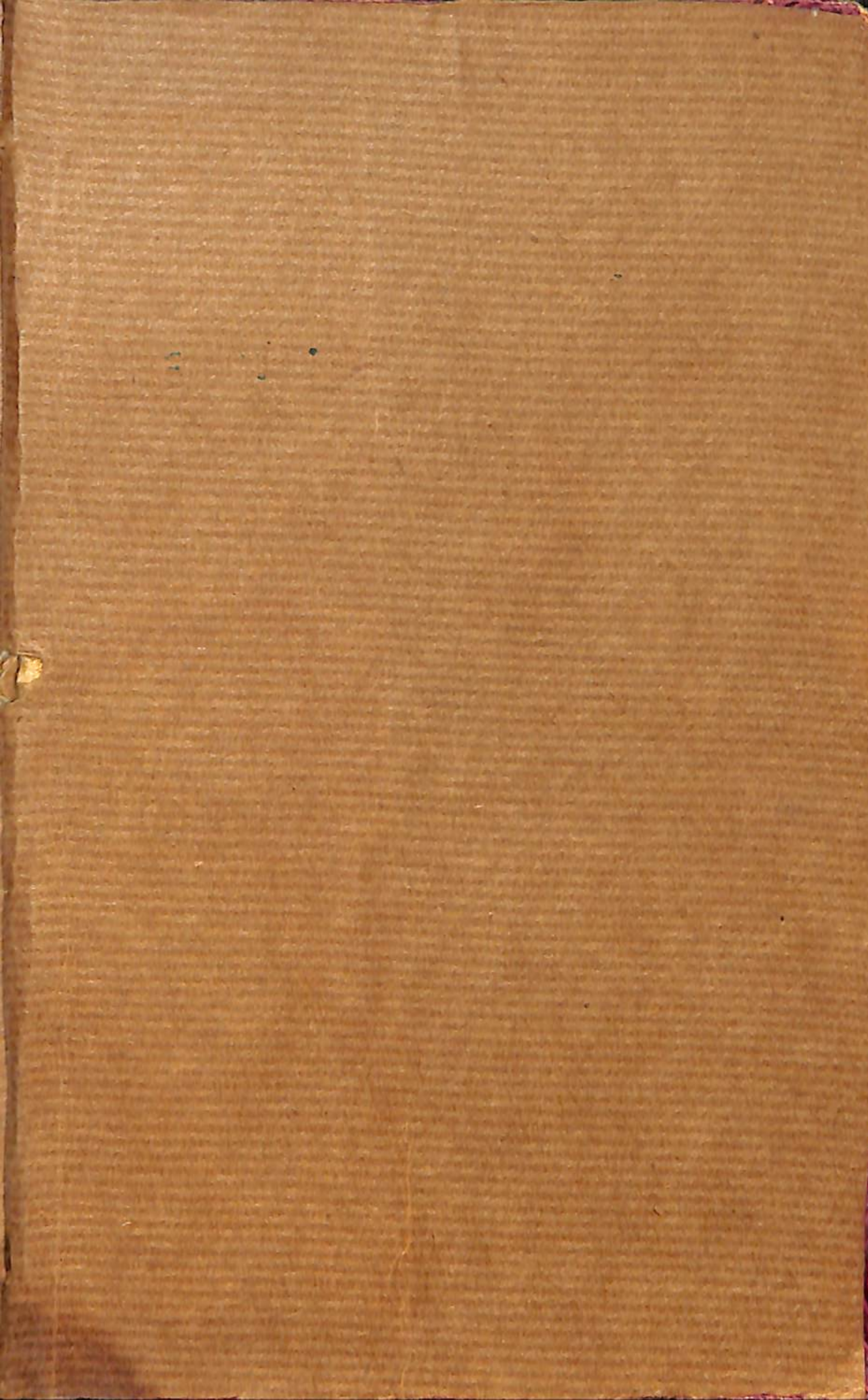




The golden book this is

یہ سنہری کتاب ہے

اُدبھت اُپاسنا یوگ

دوسرا دفتر عملی اور علمی حصہ شمولی

اگر با قاعدگی کے ساتھ عمل شغل کیا جائے
تو شبد یوگ کی تکمیل صرف چھ مہینے میں ہو سکتی ہے

سُرت شبد یک انگ کر دیکھو عمل بہار
مدھیہ سُشمنا تل بسے تل میں جوت اپار

تل میں جوت اپار رہے لکھ پاوے کوئی سنت
بدھی پُوربک سادھن کرے سمجھے سنت مت تنت

سو گم سنت مت تنت ہے ؛ سہج میں گہے گورو سار
مدھیہ سُشمنا تل بسے ؛ تل میں جوت اپار

از

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام ضلع مرزاپور۔

صلائے عام ہے حق جو ہر مرد الہ کے لیئے

ہر محقق اور متلاشی حق کو اس کے بار بار مطالعہ کرنے کی ہدایت ہے جو شخص جتنے دفعہ پڑھیگا اسے اتنے ہی نئے نئے خیال سوچنے کے لیئے ملیں گے اگر غافل ہے راستہ نہیں کھلا ہے تو وہ بلا خوف تبدیلی عقاید سوال کرسکتا ہے تحقیقات کا میدان بہت وسیع ہے میں یہ بھی کسی سے سوال نہیں تاکہ تم سنت مت کی کس طریق کے پیرو ہو وہ جیسے ہوں ویسے اس تحقیقات کا سب کو حق حاصل ہے۔

شیوبرت لال

عام ہدایت

......

تنگ دلی تنگ خیالی تنگ نظری اور مغایرت پسندی کے عیوب سے بچ کر رہو تب فقیروں کے طریق میں آنے کا نام لو یہ روحانیت کے جسم کے جراثیم ہیں تعصب سے دل ہمیشہ صاف ہو

شیوبرت لال

صلائے خاص ہے بدبین و بدگمان کے لیئے

ہر ایسے شخص کو جو کھنڈن گالی گلوچ ڈھول کی پول نکالنے کا عادی ہو۔ ذاتی حق رکھتا ہے کہ اس تحریر کی تخریب تذلیل تکذیب تضحیک تردید اور توہین میں اپنا زور لگائے۔ میں اس کی مہربانی کا بے حد احسانمند ہونگا کم ازکم وہ ایک مرتبہ اسے پڑھے گا تو سہی!

اس میں کھنڈن کے سامان بکثرت داخل کیئے گئے ہیں تاکہ وہ زور آزمائی کرکے اپنے دل کا غبار نکال ڈالیں۔

شیوبرت لال

فہرست مضامین

تمت تمین

ادبھت اُپاسنا یوگ

دوسرا دفتر علمی اور عملی حصّہ مشمولی

مکتی دوبارہ

۱۱۱۵۔ ویدانت میں بندھن اور مکتی کا کوئی سوال نہیں ہے ہر دو قسم کے سوال اُس کے یہاں صرف دلی تعلقات اور دلی ترک ہیں اور وہ انھیں بھی بالکل خیالی وہمی اور فرضی تصور کرتا ہے۔

سانکھیہ پُرش کو چیتن اور پرکرتی کو جڑ بتاتا ہے۔ چیتن اور جڑ کا میل اس کے یہاں قید و بند کا باعث ہے اور اُن کی علیحدگی نجات ہے۔

جینی جیوا جیو کے تعلقات کو بندھن اور اُن کی جدائی کو نجات قرار دیتا ہے اور سانکھیہ مت سے ملتا جلتا ہے

بودھ بھی (؟) خیال کے ہیں۔

یوگ آتما پر ماتما کے ساتھ ملاپ کرنے کو نجات اور اُن کے درمیان جدائی کو قید و بند تصور کرتا ہے۔

صوفی اسی میل ملاپ کو عرس وصال دیدار اور جیوں کی انانیت (تشخّص خودی) کے زوال۔ معدومیت اور گم گشتگی کو نجات کا کمال تصور کرتا ہے۔

ان سب کے خیالات کا رُخ قریب قریب ایک ہی سمت ہے طرز اظہار اور طرز بیان کے اختلافات جزوی ہیں۔ یہ سب کے سب اصولاً ملتے جلتے ہیں۔ علمی طور پر ان میں ذرا بھی فرق نہیں ہے لیکن اگر کمی محسوس ہوتی ہے تو صرف طرز عمل میں۔ کسی نے ریاضت اور سخت کوشی کو زبردست ہمت دی کسی نے جسم کو مخل روحانیت سمجھ کر اسے طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کیں یوگیوں نے سخت سے سخت نیم مقرر کئے جن کا اہتمام تقریباً غیر ممکن ہے اور سوائے معدودے چند آدمیوں کے عوام کو اس جانب توجہ کی ہمت نہیں ہوتی اور اُن کا عمل و شغل عملاً غیر عملی بن گیا انسانی زندگی کی ضرورتیں کچھ اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ ہر کس و ناکس کو ادھر متوجہ ہونے کی

مطلق فرصت نہیں ہے۔

ویدانت صرف علمی مشغلہ بن گیا حجّت بازی اور دلیل بازی کے سوا اس میں کچھ نہیں رہا۔ سانکھیہ کے عامل مفقود اور غائب ہو گئے۔ یوگ کا جامع مضمون حد درجہ کا خوف دلانے والا ثابت ہوا جینی نام کے جینی رہ گئے اور تجارتی گروہ کی شکل میں تبدیل ہو رہے ہے بدھ دھرم کے مرتاض لاپتا ہیں گو اب تک اُس کے پیرو کاروں کی تعداد تقریباً سب سے زیادہ ہے لیکن وہ بھی لکیر کے فقیر ہیں بُودھوں کا ہینایان (مختصر راستہ) مہایان (طویل راستہ) بن گیا ہر قسم کے توہمات کا انبار لگ گیا۔ تیر تھنکر جینیوں کا نہایت آسان کارآمد فلسفہ مشکل اور سخت جپ تپ میں تبدیل ہو رہا اور نسبتاً بالکل غیر عملی ہو گیا ہے۔

اسی طرح سنتوں اور فقیروں کے مت کا حال ہو گیا۔ پرم سنت کبیر صاحب کا پنتھ جنیؤ کنٹھی اور چوکے کے لیپ پوت میں رل رہا گورو نانک صاحب کا دھرم روحانیت کے عنصر سے خالی ہو کر اب خالص مجلسی طریق ہے وعلیٰ ہذا لقیاس۔

بات جو آساں وہ مشکل ہوگئی
مٹی پہلے موم - پتھر سِل ہوئی
غیر عملی ہو گئے شغل و عمل
بگڑا کیسا آہ یہ روحانی کل

اِدھر اسلامی تصوف یا صوفیوں کے مسلک کا بھی وہی حال ہوا - ان کے یہاں بلا ضرورت مشکل اور دقیق اصطلاحات کا پشتارہ بڑھتے بڑھتے لمبے چوڑے میناروں کی صورت میں بدل گیا - عالموں کی گھس پیٹھ نے اس کی اصلی صورت چھین لی اور وہ یا تو قوالیوں کا راگ ہے یا میراثیوں کا سانگ ہے ۔

یہ بات میں کسی تعصّب - ہٹ دھرمی یا تنگدلی کی نظر سے نہیں کہتا بلکہ ہمدردانہ الفاظ میں ان کے موجودہ خاکہ دکھانے کی کوشش مدنظر ہے تاکہ اگر ممکن ہو تو لوگ اصلاح کی طرف رجوع ہوں اور قدیم سادگی کا راستہ اختیار کریں ۔ لیکن یہ دنیا عجیب و غریب ہے یہاں لطیف خیالات قدرتاً اور فطرتاً کثافت کا جامہ پہنے آتے ہیں اور کثیف بھی موقع پا پا کر لطافت کی صورت میں تبدیل ہو سکتے

رہتے ہیں اس سے بچاؤ کی صورت بھی نظر نہیں آتی۔

برف و یخ پانی بنے اب بھاپ ہیں
اصل میں گو اصلیت کے ماپ ہیں
آسماں نے بدلا اپنا رنگ ڈھنگ
کیوں زمیں بدلے نہ نیچے بید رنگ

مکتی کے اس مضمون کی بھی یہی کیفیت ہے بات کا بتنگڑ تو ہر جگہ سنا کرو لیکن عملی کام کی صورت کہیں نظر نہیں آتی اس کی معدومیت تو ہے نہیں کیونکہ نظام قدرت میں کسی کا بیج ناس نہیں ہوتا۔ میں صرف موجودہ کیفیت دکھا رہا ہوں اس کے سوا میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔

سنتوں کی توجہ مکتی کے مضمون کی جانب کمتر مائل ہوتی ہے بھگتی کی طرف زیادہ تر میلان ہے اور بات بھی کچھ یہی ہی ہے۔ بھگتی اور پریم یہ مشکل سے مشکل کام کو آسان کر دیتے ہیں۔

عشق خالص ہے عبادت بندگی
عشق میں فرحت ہے اور خورسندگی
عشق کی تلخی ہے شہد انگبیں

عشق کا مذہب ہی ہے آئیں و دیں
خار صحرا عشق سے ہو جائے گل
تلخ سرکہ عشق سے بن جائے مُل
عشق دردوں کی یقینی ہے دوا
عشق صادق ہر مرض کی ہے شفا
عشق سے دوزخ ہو فردوس بریں
عشق زینہ کام کا ہے بالیقیں
عشق ہے علم الیقیں عمل الیقیں
عشق ہے عین الیقین شغل الیقیں
عشق ہے حق الیقیں کشف الیقیں
عشق ہے حسن الیقین شرف الیقین
عشق مقصد ۔ مقصدِ مقصود ہے
عشق ہے زر اصل اور اسکا سود ہے
عشق سے آتی ہے سچّی زندگی
عشق ہے فرزانگی فرخندگی
عشق سے خالی ہوا مُردہ ہے وہ
عشق سے محروم اپژمُردہ ہے وہ

عشق نے مجنوں کو لیلا کر دیا
عشق کا مذہب ہے آئین خدا
عشق سے ساری مصیبت دور ہو
درد و غم رنج و الم کافور ہو
عشق قفل راز کی ہے خوش کلید
عشق ارماں حوصلہ ہمت اُمید

اگر عشق ہے تو انسانی دل کی ساری طاقتیں یک سُو یکرخ اور متحد ہو کر کامیابی حاصل کر لیتی ہیں مکتی کا معاملہ بھی ایسا ہے دل ہی اس کے حاصل کرنے کی اٹل کنجی ہے۔

اوپر مکتی کے نسبت خیالات کی تعدد کا ذکر کر دیا گیا ہے جو باوجود گر کسی نہ کسی شکل میں متحد الرائے اور متفق الخیال ہیں لیکن ایسے لوگ بھی کم نہیں ملیں گے جو مکتی کو عارضی مانتے ہیں کلپ کلپانتر اور یگ یگانتر کی مکتی گو لینی ہو لیکن دایمی نہیں ہے۔ بعض ایسے بھی اہل الرائے ہیں جو مکت جیوؤں کے مکت ہونے پر ان کی واپسی کے قایل ہیں یہ سب کے سب اپنی دلیل رکھتے ہیں

ان کے ساتھ بحث مباحثہ میں پڑنا بہت بڑی طوالت ہے
میں نے جہاں تک بطور خود ذاتی طور پر غور کیا ہے
اور میرا انوبھو مدد دیتا ہے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں
کہ جیو کی ماہیت کا علم بہت کم آدمیوں کو ہے قریب قریب
بہت سے لوگ اس بات کے قایل ہیں کہ دنیا جڑ چیتن
سے بھری ہوئی ہے اور جیوا جیو بے حد و حساب ہیں ان
میں سے صرف کسی کسی کی مُکتی ہوتی ہے باقی سب بندھن
میں رہتے ہیں۔

میں پہلے دفعہ جب مُرشد کامل رائے سالگرام صاحب بہادُر
کی خدمت میں پہونچا مُکتی کا وعظ سن کر معاً سوال کیا
کہ گو جیو بے حد و بے حساب ہوں لیکن ایشور کے گیان
میں تو کم از کم اِن کا حد و حساب ہو گا اور آخر مدت دراز
میں (سبھی) جب مُکت ہوتے ہوتے سب مُکت
ہو جائیں گے تو پیدائش عالم کا سلسلہ موقوف ہو جائیگا
بے حد و بے شمار جیووں کا عقیدہ سانکھیہ مت کا ہے اور
اکثر فلاسفر اُسی کی تقلید کا دم بھر رہے ہیں اس پر آپ
نے فرمایا "مکان میں آگ لگی ہوئی ہے جلتے ہوئے مکان سے

اندر بیٹھ کر ایسے سوال کرنا کہ آگ کس نے لگائی کیسے لگائی۔ انگارے ڈالے؟ یا مٹی کا تیل چھڑک کر دیا سلائی جلائی ایسے سوچ وچار کرتے سے آگ بھڑک اُٹھے گی آگ مشتعل ہو جائے گی مکان کے ساتھ تم بھی جل کر خاک ہو جاؤ گے پہلے باہر نکلو پیچھے سوچو سمجھو پھر یہ معمہ حل ہو جائے گا۔

یہ تن بھٹی آگ کی تن میں لگی ہے آگ
جو بھاگے وہ بچ گئے جلے جو گئے نہ بھاگ
کام کرودھ مد لوبھ کے جوالا بھڑکی تن
چھوڑ بھاگ تج بھاڑ کو ایسا کرے جتن
نہیں تو جلتی آگ میں جھلس جائیگا میت
سوچ سوچ نچ نکل جا اپنا کرے ہیت"

میں چپ ہو رہا۔ پھر پوچھا ہی نہیں گئی۔

....

یہ پورانی بات ہو گئی اب طبیعت کو قرار ہے شانتی ہے سکون ہے ایسے خیال نہیں ستاتے کل وہ حالت تھی آج کچھ اور ہی کیفیت ہے۔

....

۱۱۶۔ مکتی مسلسل اور پیدائش عالم

جب تک پیدائش عالم کا سوال حل نہ ہوگا تب تک یہ کبھی سمجھ میں نہ آئے گا کہ جیو کیا ہیں؟ کیسے پیدا ہوئے؟ کیسے بندھن میں پڑے؟ کیسے مکتی ہوگی؟ برہمہ کیا ہے؟ جیو برہمہ کی باہمی نسبت کیا ہے؟

کہنے کو تو میں نے قریب قریب سب کچھ کہہ دیا ہے لیکن مضمون اب تک صاف نہیں ہوا پڑھنے لکھنے اور قدما متاخرین اور عقلا کے قدیم تصانیف اور تالیفات اس عقیدہ کے سلجھانے میں کبھی مددگار نہ ہونگے اس قفل کے کھولنے کی کنجی قفل کے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے۔ یہ قفل تمھارا دل ہے اسی کے اندر سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اسی کے اندر جواب ملیں گے اور جگہ اوروں کی رائے خیال یا تائیدی مقولے کبھی کام نہ آئیں گے۔

درد ہے دل میں۔ دوا بھی دل میں ہے
جس طرح پر تیل داخل تل میں ہے
آگ ہے چقماق میں چقماق جھاڑ و
آگ جو اُس میں چھپی ہے اُسکو جھاڑ و

مار لوہے سے کہ یہ پتھر جھڑے
آگ کی چنگاری تب باہر پڑے
آنکھ سے دیکھا نہیں کہتا ہے کیا؟
درد دکھ دل کے سبب سہتا ہے کیا؟

دل میں ہے سرِ خفی سرِ خدا
دل کے اندر بھید ہے سارا چھپا
جس نے دل کو دل دیا ہے شاد کام
دل ہی کی روزانہ شب ہو روک تھام
دل سے جذبات درون باہر نہ ہوں

دل کے باطن میں چھپیں ظاہر نہ ہوں
دل کے اندر ہے گذرگاہِ جلیل
دل میں دل کی تقویت کی ہے دلیل

سانس آتی ہے سانس جاتی ہے سانس رکتی ہے حرکاتِ تنفس (ریچک پورک کمبھک) پر نظر رہے اور یہ بھید بتائیں گے۔ سانس باہر آئی دنیا بنی سانس کی اندر کی جانب واپسی سے عقبیٰ ہوئی ایک لوک ہے دوسرا پرلوک ہے خواہ دونوں کا مختصر نمونہ ہے اگر

ظاہر باطن کی سمجھ نہیں ہے تو اندر کُمبھک کی حالت میں ذرا رُک کر سوچنے کی عادت ڈالو خود بخود خود ہی حقیقت کا پتہ لگنے لگے گا۔ اسی واسطے یہ عمل و شغل کرائے جاتے ہیں ورنہ ان کی ضرورت نہیں تھی۔

سانس کے باہر آنے میں دُنیا کے بندھن اور قید و بند کا اہتمام ہے سانس کے اندر واپسی میں نجات کا انتظام ہے۔ سانس کے کُمبھک (سکون قرار اور ٹھہراؤ) میں نہ کہیں بندھن ہے نہ مُکتی ہے وہاں کیا ہے؟ اصلیت اور صفت ہے اسی کو سوچنا اور سوچ لینا ہے۔

سانس باہر نکلی۔ شکلِ بندشی
ہے نجات اور مُکتی اس کی واپسی
اس کے آگے ہے حقیقت کا ظہور
چھوڑ و تاریکی تو چمکے دل میں نور

دن ہوا باہر کی سانس صفات بیداری میں نمایاں ہوئے رات آئی سانس نے تعلقات کا ٹاٹ سمیٹ سوگئے اپنے ہی اندر تخیلات کا خواب دیکھنے لگے بیداری کے تعلقات سے نجات مل گئی اور جب بیداری اور خواب

دونوں حد بست سے باہر یا بھیتر نہ آزاد ہیں نہ قید ہیں وہاں نہ بند ہے نہ نجات ہے۔

حد ہے بیداری تو بیحد خواب ہے
اور سوشپتی میں نہ حد بیحد کی شے
تینوں ہی کی حیثیت کو اے عزیز
سوچ لے آجائے پھر ہوش و تمیز
تینوں ہی حالت کا ہے دل میں گذر
دل حقیقت کا ہے مبدا سربسر

جنم ہوا سو برس کی سانس! یہ بندھن! موت آئی واپسی کی گہری اور لمبی سانس! یہ نجات! اس کے آگے یعنی سوشپتی! وہاں نہ بند نہ نجات!۔

زندگی کیا ہے؟ خیالات کی دھاروں کا تلاطم اور تصادم! یہی بندھن کے باعث ہیں۔ اور موت کیا ہے؟ نسبتاً ان کا سکون و قرار۔ دونوں آگے کے لمبی سانس ہے سوشپتی ہیں نہ بند نہ نجات! نہ یہ نہ وہ! ذرا سوچو تو تم کو ابھی تمیز آنے لگے نہ سوچو گے تو دام مصیبت میں مبتلا رہو گے۔

ہیں سوشپتی میں کہاں بند و نجات

اُس میں رہتے ہیں کہاں ذات وصفات
باتوں ہی باتوں میں ہے سب ہیرپھیر
ہو سمجھ پھر کیا سمجھنے میں ہے دیر

....

(۱۱۷) سوال جواب برہمہ اور جیو کے تعلق میں

سوال ۱۔ جیو کیا ہیں ؟

جواب۔ جن میں جینے کی خواہش ہو۔

سوال ۲۔ اس خواہش کی کیفیتیں کیا ہیں ؟

جواب ۔ انانیت۔ خودی۔ خوف ۔ اُمید۔ کام کرودھ لوبھ موہ وغیرہ۔

سوال ۳۔ ان سے نجات پانا ہی مکتی ہوگی ؟

جواب۔ ہاں۔

سوال ۴۔ اس کا امکان ؟

جواب۔ ذات (آدھار) کا توجہ کے ساتھ سہارا لے کر صفات (دھار) کے دام کی طرف سے بے توجّہی ہو۔

سوال ۵۔ اس طریقہ کا نام ؟

جواب۔ شبد یوگ۔ یا سُرت شبد یوگ۔

سوال ۶۔ ترکیب ؟
جواب۔ صرف توجہ سے اندرونی آواز کے سننے کی مشتاقی!
اور صفات کے مخصوص مقامات یا منازل کا ترک!
سوال ۷۔ دایمی یا عارضی طور پر؟
جواب۔ ابتدا میں عارضی طور پر پھر دوامی طور پر۔
سوال ۸۔ تو دوامیت یا دائمیت میں بھی سادھن رہا؟
جواب۔ نہیں۔ عارضی اور دوامی دونوں نسبتی لفظ ہیں
ان کی ہستی صرف نسبتی طبقات تک محدود ہے نسبت کی
حد ہٹی۔ پھر نہ عارضیت ہے نہ دائمیت۔
سوال ۹۔ جیو میں جیو پنا رہے گا یا نہیں ؟
جواب۔ نہیں۔ جیو جیو نہ رہے گا۔ جیو پنا۔ جینے کی خواہش
کے ساتھ ہے جب جینے کی خواہش معدوم ہو گئی تو پھر جیو کو
جیو کیسے کہا جائے گا۔ اس کا تعلق تو جینے کی صفت کے ساتھ
ہی ہے۔ ہے حجی جب تک کہ انسان حج رہا

حاجی ہے جب تک حرم کا حج رہا
نوکری ہے جب تلک نوکر ہے وہ
افسری ہے جب تلک افسر ہے وہ

وصف جب تک تب ہی تک موصوفیت
ہے اگر معروف تب معروفیت

سوال ۱۰۔ تب تو وہ مر گیا؟
جواب۔ وہ نہیں مرا صفت مری۔
سوال ۱۱۔ پھر وہ کیا ہوا؟
جواب۔ لایزال لایموت۔ قیوم۔
سوال ۱۲۔ کیا یہ حالت پر لطف مزیدار ہوگی؟
جواب۔ نہیں۔
سوال ۱۳۔ کیوں نہیں؟
جواب۔

نہ وہاں حواس نہ عقل ہے وہاں دل کا نام و نشاں نہیں
نہیں اعضا اور نہ ریشہ رگ ہیں وہ جسم و تن کا مکاں نہیں

سوال ۱۴۔ تب کیوں کہا جاتا ہے کہ وہ آنند ایک اور پُر سُرور حالت ہے۔
جواب۔ یہ کسی اور نظر سے کہا جاتا ہے۔
سوال ۱۵۔ آنند اور خوشی لطف اور مزہ کا مقام کہاں ہے
جواب۔ زمین اور صرف زمین میں۔

سوال ۱۶۔ کیوں؟

جواب۔ ست چت آنند تین عنصر ہیں ست (ہستی) ہے چت (عقل یا علم) ہے آنند (خوشی اور سرور) ہے ہستی مطلق کا طبقہ اونچا اور علوی ہے عقل و علم کا طبقہ درمیانی اور برزخی اور وسطی ہے آنند اور مزے کا طبقہ زمینی۔ سفلی اور نیچا ہے جس مزے کا تم کو خیال ہے وہ صرف اسی زمین سے مربُوط منسوب اور مشمول ہے۔

سوال ۱۷۔ صرف آپ ایسا کہتے ہیں کسی نے پہلے ایسا نہیں کہا یہ شاستروں کا بھی مت نہیں ہے اور شاید کسی سنت یا فقیر نے بھی ایسا نہیں کہا۔

جواب۔ کوئی کہے یا نہ کہے میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں میں تو صرف اپنی کہتا اور اپنے ہی الو بھو کو سناتا رہتا ہوں لیکن بات کہتا ہوں سیدھی سچی سادی بھارتھ بات کہتا ہوں روچک اور بھیانک تعلیم کی جانب توجہ نہیں کرتا۔

سوال ۱۸۔ لیکن بات مدلل ہوگی تب تو وہ قابل تسلیم ہوگی ورنہ نہیں؟۔

جواب ۔ میں غیر مُدلّل بات زبان سے نہیں نکالتا ۔ بہت سوچ سمجھ کر تب زبان کھولتا ہوں۔

سوال ۱۹۔ آپ کہتے ہیں کہ سفلی زمینی جسمانی اور نفسانی ہی طبقہ میں آنند ہے۔

جواب۔ یہ میں نے نہیں کہا کہ صرف اسی میں آنند ہے میں نے یہ کہا ہے کہ زمین یا جسمانی طبقہ میں آنند ہے۔

سوال ۲۰۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ عقلی دلی اور روحانی طبقہ میں نہیں ہے؟

جواب۔ نہیں۔ روح دل اور جسم تینوں باہم گر مِلے جُلے رہتے ہیں ہستی علم اور سرور کی شمولیت ہر طبقہ اور ہر شخص میں ہے حیوانات نباتات معدنیات وغیرہ میں سے کوئی بھی ان سے خالی نہیں ہے فرق دل کی تکمیں۔ نمو۔ ساخت اور پرداخت میں ہے۔ زمین میں جو آنند یا مزہ ملتا ہے وہ محسوس تر کثیف تر اور ٹھوس تر ہے اور طبقوں کی خوشیاں اور طرح کی ہیں۔

سوال ۲۱۔ مثلاً؟

جواب۔ مثلاً کُتّا بالکل زمینی ہے اُس کو خشک ہڈّی

چبانے میں جو مزہ آتا ہے وہ انسان کو غذا کھانے سے نہیں ملتا کیونکہ اس کا حل اور طرح کا ہے اور پھر جو انسان زیادہ کثیف مزاج اور حیوانی طبقہ میں ہے اُسے جو گہری خوشی نفسانی اور جسمانی طبقہ میں ہے وہ کسی عقیل صاحبدل کو میسر نہیں آتی۔ خوشی تو سب کو ملتی ہے زمینی عنصر والوں کو زیادہ آسمانی عقلی اور دلی عنصر والوں کو اس سے کم ملتی ہے۔

سوال ۲۲۔ اور روحانی طبقہ والوں کو؟

جواب۔ اُن کے دل کی ساخت کے موافق۔ روحانیت میں بھی قلبیت عقلیت اور جسمانیت کے موافق مدارج ہیں جو جس درجہ کا ہے اُسے ویسی ہی خوشی ملتی ہے لیکن جو بالکل روحانیت میں غرق رہتے ہیں ان کی بابت نفسانیت یا جسمانیت کی خوشی کا سوال نہیں کیا جا سکتا۔

سوال ۲۳۔ کیوں؟

جواب۔ کیونکہ روح مکمّل شے ہے اس میں احتیاج کمی یا نقص کا فتور واقع نہیں ہوتا وہ تو جیسی کی تیسی رہتی ہے ہاں جس کے دل اور عقل نے جس درجہ کی روحانیت کا اثر قبول کر لیا ہے۔ اُسے عقلی اور دلی لحاظ سے اُسی

درجہ کا سُکھ حاصل ہوا کرتا ہے۔

سوال ۲۵۔ اس کی ذرہ او وضاحت کر دیجئے۔

جواب الف (۱) رُوح خالص ہے (۲) نہ اُسے دُکھ ہے نہ سُکھ ہے (۳) وہ اگر ہے تو ہستی محض ہے (۴) وہ صرف آدھار ہے (۵) تمام قدرتی کھیل اُس کے سہارے ہوا کرتا ہے۔ (۶) اس کے سہارے دھار چھوٹ کر نکلتی رہتی ہے۔ (۷) یہ دھار نیچے اُتر کر گولا کار (مدوّر) ہو جاتی ہے اور (۸) انھیں دھاروں کے میل جول سے تمام کرے۔ لوک لوکانتر (بسنے کی جگہیں) بنتی ہیں (۹) یہ دھاریں بالعموم ہفت رنگی ہفت عنصری اور ہفت جسمی ہوتی ہیں جن سے پیدائش خلقت ہوتی رہتی ہے (۱۰) یہ دھاریں سات کلائیں کہلاتی ہیں (۱۱) روح آزاد کی آزاد رہتی ہے کرنی دھرنی کچھ نہیں۔ یہ ست ہے اس کی مجموعیت ست یا ست پُرش کہلاتی ہے۔ تم ان خصوصیتوں کو یاد رکھو۔

(ب) (۱) پہلی دھار جو رُوح سے نکلتی ہے وہ عقل ہے (۲) اسی عقل کو چت شکتی بولتے ہیں (۳) اس دھار میں منعکس ہونے کام کرنے۔ کام کے درڑھ کرنے۔ تصفیہ کرنے اور سوچنے

کی طاقت ہوا کرتی ہے (۴) اس دھار کی چوتی سُرت (توجہ) ہے جو اوپر کی تمام کیفیتوں میں محیط رہتی ہے اس کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ یہ چِت ہے چونکہ یہ کلا ہے اس کی مجموعیت یا مجموعی حد کال یا کال پُرش ہے اس کا منڈل رُوح کے نیچے اور سب سے اونچے اور درمیانی ہے۔

(ج) (۱) ست اور چت کی دھاریں مل جُل کر نیچے اُتریں (۲) آدھار اور سہارا بنیں۔ جائے قرار ٹھہریں پرتھوی بنی۔ (۳) اسی کے سہارے تمام رچنا ہوتی ہے (۴) ست کی دھار دیالی اور کال کی کلا کہلاتی ہے وہ دونوں رل مل کر پیدائش عالم کا باعث ہوتی ہیں (۵) یہ سفلی سہارا عارضی قیام گاہ آنند کہلاتا ہے (۶) کیونکہ اس میں ٹھہراؤ ہے (۷) یہ آنند منڈل ہے۔ (۸) ست کا منڈل اونچے۔ کال یا عقل یا چت کا منڈل درمیانی۔ اور آنند کا منڈل نچلا ہے۔

(د) ان تینوں دھاروں ست چت آنند کی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سارے کا سارا جگت سچدانند کہلاتا ہے۔

(ب) اس مضمون کو سُن کر غور کر کے نتیجہ نکالو کہ آنند اوپر ہے

یا نیچے !-

سوال ۲۶- انسانی جسم کے اندر ان کے مرکز یا مقام کہاں کہاں ہیں؟

جواب- رُوح محیط کل ہوتی ہوئی سر میں عقل محیط کل ہوتی ہوئی دماغ میں اور خوشی (سکھ یا آنند) محیط کل ہوتی ہوئی اسپیتی (آلہ تناسل) میں مرکز رکھتی ہے جو گدا (پرتھوی) سے ملحق ہے۔

سوال ۲۷- آپ کی یہ تقریر دل کو لگتی ہے آنند کا طبقہ حقیقت میں سب سے نیچا ہے اور بھی آپ کچھ فرماتے ہیں؟ لیکن یہ آنند نفسانی جسمانی اور مُباشرتی ہے؟

جواب- ہاں ایسا ہی ہے ہر قسم کے آنند یا سُکھ زمینی سفلی اور نچلے ہی ہوتے ہیں یہاں تک کہ برہمانند گیانند آتمانند بھوگانند بولیکانند۔ یہ چار آنند وغیرہ تک ایسے ہی ہیں روح میں آنند کیسا؟

نہ اُس میں غمی ہے نہ اُس میں خوشی
نہیں ہوش اس میں نہیں بیہوشی
نہیں اُس میں ضدین کا ہے خمیر
اسے سمجھے وہ جو ہو روشن ضمیر

رہ عقل ہے پیچ در پیچ   ہیچ
خدا والے اس کو سمجھتے ہیں ہیچ

یہ ہے درمیانی نہ بالا نہ پست
ہے خندق پھنسے اُسی میں ہیں یا دوست
جو نیچے ہیں وہ نسبتاً ہیں سُکھی
یہاں عقل والے ہیں ہر دم دُکھی

سوال ۲۸- یہ آپ نے کیا کہہ ڈالا۔ عقل بُری بے عقلی اچھی!
جواب- یہ تو میں نے نہیں کہا میں نے صرف یہ کہا ہے کہ جو سفلی طبقہ میں ہیں عقل کے چکر میں نہیں آتے یا تو وہ اچھے رہے یا وہ جو اونچے طبقہ روح میں رہتے ہیں۔ عقل والے ہمیشہ اگر مگر لیکن و لیکن پس و پیش اور دو دلی کے عذاب میں پھنسے رہتے ہیں۔
سوال ۲۹- عقلی آدمیوں کو آپ کی دانست میں آنند کا حصّہ بہت کم ہے؟
جواب- ہاں! وہ ادھڑ میں ہیں نہ اِدھر نہ اُدھر نہ ست میں نہ آنند میں۔ وہ صرف چت میں رہتے ہیں۔
سوال ۳۰- چت کے منڈل میں تو انھیں سکھ ہونا چاہیے؟

جواب۔ نہیں۔ وہ وسطِ برزخ درمیانی بچلا اور ادھڑ کا طبقہ ہے دنیا میں دُکھ مُصیبت رنج اور مرض جتنے ہیں وہ سب کے سب عقل اور دل کے تراش خراش کے نتیجے ہیں۔
عقیل انسان اور دل والے آدمی کو چت کے منڈل میں بھی آسودگی بخش آنند نہیں ملتا۔

سوال ۳۱۔ اس کا آپ کے پاس کوئی ثبوت بھی ہے یا یوں ہی آپ کی بات مان لی جائے؟

جواب۔ ثبوت ہے اور وہ خود تم میں ہے۔

سوال ۳۲۔ کس طرح؟

جواب۔ "پنڈے سو برہمانڈے" "برہمانڈے سو پنڈے" یہ تم برابر سنتے چلے آرہے ہو خود میری زبانی بارہا سُنا۔ غور نہیں کیا۔ جو عالم کبیر (برہمانڈ) میں ہے وہی عالم صغیر (پنڈ جسم) میں ہے۔

تمھارے جسم میں رُوح دل اور جسم کے طبقات ویسے ہی ہیں جیسا کہ برہمانڈ میں ہیں اس میں ست لوک چت لوک اور آنند لوک ہیں جو روح دل اور جسم کے طبقات ہیں۔

جسمانی منڈل پاخانہ کے مقام سے لے کر دونوں ابروؤں کے درمیان تک ہے یہ حواسی طبقہ گیان اور اندریوں کا ہے میں اسی کو آنند لوک کہتا ہوں۔ یہ آنند جاگرت (بیداری) میں ملتا ہے۔

دل منڈل دونوں ابروؤں کے درمیان سے لے کر سر کے اس جگہ تک ہے جہاں نوزائیدہ بچے کی نلّی ہر وقت چلا کرتی اور جہاں ہی سے چت کی دھار نکل کر دماغ میں محیط ہوتی ہے اس میں اندرونی خواہ باطنی اندریاں ہیں جو چت من بدھی اہنکار اور سُرت کہلاتی ہیں اس دماغی رقبہ کے دو حصّے ہیں ایک ابروؤں سے لے کر وسط پیشانی تک ہے یہ برہمانڈ کہلاتا ہے دوسرا وسط پیشانی سے لے کر سر کے وسط تک ہے جہاں نلّی چلتی ہے یہ پر برہمانڈ کہلاتا ہے۔

روحانی منڈل اس نلّی سے شروع ہوتا ہے جس کا اُوپر ذکر آیا ہے اس کا رقبہ اس نلّی سے لے کر سر کے چوٹی تک ہے یہ خالص روحانی ہے یہاں دل عقل یا جسم نہیں ہے یہ تین چار منڈل یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

سوال ۳۲۔ یہ مجھے یاد ہیں ان سے آپ کیا ثابت

کرنا چاہتے ہیں؟

جواب - جسم میں موجود ہے آنند لوک

اور پیشانی میں ہے برہمانڈ لوک

اس کے آگے ستّ کا جو ہے مقام

رُوح خالص کا یہاں ہے اہتمام

سوال ۴۲ - یہ تو بار بار سن لیا اب مطلب کی بات کہئے؟ -

جواب - مطلب کی بات یہ ہے کہ ست چت آنند کے منڈل ہیں اور انھیں کی نسبتی رعایت اور رعایتی نسبت کی جگہ یہ سب مجموعی طور پر سچدانند کہلاتا ہے اور کہے جانے کا مستحق ہے -

سوال ۴۳ - پھر؟

جواب - پھر یہ کہ پنڈ انڈ و جسم کا طبقہ ہی آنند لوک ہے.

سوال ۴۵ - آپ جو کہتے ہیں باتیں لاجواب

کالعدم ہے اُس میں سب راہ ثواب

جسم ہی کے ساتھ رہتے ہیں عذاب

طمع شہوت کین اور جور و عتاب

جسم سب کا باعثِ آزار ہے
کوئی زخمی ہے کوئی بیمار ہے
جسم کے اندر خوشی ملتی نہیں
جسم میں راحت سکوں کب ہی کہیں

جواب - یہ نہیں حیرت کا مضموں ہے جناب
ہے جہاں آنند اُس جا اضطراب
مجمع ضدّین سب اجسام ہیں
ان میں راحت درد اور آلام ہیں
یہ خوشی کا رقبہ بھی ہے لا کلام
اسلئے آنند لوک اسکا ہے نام

سوال ۳۶ - یہ صحیح ہے لیکن اس کی خوشی دائمی باختیاری یا خود اختیاری نہیں ہے۔

جواب - یہ صحیح ہے لیکن یہاں کوئی بھی تو حالت دائمیت یا مقدرت کی نہیں ہے۔

صبح کے ساتھ شام کا ہے میل
دن کا ساتھی بنا ہے رات کا کھیل
ہر جگہ موت و زندگی ہیں ساتھ

موت کے ہاتھ میں ہے اسکا ہاتھ

سوآل ۷۲۔ خوشی گیان میں ہے یا اگیان میں؟
جوآب۔ گیان میں خوشی نہیں ہے وہ اگیان میں ہے۔ جاہل۔ عالم۔ نادان اور عاقل شہری دیہاتی۔ سب کی حالتوں کا باہمی مقابلہ کرکے دیکھ لو تب اور بات چیت کرو۔

سوآل ۷۳۔ یہ سچ ہے آں راکہ عقل بیش غم رونگار بیش معمولی آدمی تو اپنے کاروبار میں مصروف رہ کر زیادہ خوش رہتے ہیں اور عقیل قاضی کو ہر وقت شہر کا اندیشہ لگا رہتا ہے؟

روشنئ طبع بیشک عقل ہے
وہ نہیں ہے اصل اس کی نقل ہے
یہ سمجھ میں میرے بالکل آگیا
وتجھے آنند کا اب کچھ پتا؟

جوآب۔ بیداری سفلی جسمانی خطہ کی حالت ہے خواب یا سپن عقل و دل کے طبقہ کی حالت ہے۔ سوشپتی یا گہری نیند روحانی طبقہ کی حالت ہے!!

بیداری میں انسان ہر قسم کے سُکھ بھوگتا ہے کھانا پینا سیر تماشا میل جول پڑھنا لکھنا سوچنا وچارنا سب اسی حالت میں ہوتا ہے اور سیری آتی ہے۔

خواب میں انسان عقل و دل کے مرکز پر بیٹھا ہوا سکھ کے سپنے دیکھتا ہے پیاسا ہے تو سیکڑوں گھڑے پانی کے پی جاتا ہے آسودگی نہیں ہوتی بیداری میں اگر ایک دو پیالے پانی کے پی لیتا تو سیری ہو جاتی کیونکہ یہاں سکھ کی ٹھوس صورت ہے۔ عالم ہیولا کے رہنے والی ارواح (بھوت پریت کی صورت میں رہ کر) جب بھوکی پیاسی ہوتی ہیں کسی کثیف جسم والے کے جسم میں داخل ہو کر کثیف غذا کھا کر تب آسودہ ہوتی ہیں۔

سوشپتی چونکہ نمونتاً روح کی حالت ہے اُس میں نہ دُکھ ہے نہ سکھ ہے نہ دین ہے نہ آئین ہے نہ رسم نہ رواج نہ خواہش نہ بیخواہشی! وہ روحانی کمال کا نمونہ ہے جو قدرت روزانہ تمھارے جسم کے اندر دکھاتی رہتی ہے یہ مکمّل حالت ہے یہ آورش ہے دیرپا نہیں ہے صرف نمونہ نمونہ ہی ہے۔ ہاں آدمی جب روحانی بنجاتا ہے

اس میں یکسانیت ہم آہنگی سکون و قرار سب کچھ آجاتا ہے یہ معراج ہے اور انسانی زندگی کا مقصد ہے اس کی تعلیم سنت دیتے ہیں روح کی حالت کو سُکھ نہیں کہتے سُکھ کا طبقہ صرف جسم اور بیداری ہے اس کی کیفیت کے ظاہر کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

زباں بند ہے لب بند اور دہن ہی بند
کلام و لفظ میں لب بند اور سخن ہے بند

.......:.......

سوال ۳۹۔ اب میں اس مضمون پر سوال نہ کروں گا میری تسلی ہو گئی ہاں برہم اور جیو کے بھید کا معاملہ باقی ہے۔ وہ نہایت ضروری اور وضاحت طلب ہے۔ ہاں قبل اس کے آپ اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں یہ ضرور بتا دیں کہ کیا رُوح تم یا تموگن خواہ تموگنی ہے؟

جواب۔ روح کا درجہ تینوں گنوں کے اوپر ہے ہاں وہ اس سے قریب تر ہے۔

سوال ۴۰۔ اگر روح تموگن سے قریب تر ہے تب تو

تموگن بمقابلہ ستوگن اور رجوگن کے بہتر ہے اور بہتر ہونا چاہئے۔ لیکن عام طور پر اُسے باعث نفرت سمجھا تا ہے اس کا کیا سبب ہے ؟

جواب برا بھلا۔ نسبتی الفاظ ہیں۔ تموگن اندھکار اندھیرا اور ظلمات ہے۔ ست۔ رج۔ تم یہ عقل کی صفتیں ہیں روح صفات سے اونچی ہے۔

سوال ۴۱۔ یہ سب صحیح! لیکن آپ اس موقع پر اُسے ست اور رج پر کیسے فوقیت دے رہے ہیں۔

جواب۔ وہ پہلا پردہ ہے جو قریب تر ہونے سے روح کو گھیر رکھتا ہے۔ تم نے خیال نہیں کیا۔ میں نے تم کو سب سے پہلے سمجھایا تھا کہ ابتدا میں حقیقت تاریکی کے پردہ میں چھپی تھی پردہ پھٹا ست (نور) کا ظہور ہوا۔ یہ ست تم سے ملا اس ملاپ سے رج پیدا ہوا اور تینوں گنوں کا ظہور ہو گیا۔

سوال ۴۲۔ یہ بھی صحیح! لیکن تموگن کی ورتی (دھار) مُوڑھ (مجہولیت) ہے ستوگن کی ورتی (دھار) گیان پرکاش اور ہستی ہے اور رجوگن کی ورتی کشمکش جدوجہد

عقلی اختراعات اور دلی تموج (سنکلپ وکلپ ہیں)

جواب۔ سچ ہے یہ ایسا ہی ہے اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے یہ تینوں ورتیاں روح پر پردہ ہیں تینوں قید و بند کی مثالیں ہیں تم گہرا پردہ (موڑھتا اور غفلت خواہ جہولیت) ہے ست گیان نور ہستی پرکاش کا پردہ ہے اور رج ست تم کا آمیزشی پردہ ہے۔

سوال ۳۴۔ کیا پرکاش اور نور بھی پردہ ہے؟

جواب۔ بیشک ہستی ہستی کا خیال ہستی کا علم اگر پردہ نہیں ہے تو اور کیا ہے!

ہستی آئی اور انانیت ہوئی
ہستی ہی میں عقل ہے اور بیخودی
عقل پردہ دوسرا ہے روح کا
جہل گہرا تیسرا پردہ بنا
اس طرح یہ تینوں ہیں اُسکے غلاف
اصلیت کو یہ نہ ہونے دینگے صاف
علم ہستی اور خوشی پردے ہیں تین
اس طرح پر کرلے تو سچا یقین

سوال ۴۴۔ یہ بھی صحیح! لیکن فوقیت کس کو ہے؟
جواب۔ روح کو۔

روح ہی میں ہے روحانی کمال
فوقیت ہے اُس کو حاصل لامثال
ذات ہے یہ روح باقی ہیں صفات
لاکھ باتوں کی یہ سچّی ایک بات

سوال ۴۵۔ یہ بھی صحیح! لیکن کیا رُوح یا ذات قید و بند میں ہے؟
جواب۔ نہیں۔

سوال ۴۶۔ پھر یہ قید و بند کس کو ہے اور کون نجات کا خواہشمند ہوتا ہے؟
جواب۔ دل۔

سوال ۴۷۔ یہ دل کیا ہے؟
جواب۔ یہ ایک لطیف گرہ دار چیز ہے جو صفات ثلاثی اور روح کی عکسی حقیقت کو لے کر گرہ بند ہو جاتا ہے اور حقیقت سے اپنے آپ کو جدا سمجھ کر اپنی کھچڑی علیحدہ پکاتا رہتا ہے۔

سوال ۷ ۴۔ کیا یہ دل ہی جیو ہے جس میں جینے کی خواہش رہتی ہے ؟

جواب - ہاں !

جیو دل ہے دل میں ہیں سو خیال
دل میں ہیں رنج و غم و درد و ملال
زندگی کی اور خوشی کی چاہ میں
آتا ہے یہ بندشوں کی راہ میں
تجربہ جب ہو گیا وسعت ملی
تب فراخی آئی سوچا مکتی کی
ہیں اسی کے سب نجات و قید و بند
یہ کبھی خوش ہے کبھی ہے دردمند

سوال ۸ ۴۔ یہ جیو کیسے پیدا ہوتا ہے ؟

جواب - اس سوال کا جواب تو میں نے دیدیا۔ اور بھی کچھ سُن لو۔ سمندر ہے سمندر پانی سے لبریز ہے اس میں جوار بھاٹے اُٹھتے رہتے ہیں اُن کے زیر اثر لہر بدبدے بوندیں۔ جھاگ۔ کائی۔ مچھلی۔ کیڑے مکوڑے پیدا ہو ہو کر جنمتے مرتے اور کھپتے رہتے ہیں۔ ایشور

دیوی۔ دیوتا۔ برہما و شنو مہیش غرضیکہ جتنی مخلوقات ہے سب اسی طرح پیدا اور غایب ہوا کرتے ہیں؟

سوال ۴۹۔ کیا ایشور بھی مخلوق ہے؟

جواب۔ جو پیدا ہوا وہ سب مخلوق ہے۔

سوال ۵۰۔ ہم تو کچھ اور ہی سمجھتے چلے آرہے تھے؟

جواب۔ یہ تمھاری غلطی اور غلط فہمی تھی۔ ایشور اُسے کہتے ہیں جس میں ایشوریہ اور طاقت ہے یہ صفتیں ہیں صفتیں تخلیق سے منسوب ہوتی ہیں۔ کوئی بھی ہو۔

خود ہی آیا خود بخود آیا خدا (خود آ) خود ہو گیا
اس میں قدرت آئی۔ وہ قادر بنا
قدرت و مقدور و قادر ہیں صفات
نظر و منظور اور ناظر ہیں صفات

سوال ۵۱۔ کیا آپ ایشور کو نہیں مانتے؟

جواب۔ نہ مانتے ہوتے تو اس کا نام کیسے لیتے۔

جانتے ہیں جان کر ہیں مانتے
جان کر اور مان کر پہچانتے

سوال ۵۲۔ ایشور اگر مخلوق ہے تو جیو ہوا۔ جیو

سب بندھن میں ہیں تو پھر ایشور بھی قید و بند میں ہوا؟
جواب۔ ایشور نہ قید و بند میں ہے نہ اُسے نجات کی خواہش ہے یہ میں تمھیں بتا چکا ہوں قید و بند اور نجات کا مسئلہ صرف انسان (مُنشّیہ) کے اندر ہے مُنشّیہ وہ ہے جس میں من کی تکمیں خاص قسم کی ہوئی ہے اسی من کی خاص تکمیل کی وجہ سے اُسے بندھن ہے اور وہ نجات چاہتا ہے جس میں میرا تیرا پنا زیادہ ہو وہ بندشی زندگی میں ہے جس میں یہ نہیں ہے اُسے نجات کی کیا ضرورت ہے ایشور کا درجہ اس میرے تیرے پنے کے جھگڑے سے بہت اُونچا ہے۔

.......!.......

جیو برہمہ

(۱۱۸) جیو ہے اور برہمہ ہے آتما ہے پرماتما ہے ایشور اور پرمیشور ہے اور ایشور پرمیشور پرماتما وغیرہ کے پرے ایک اور درجہ بھی ہے جسے پربرہمہ کہتے ہیں۔ ان کے ماننے والے آستک اور ان کے نہ ماننے والے ناستک کہلاتے ہیں۔ سنت سب کچھ مانتے ہیں کسی کی

تحقیر نہیں کرتے۔

سوال ۱۔ جب ایشور برہمہ جیو وغیرہ سب روح کے آدھار پر پیدا ہوتے ہیں تو یہ روح لامحدود ہو گی؟

جواب۔ روح میں محدودیت اور لامحدودیت وغیرہ نہیں ہیں یہ صفاتی التزامات صرف صفاتی طبقات ہیں ہیں ایشور وغیرہ سب صفاتی طبقہ کے مخلوق ہیں۔

نہیں ایک وہ تین ہے ہمہ روح شئے
نہ محدود اور غیر محدود ہے
نہ وسعت۔ بلندی ہے پستی نہیں
نہ ویرانہ ہے اور بستی نہیں

سوال۔ آپ کے کلام سے ثابت ہے کہ روح ایک ہے اور مادّہ کی صورتیں متعدد ہیں۔ خواہ مادّہ میں تعدّد ہے؟۔

جواب۔ ذات اور صفات کے اصطلاح زیادہ موزوں معلوم ہوتی ہے ذات اور صفات کی نظر سے تم ان کو کہنے سمجھنے کے لئے شروع میں دو کہو لو ذات ایک ہے اور صفات متعدد ہیں۔ ورنہ اصل میں۔

ذات میں صورت نہیں سیرت نہیں
ذات میں قدرت نہیں ندرت نہیں
رنگ و بو کچھ بھی نہیں ہے ذات میں
گفتگو کچھ بھی نہیں ہے ذات میں
ایک دو کا ذات میں کیا اہتمام
رنگ کا اور نقش کا کیا اس میں کام

....

مادّہ میں کثرت اور تثلیثیت
مادّہ میں اثنینیت اور احدیت
مادّہ میں کفر ہے اور شرک ہے
مادّہ میں دین و بیدینی کی شے

....

سوال ۲- مادّہ کی صورت کا کوئی برجستہ اور موزوں نام لیجئے-

جواب- مادّہ کا سب سے بہتر اور موزوں تر نام برہمہ ہے
سوال ۳- یہاں آکر آپ نے گنگا میں لوٹیا ڈبو دی برہمہ کو سب ذات کہتے ہیں آپ کیسے اسے مادّہ

کہتے ہیں؟

جواب۔ برہمہ مُرکب لفظ ہے دو ٹکڑوں سے بنا ہے ورہ (بڑھنے) اور منن (سوچنے) سے اب تم خود غور کرو جس میں بڑھنے اور سوچنے کے اوصاف موجود ہوں وہ ذات ہے یا مخزن الصفات ہے! میرے کہنے پر نہ جاؤ سنسکرت زبان کے لغات موجود ہیں اُنھیں دیکھ پڑھکر اپنی تسلّی کر لو۔

سوال ۴۔ یہ آپ نے بار ہا کہا ہے مجھے یاد ہے اور جیو کیا ہے؟

جواب۔ بار بار وہی سوال! جس میں جینے اور زندگی قایم رکھنے کی خواہش ہو وہ جیو ہے۔

سوال ۵۔ یہ کس سے پیدا ہوا؟

جواب۔ آدھار تو ذات کا ہے ذات کے سہارے برہمہ نے اُسے برہمہ میں پیدا کیا۔

سوال ۶۔ کس طرح؟

جواب۔ جس وقت ذات سے دھارہ پھوٹی صفات کی دھار اُلٹ پھیر کرتے ہوئے متشکل ہو کر ذات کی طرف

توجہ کی اُس سے ذات کا آدھار لئے ہوئے ایک مرکبی یا ترکیبی صورت بنی۔ اس نے کہا[1] سوہم آسمی' (جو وہ ہے وہی میں ہوں) ذات وصفات ایک ہیں یہ کہہ کر وہ پھر بولا ایکو ہم بہو سامی (میں ایک ہوں انیک ہو جاؤں۔ وحدت سے کثرت میں آجاؤں) اور ایسا ہی ہوا۔ وہ پھیل گیا بڑھتا اور سوچتا گیا اسی وجہ سے اس کا موزوں نام برہمہ ہوا۔

سوال ۷۔ یہ کیسے ہوا؟

جواب۔ صفات کی دھار کے ذرّات ذات کی گرمی لے کر تپے۔ مخمور ہو گئے ان میں حرارت آئی اور وہ اُسی طرح پر تپے اور پھیلے جیسے کوئی شخص سامگری لے کر یگیہ کرتا ہے اور وہ سامگری آگ میں پڑ کر دھوئیں کی کثیر شکل میں جا بجا ہر چہار طرف پھیل جاتی ہے اور اُسی سے اسی میں تمام جیو جنتو جراثیم مخلوقات عناصر۔ کرے۔ سورج چاند ستارے غرضیکہ شش جہالت عالم پیدا ہو جاتے ہیں چونکہ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس میں بڑھنے اور سوچنے

---

[1] مضمون کے واضح تر کرنے کی نیت سے اِلنکار (شاعرانہ ستعارہ) کی زبان کی مدد لیگئی قدمانے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

کی صفت نہ موجود ہو یہ سب بہ حیثیت مجموعی اور خوبصورت انفرادی
برہمہ ہی برہمہ ہیں اور تمام عالم جو تمھارے اِردگرد پیش و پس
اوپر نیچے دائیں بائیں نظر آرہا ہے یہ سب کا سب برہمہ ہی برہمہ
ہے۔ جیو اس طرح بنا اس میں بھی بڑھنے سوچنے کی صفت ہے
اپنی موجودہ حالت پر ایک بھی قائم نہیں ہے سب بڑھتے سوچتے
رہتے ہیں۔ یہ ہر ایک میں خمیری اور فطرتی تاثیر ہے جو ودیعت
کی گئی ہے۔

سوچنے بڑھنے کی جس میں ہو صفت
برہمہ چت ہے برہمہ آنند برہمہ ست

اوم تت ست اوم تت ست اوم تت
اوم ست تت اوم ست تت اوم ست
اوم ہے تثلیت اور تثلیثت
کثرت و وحدت کی ہے اس میں صفت

سوال ۷۔ اوم برہمہ ہے اور فطرتاً بڑھنے اور سوچنے کی صفت
کی وجہ سے یہ برہمہ ہے اور پر برہمہ ؟۔
جواب۔ اِس میں سے "سوہم آسمی" (من خدایم من خدایم
من خدا) کی صدا ابتدا میں بلند ہوئی تھی اسی وجہ اِس کا نام

سوہم یا سوہنگ پڑا۔ اہم یعنی اہنکار (انانیت) کی جڑ
اسی میں ہے۔

ذاتِ خودؔ ہے جب الف اُس سے ملا
اس اضافہ سے ہوا تب خود خدا
اور انساں میں ہے خود جو یا خودی
اس میں ہے نیکی تو اس میں ہے بدی

....

دُنیا کی موت اور زندگی

(۱۱۹) جیو بڑھنا اور سوچنا چاہتا ہے یہ زندگی کی
شان اور برہمہ کا نشان ہے۔ اور جب تک اس میں
کمال کی حالت نہ آجائے گی تب تک بہت دلوں بلکہ جنم
جنمانتر تک یہی کیفیت رہے گی دولت۔ حسن۔ سِدّھی شکتی
راج حکومت سب کچھ حاصل ہو رہے لیکن شانتی کبھی نہ
ہو گی کوئی لاکھ تدبیر کرے یہ نعمت نہیں ملتی۔ کیونکہ انساں
کے اندر کمال کی خمیر ودیعت کی گئی ہے دلوں کے اندر
کُریدہ ہے کہ یہ چوطرفہ بھٹکاتا پھرتا ہے۔ جب موج یا
قسمت سے کوئی گورو ہاتھ آجاتا ہے اور سچّا انسان اس

طرف متوجہ ہوتا ہے اس وقت اس کی صحبت کے فیض سے جیسے جیسے بھرم کے پردے اُٹھتے چلے جائینگے اس کمال کی سمجھ بوجھ آتی چلی جائے گی۔

سوال ۱۔ اس انسان اور انسانی دنیا کے اندر عناصر کی اجتماع اور بربادی کیسے ہوتی ہے؟

جواب۔ جیسے یہ بتدریج آتے ہیں ویسے ہی یہ جاتے بھی ہیں۔

سوال ۲۔ میں اس کی صراحت چاہتا ہوں۔

جواب۔ موت اور لے۔ سے بہتر معلّم اس مضمون کا کوئی بھی نہیں ہے۔ میں تم کو فقیروں اور سنتوں کے طرز بیان کے موافق سُناتا ہوں اُسے غور سے سنو تاکہ نتیجہ نکالنے میں سہولیت ہو۔

.....؛.....

پنڈ پر لے

(۱۲۰) جب موت آتی ہے سب سے پہلے مٹی کے عنصر کا کھچاؤ ہوتا ہے اس کا مقام مقعد (گدا) ہے پاؤں میں اس مٹی کے عکسی اثرات رہتے ہیں یہ کھچ کر مقعد میں آکر

جذب ہو گئے پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے مٹی قدرت میں آخری عنصر ہے اُس کا اوپر کی جانب کھچاؤ پرتھوی پر لئے ہے۔

یہ پرتھوی (مٹی) جل (پانی) سے پیدا ہوئی تھی۔ مقعد سے کھچکر یہ اندری (پیشاب کی جگہ) میں جذب ہو رہی ہے۔ یہ جل پرلے ہے۔

اب اپنی باری پر یہ پانی بھی اوپر کی جانب کھچا اور نابھی (ناف) کے مقام میں آکر آگ میں جذب ہو گیا یہ آگ پرلے ہے مٹی اور جل دونوں آگ کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔

نیچے کے حصے ٹھنڈے پڑ گئے وہ طاقت سے خالی ہیں گرمی صرف معدے یا معدے کی حرارت غریزہ ہی میں ہے۔

وقت آیا یہ آگ کھچکر چھاتی کے مقام میں کھچی اور ہوا میں تبدیل ہو گئی۔ دل میں دھڑکا ہے اور جگہ سرد ہے یہ وایو یا پران پرلے ہے۔

ہوا بھی کھچی گلے میں پہونچی آکاس میں تبدیل ہوئی اور کنٹھ میں بلغم صفرا سودا (کپھ پت وایو) میں ہلچل ہونے لگی پانچوں عناصر (تتو) اب اکاس میں جذب ہو کر آکاس

کی شکل کے بن گئے یہ آکاس پرلے ہے۔

......؟......

تتّو تتّو ین ر ئے ملے جسم کے چھ چکر بے جان ہیں لیکن
ابھی تک زندگی ہے دونوں آنکھیں گھومتی ہیں لوگ آتے
پوچھتے ہیں "ہم فلاں ہیں ہمیں پہچانتے ہو" مرنے والا آنکھوں کے
اشارہ سے ہاں نہیں جواب دیتا ہے۔

اب آکاس بھی کھچا آتم دیو میں ملا جو دونوں آنکھوں
کے پیچھے تیسرے تل کے درمیان ہے آتم دیو پنڈی من
ہے آتما دو لفظ 'ات' (حرکت) اور من (سوچنے) سے بنا ہے
جس میں حرکت اور سوچنا ہو وہ من ہے اسی من سے
آکاس ہوا آگ پانی اور مٹی کی پیدائش تھی یہ اپنے اصل میں
جذب ہو گئے اس حالت کا نام پنڈ پرلے ہے یہ جسمانی
موت کی کیفیت ہے جو چندرائن لگنے کے بعد آتی ہے اور
تیسرے تل کی حرکت بند ہونے کے بعد واقع ہوتی ہے۔

......؛......

برہمانڈ پرلے

(۱۲۱) آتم دیو کی جڑ پرماتم دیو میں ہے جو برہمہ کا وراٹ

رُوپ ہے جوت نرنجن کہلاتا ہے یہاں کال اور مایا کا استھان ہے نیچے کی رچنا اسی سے متعلق ہے یہ اپنی جگہ پر آب وتاب کے ساتھ روشن رہتا ہے اکثر ہندو اس روشنی کے خیال سے مرنے والے کے ہاتھ میں رسمی طور پر روشن چراغ رکھ دیتے ہیں یہ وِراٹ پر لے ہے۔

وراٹ کی جڑ انتریامی (اونکار) میں ہے وراٹ کی دھار کھچکر اونکار میں جذب ہوتی ہے جو ست۔ رج۔ تم تین گنوں کا بھنڈار ہے اس حالت کا نام اونکار پرلے ہے اونکار برہمانڈی من ہے یہ سمندر ہے اور تمام من یا پنڈی من اس کی بُوندیں ہیں۔

باری پر گنُوں کی دھار کھچی۔ ہرنیہ گربھ میں پہونچی جو شونیہ کا رہے اسی کو عدم یا خلا بھی کہتے ہیں یہ بیج رُوپ میں ہے تمام مادہ نیچے سے کھچکر اس میں آکر جذب ہو جاتا ہے ہرنیہ (سونا) گربھ (انڈا) ہے یہ سونے کے انڈے کی شکل میں محویت اور مجذوبیت کی حالت میں رہتا ہے برہمانڈ کی رچنا اسی کے تابع ہے جیسے درخت کی پیدائش نہ بیج سے متعلق ہے جو کچھ بیج میں رہتا ہے وہی درخت

کی صورت میں پیدا ہو کر زندگی کا تماشا دکھاتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس یہ ہرنیہ گربھ یا شونیہ کی پرلے کہلاتی ہے۔

....

انسانی جسم کے اوپر دماغ کا درمیانی حصہ برہمانڈ برہم کا انڈا کہلاتا ہے یہاں آکر اندھیرا اور ظلمات ہے لیکن آدھے چاند کے نور کی چمک رہتی ہے شیوؤں کے تلک میں اسی اردھ چندر کا رسمی نشان لگایا جاتا ہے

....

پر برہمانڈ پرلے

(۱۲۲) پر برہم پرے کا برہم ہے یہ درجہ برہم سے اونچا ہے یہ کارن ہے اسی سے کائنات کی پیدائش کے مسالے کی دھار خارج ہوتی ہوئی برہمانڈ اور پنڈ میں پھیلتی ہے۔

اس کے بھی تین حصے ہیں (۱) مہا شونیہ (گہرے اندھیرے یا ظلمات کبریٰ) کا مقام۔ (۲) بھنور گپھا۔ چکر کھانے والے حمام یا گرد پرکرتی کے ذرات کے گرم ہو کر ناچنے کی جگہ (۳) ست لوک کا ناکہ اس تثلیثی مرکز کے دھنی (موکل) کو سوہنگ پُرش کہتے ہیں جو ادم یا اونگ پُرش سے بالکل مختلف اور جدا ہے

مہاپرلے یہاں اگر ہوتی ہے اسے سوہنگ پرلے کہتے
ہیں آگے ست لوک ہے ست لوک میں پرلے کا عمل
دخل نہیں ہے۔ ست لوک اور اُس کے آگے پرلے نہیں
ہوتی وہ مقام لقا ہے ست بقا کو کہتے ہیں۔

....

خلاصہ

(۱۲۳) اے عزیز! جیسے پرلے ہوتی ہے وہ اُلٹی
ویسے ہی سرشٹی ہوتی ہے موت کی حالتوں پر غور کرنے
زندگی کی حالتوں اور نظام آفرینش کی کیفیتوں کی خبر مل
ہے۔ پہلے ست کا ظہور ہوا اس کے بعد سوہنگ کا پھر بر
کے (۱) ہرنیہ گربھ (۲) انتریامی اور (۳) وراٹ کے متعل
نمایاں ہوئے پرکرتی تین گن والی ہے جو پُرش کے ما
ہے ستت رج۔ تم کے ملاپ اور مسالے سے مَن پیدا ہو
ہے اس من سے عناصر خمسہ پیدا ہوتے ہیں اور اُن
رلنے ملنے سے تمام اجسام واجرام (پنڈ دیہ) وغیرہ بنتے
اور رچنا ہونے لگتی ہے۔

ذات تو مستند بالذات اور قیّوم ہے۔ صفات تبد

پذیر اور مستند بالغیر ہیں ایک آدھار ہے دوسری دھاریں ہیں ان کے میل سے نظام آفرینش ہے جس کی اُلٹی پھیر ہوا کرتی ہے آدھار تو نہائی یا چاک کی مثال ہے جو اپنی جگہ پر قایم ہے اسی کے سہارے پر برتن بھانڈے اوزار چاہے جتنے گڑھے جائیں اُس کی حیثیت میں فرق نہیں آتا۔ فرق یا تبدیلی تو اجسام و اجرام میں نظر آتی ہے اور مجسم مخلوق میں اس کا گمان اور بھرم ہوتا ہے۔

.....٭.....

انسان کی بزرگی

(۱۲۴) اس دنیا میں جتنی مخلوق ہے سب میں انسان کا درجہ بڑا اور بہت بڑا ہے یہ سب میں اشرف اکمل۔ احسن۔ اکبر۔ اجمل۔ سرلیشٹھ اور پُورن ہے اس کی نسبت لوگ ابتدا سے گاتے چلے آرہے ہیں۔

ہے مکمل جنس انساں اے عزیز
دیکھ منظر اُس کا با ہوش و تمیز
وہ اضافہ کا نہیں محتاج ہے
صاحب املاک و تخت و تاج ہے

چاہے لو تم جس قدر اس سے یہاں
ہو نہیں سکتا ہے قلّت کا گماں

جو مکمّل سے نکلتا ہے عزیز
وہ مکمّل رہتا ہے کر لے تمیز

جو مکمّل ہے بھرو تم جس قدر
جیسے کا ویسا رہے گا سربسر

خاک کا پتلا بنا گو فرش پر
ہے قدم اس کا ہمیشہ عرش پر

ہے بشر سارے جہاں کی سجدہ گاہ
باجلال و باجمال و عز و جاہ

ذات اور اوصاف کے سارے کمال
ہیں بشر میں متحقق باحال و قال

جب ملے انسان کامل اے عزیز
کر زیارت اس کی با عقل و تمیز

مرد کامل مظہر ذات خدا
ہے نہیں شک اس میں شمہ بھر ذرا

اُس کی صحبت چند روزہ کر لے تو
سمجھے گا اُس وقت میری گفت گو

بے اثر ہوتے نہیں ہرگز کلام
رازِ حق پا جائے گا اس سے تمام

ہے فقیروں کا یہی آئین و دیں
مرد کامل کا ہو جا کر ہم نشیں

اس میں ہے علم الیقین عقل الیقین
اس میں ہے عین الیقین اصل الیقین

کسب میں پیری مریدی کے نہ جا
ڈھونڈ صحبت کے لئے مردِ خدا

.....٭.....

(۱۲۵) معراجِ کمال

انسان کامل معراجِ کامل (پورن آدرش) ہے یہ ذات وصفات آدھار دھار اور ظاہر باطن سب کا مجموعہ ہے اس کی صحبت بابرکت ہوتی ہے۔ اس کے کلام موثر اور بجلی کے اثر رکھنے والے ہوتے ہیں۔ مقدس رگ وید کی یہ رچا (نغمہ) اسی کی تعریفی شان میں گائی گئی ہے۔

اوم پورنمدہ پورنمدم پورنات پورنم دچیہ تے
پورنسیہ پورنماوایہ پورنمیوا وشیشیہ تے

مطلب خیز ترجمہ:-

ہے مکمل اور مکمل باکمال
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال
جمع اور تفریق سے بالا ہے وہ
رازِ حق کا بیگماں آلہ ہے وہ
ہے اضافہ کا نہیں امکاں یہاں
وہ ہے اس دُنیا میں بحرِ بیکراں
اس سے جو نکلا مکمل وہ بھی ہے
حسن کی دریا میں اجمل وہ بھی ہے
جو ملا وہ بحرِ عرفاں ہو گیا
مِل کے باتوقیر و ذی شاں ہو گیا

انسانی ظہور کا کمال۔ قدرت کے جمال و جلال کا مَظہر، مُظہر اور اصلی جوہر ہے اور جو اس کا مشاہدہ اور معانقہ کرتا رہتا ہے اس میں بھی وہی تمام ظاہری باطنی خوبیاں متجلّی ہو کر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں اور وہ اُنھیں کھلی ہوئی کتاب کے ورقوں کی طرح زیرِ مطالعہ لانے لگتا ہے اور علمِ ذات کا ماہر ہو جاتا ہے یہ علمِ ذات ہی اصلی علم ہے باقی تمام علوم و فنون اس کے مقابلہ میں ہیچکارہ ہیں۔

انسان پڑھتا ہے لکھتا ہے ہر شے کی ماہیت سے واقفیت
حاصل کرنے کا شیدائی بنا رہتا ہے یہ کسی حد تک اچھا ہے
بُرا نہیں ہے دنیا ادبستان ہے انسان اس میں اگر اپنے
تجربات اور مشاہدات کو وسیع کر لیتا ہے وہ ایسا کرے ضرور
کرے۔ لیکن یہ بطور خود کافی نہیں ہے۔ اُسے چاہیئے کہ
عالم کا علم حاصل کرکے باطنی عالم کی علم کی جانب بھی مایل
ہو۔ تاکہ تمام ممکنات قدرت کے جو سامان اُس کے
اندر مجہولیت میں پڑے ہوئے ہیں معروفیت میں آجائیں
یہ علم ذات کہلاتا ہے اگر یہ میسر آجائے اور اُس کی شفقت
ہو جائے تو بہت آسانی سے روحانیت کے اثرات نمایاں
ہو جائیں زندگی دم کے دم میں تبدیل ہو جائے اور
انسان کچھ کا کچھ بن جائے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انسان سچّا
اور حقیقی انسان بن جائے۔

دل کا اور باطن کا ہو دم میں وسیع
شان دوبالا ہو اور از بس رفیع
شرف کا اور قدر کا حق دار ہو
حق میں حق مل جائے حق کردار ہو

جب نہیں مُرشد یہ ہے امرِ محال
اس کی برکت سے یہ پیدا ہو کمال
نعمتِ عظمیٰ ہے مرشد کا وجود
اس سے حاصل ہوتے ہیں بود و نمود
منزلِ مقصود کی معراج ہے
ورثۂ روحانیت کا تاج ہے

سوال ۱- آپ کی زبان پر ہر وقت مُرشد کی حمد و ستائش کا نغمہ رہتا ہے اس کا باعث کیا ہے؟

جواب- میں عمداً اُصولاً عادتاً اور فطرتاً ایسا کیا کرتا ہوں تاکہ یہ معراج نظر سے اوجھل نہ ہونے پائے۔ اور لوگ غلطی میں پڑ کر گمراہ نہ ہوں جب وہ راہ پر آجائیں گے اس وقت وہ اُس کی ضرورت اور باریکی کو سمجھیں گے

جس کو ہو روحانیت کی آرزو
سچے مُرشد کی کرے وہ جستجو
قلب مرشد مزرعۂ اللہ ہے
اس میں طبقاتِ فلک کی راہ ہے
دیدۂ دل سے زیارت اُسکی ہو

تاکہ خبثِ باطنی سب جائیں کھو
آنکھ و پیشانی پہ ہو اُس کے نظر
دل میں آئے کیمیائی کچھ اثر
جس کی پیشانی ہے چوڑی اور رفیع
اُسکا دِل بے شبہہ و شک ہے وسیع
چشم روشن معدن الانوار ہے
آنکھ کیا ہے؟ مخزن الاسرار ہے
جب وہ کھولے گا کبھی اپنی زبان
کھل رہیں گے خود زمین آسمان
رُوح اُڑ جائے گی پر کو کھول کر
آسمانی طبقوں کی لے گی خبر
جب نہ ہو مُرشد نہ چل اس راہ میں
ورنہ پھنس جائے گا مال و جاہ میں
دام دنیا کو سمجھ دامِ بلا
جس میں سب رہتے ہیں دایم مبتلا
مل گیا مرشد تو ملتی ہے نجات
ورنہ حایل ہوتے ہیں دامِ صفات

(۱۲۶) طریق الفقرا

سنتوں کا مارگ آسان اور فطرتی ہے۔ کشمکش جدوجہد اور محنت ومشقت سے اسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ خدا محنت اور مزدوری کرنے سے نہیں ملتا اور نہ یہ جدوجہد کی مُراد ہے وہ اگر ملتا ہے تو خود بخود ملتا ہے ملا ہوا پہلے ہی سے ہے کھویا ہوا نہیں ہے نہ کبھی کسی سے جُدا تھا نہ کھویا ہوا تھا۔ ہاں غفلت اور پندار کا پردہ دِل اور عقل کے سامنے حایل ہو رہا تھا تو ہمات کی کھڑکھڑاتی ہوئی زنجیر وزنی طوق بن کر گلوگیر ہو رہی تھی وہ گمراہ کر رہی تھی گو رول گیا نظر دھر آلونہ پڑی۔ پردہ اُٹھ گیا اور حقیقت عرفانیت اور روحانیت کے نظارے آنکھوں کے سامنے آنے لگے اصلیت کے انکشافات کی خبر ملنے لگی اور کام بن گیا۔

وہم ہے خویش و بیگانہ کا خیال
وہم ہے اور واہمہ دُنیا کا جال
کفر و دیں ہیں واہمہ کی صورتیں
سب ہیں مفروضات ہی کی مُورتیں

وہم ہے میرا پنا تیرا اپنا
وہم ہی ہے واہمہ کا ماپنا
عقل نے ان سب کو پیدا کر لیا
عقل کا پُتلا بشر بن کر پھنسا
واہمہ کی شکلیں ہیں سب قید و بند
واہمہ ہیں ہیں سبھی بیم و گزند
واہمہ کا چھوڑنا آساں نہیں
اس کا قیدی کون سا انساں نہیں

سنتوں اور فقیروں نے دیکھا کہ اکثر انسان اس فرضی واہمہ کے ہاتھوں تنگ اور حیران اور پریشان ہیں۔ قومیت ملّت۔ مذہب۔ مشرب۔ عزّت۔ حکومت ثروت۔ دولت۔ وغیرہ کتنے توہمات اس انسان کے گلے کے ہار بنے ہوئے ہیں ان میں سے کسی ایک میں اصلیت نہیں ہے سب کے سب مفروضات ہیں جنھوں نے انسان کی حالت کو خراب کر رکھی ہے کثیر تعداد تو ان کے ہاتھوں غلام ہے صرف تھوڑے سے آدمی ایسے ہوتے ہیں جو ان حالتوں سے گھبرا کر پناہ مانگتے ہیں اور اُن سے نجات چاہتے ہیں۔ سنتوں اور فقیروں کی تعلیم

اپنی جماعت کے لئے مخصوص ہے لیکن وہ خاصیت سے خالی بھی نہیں ہے۔ اس کے فیض کا دروازہ ہر کس و ناکس کے لئے کھلا ہے جو چاہے اس سے مستفید ہو۔ صرف خواہش اور طلب درکار ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ باوجود اس عام خصوصیت اور مخصوص عامیت کے وہ دنیاپسندوں اور دنیاداروں کے لئے بھی دُنیاداری اور دینداری کے ساتھ سختی خواہ سخت گیری کا سلوک روا نہیں رکھتی اس کا مقولہ ہے دُنیا میں رہو دُنیا کے بالکل ہو کر نہ رہو۔ ذرہ اس کی چاہت کو دل سے کم کر رکھو۔ اصلیت اور حقیقت کو سمجھ لو پھر تم ہزار کی جگہ لاکھ اور لاکھ کی جگہ کروڑ پیدا کرو۔ وہ اس قدر مزاحم اور تکلیف دہ بھی نہ ہوگی شرط صرف اتنی سی ہے دل کی آنکھیں کھل جائیں دل اس بات کو مان لے اور ذہن نشین کر لے کہ دل بستگی دلچسپی اور دلاویزی کا رشتہ جس سے انسان بندھا ہوا ہے وہ ذرا ڈھیلا پڑ جائے جو کچھ وہم ہے وہ صرف دل کا ہے اور دل میں ہے۔

فیض کا دروازہ ہر دم ہے کھلا
جس کا جی چاہے وہ آئے برملا

فضل کی بارش میں ہے ابرِ کرم
فیض اُٹھا کر اس سے ہولے تازہ دم
نور دیکھے چشمِ باطن کھول کر
کام کر لے کہہ کے سُن کے بول کر
مہرِ تاباں کی ہے نورانی مُدام
دیکھے اس کو اور لے مالک کا نام
نور میں ہو کام اس کا رات دن
نور میں اپنے گذارے سال و سن
سخت گیری سخت کوشی چھوڑ کر
کشمکش سے اپنے مُنہ کو موڑ کر
سہل اور آساں طریقہ سیکھ لے
سہل گیری کا سلیقہ سیکھ لے
تاکہ دُنیا کا نہ ہو رنج و عذاب
کیوں سہے ناحق کوئی جور و عتاب

لیکن پر بھی کسی کی توجہ اس طرف نہیں ہے۔ سب دنیا اور دین کے سیلاب میں بہتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

- - - - - ‡ - - - - -

(۱۲۷) دراصل لوگ چاہتے کیا ہیں؟ جواب ملے گا زندگی علم اور خوشی۔ یہ کہاں ہیں؟ اپنے اندر یا باہر؟ اس بات کی سمجھ قریب قریب ہر انسان کو ہونی چاہئے کہ ان تینوں کا خزانہ اس کے اندر ہے اور باہر اس کا عکس ہے۔ اس کا سمجھنا ذرا مشکل ضرور ہے مرشد کی چند روزہ صحبت اور اس کے پرتاثیر کلام کے بار بار سننے سے سمجھ میں آئے گا تاہم میں کچھ تھوڑی سی سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

زندگی اندر ہے اندر سے اس کی دھار آتی ہے اور باہر کام کرتی ہے اور پھر اندر کی طرف چلی جاتی ہے ہاتھ پاؤں آنکھ کان وغیرہ تمام اعضا اندر سے طاقت لے کر باہر کام کرتے ہیں زندگی کی طاقت باہر سے نہیں ملتی اندر سے ملتی ہے اور جب یہ تھک تھکا جاتے ہیں اندر جاکر کچھ دیر آرام لے کر پھر اندر ہی کی طاقت سے کام کرنے لگ جاتے ہیں یہ روزانہ زندگی کا مشغلہ ہے اگر اندر سے طاقت نہ آئے تو یہ تمام اعضا بیکار اور بےمصرف ہو جائیں۔ آنکھ کی بصارت کان کی سماعت زبان کا ذائقہ ہاتھ کی اور پاؤں کی

طاقتیں وغیرہ وغیرہ سب کی سب بلا استثنا اندر ہی سے آتی ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ زندگی کی طاقتوں کا سرچشمہ سب کے اندر ہے۔

اب رہ گیا علم یا گیان ؟ دل اندر ہے عقل اندر ہے رائے دینے فیصلہ کرنے تدبیر اور ترکیب سوچنے وغیرہ کا کام اندرونی ہی طاقتوں سے ہوتا ہے دیکھو جب آدمی سوچنے لگتا ہے آنکھیں بند کرلیتا ہے اپنے اندر مرکزی صورت اختیار کر کے تب اپنی رائے صلاح مشورہ تجویز اور فیصلہ باہر سناتا ہے کیا ان سب کے حرکات و سکنات سے ظاہر نہیں ہے کہ علم اور گیان کا مخزن بھی اندر ہی ہے۔

تیسری چیز خوشی ہے جب اندر اس کی دھار زور مارتی ہے اور جوش میں آتی ہے تب وہ باہری چیزوں کی خوشی حاصل کرتی ہے مباشرت مجامعت۔ بوسہ۔ سماعت۔ بوس و کنار کھانے پینے ملنے جلنے اُٹھنے بیٹھنے سب کی خوشی اندر ہی سے آتی ہے اور جب وہ اپنے اندر متحد ہو رہتی ہے تو باطن کی خوشی اُسے نصیب ہوتی ہے۔

تینوں حالتوں پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ زندگی علم اور خوشی اندر ہیں باہر نہیں ہیں باہر اُن کا عکس ہی

عکس ہے۔

....

زندگی علم اور سرور کی نسبت سوالات اور جوابات

سوال ۱۔ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے زندگی۔علم سرور تینوں کی جڑ ہمارے اندر ہے۔لیکن اس کا کہیں یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہمارے باہر جو دنیا ہے وہ صرف عکس ہی عکس ہے اور اصلیت سے خالی ہے! اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو میں اس جنم میں کیا لاکھوں جنموں میں آپ سے متفق الرائے نہ ہوں گا۔ میرا یہ خیال کہ جس طرح یہ تثلیثی کیفیتیں ہم میں ہیں ویسے ہی باہر بھی موجود ہیں۔ صاف اور دوسرے لفظوں میں زندگی علم اور سرور ہمارے باہر کی دنیا میں بھی موجود ہیں اور ہم اس خارجی اور باہری دُنیا سے زندگی علم اور خوشی کا حصّہ لیا کرتے ہیں؟

جواب۔ تمھارا خیال صحیح ہے غلط نہیں ہے ہستی علم و سرور خواہ ست چت انند ہمارے اندر بھی ہے اور باہر بھی ہے۔ اندر اصلیت ہے اور باہر اسی کا عکس ہے۔

سوال ۲۔ یہ تو کچھ نہیں ہوا سوال جوں کا توں رہا۔

آپ کے اسی خیال کی تو میں تردید کر رہا ہوں۔

جواب۔ تم بہت جلدی کرتے ہو۔ عجلت طبیعت کو متحد نہیں ہونے دیتی۔ صبر کی ضرورت ہر وقت ہے تم شروع سے ذات وصفات آدھار دھار وغیرہ کی اصطلاحات سنتے چلے آرہے ہو اور پھر بھول جایا کرتے ہو ان کے نظرانداز کر دینے سے توہمات حملہ آور ہوتے ہیں اور وہ حجاب یا پردہ بن جاتے ہیں۔

تم جس عالم میں رہتے ہو وہ پنڈانڈ (طبوۃ اجسام۔ عالم صغری) ہے یہ پنڈ ویس برہمانڈ میں ہے برہمہ کے تین روپ کارن سوکشم ستھول۔ ہرنیہ گربھ انتریامی وراٹ۔ نہ اکشر اکشر اور کشر تم کو دکھا دیئے گئے ان کے طبقات شونیہ ترکٹی اور سہسرا ہیں یہ گگن خواہ آسمان کہلاتے ہیں یہ سب دھاروں کے سایہ اور پرتو کے پھیلاؤ ہیں یہ عکس محض ہیں اور خارجی خواہ باہری ہیں۔

سورج آدھار کی شکل میں متحد ہے اور مرکز ہے اس کا نور دھاروں کی صورت میں ہر طرف پھیلا ہوا ہے اور تم انھیں کے تہ بہ تہہ عکسی طبقات کے اندر ہو پیاز کے چھلکوں کی طرح اُن سے گھرے ہوئے ہو۔

جیسے یہ سب ہیں ویسے ہی تم بھی ہو تم بھی ان کی طرح ذات وصفات کی مشمولی کیفیت ہو۔

تمہاری ورتی دھار۔ چت شکتی۔ سرت توجہ اندر سے نکلکر ان عکسی طبقات پر عارضی طریقہ میں ٹھہرتی ہے اسی سے زندگی علم اور سرور کا لطف تم کو ملتا ہے یہی ذہن نشین کرانا تھا۔ اب کہو یہ عکس ہیں یا نہیں ہیں!

سوال ۳۔ اب میں سمجھ گیا تو یہ زندگی علم اور خوشی۔ اور کچھ نہیں ہے صرف توجہ کے کسی مرکز پر قایم ہونے کا نتیجہ ہے؟

جواب۔ ہاں ایسا ہی ہے۔

جب توجہ ہے کسی شے میں اڑی
اس میں آجاتی ہے طرفہ زندگی
علم ہے اس میں اسی میں ہے خوشی
ہوش ہوتا ہے اُسی میں بہشتی

سوال ۴۔ جب کسی مرکز پر توجہ کے قایم اور متحد ہو جانے پر زندگی علم اور سرور کا انحصار ہے تو پھر دُنیا میں رنج غم اور درد کیوں ہوتے ہیں؟۔

جواب۔ سبب یہ ہے کہ یہ سب اثرات اس وقت تک

محسوس رہتے ہیں جب تک قایم ہے اور جہاں یہ زبردستی ہٹائی گئی اس وقت دُکھ ہوتا ہے۔

خاص کلام - توجہ کی سمٹاؤ میں زندگی علم اور خوشی ہے اور توجہ کی زبردستی ہٹاؤ رنج تکلیف اور مصیبت ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

سوال ۵ - مثلاً ؟

جواب - مثلاً تم شطرنج یا اور کوئی کھیل کھیل رہے ہو بساط اور مہروں پر توجہ ہے چال پر چال سوجھتی ہے کھیل ہو رہا ہے خوشی مل رہی ہے کسی نے آکر یوں ہی بساط الٹ دی توجہ یکبارگی ہٹائی گئی دُکھ ہوگیا۔

سوال ٦ - یہ مثال معمولی ہے۔ بیماری دلی پریشانی دینا کے کشمکش وغیرہ ہزارہا قسم کے مصایب موجود ہیں ان کا باعث کیا ہے ؟

جواب - صرف مسرت یا توجّہ کا ہٹایا جانا۔
توجّہ کی سمٹاؤ میں خوشی ہے توجّہ کی ہٹاؤ میں دُکھ ہے

سوال - پیٹ کے درد سر کے درد زخم وغیرہ میں تو اِسکا کوئی دخل نہیں معلوم ہوتا ؟ -

جواب - کیوں نہیں ؟ - سر میں درد ہے رگ و ریشہ کی راہ سے توجہ جاتی ہے بار بار ہٹائی جاتی ہے کوئی شے جو سر میں ناقص مادہ کی صورت میں حایل ہے وہ تکلیف دیتی ہے سر پلدو توجہ کی آمد و رفت کے سلسلہ میں یکسانیت آجائے سر درد جاتا رہے گا۔

پیٹ کے اندر کوئی ثقیل شے داخل ہو گئی سُرت کی دھار جا جا کر ہٹتی رہتی ہے درد ہوتا ہے جُلاب دیدو دوا پلاؤ وہ خارج ہو جائے پھر درد نہ ہو گا۔

ہاتھ چھُری سے کٹ گیا دھار رگوں کی راہ جا کر مجبوراً ہٹائی جا رہی ہے تکلیف ہے۔ دوا مل دو۔ ان میں یکسانیت آجائے پھر دُکھ نہ ہو گا۔

سوال ۸ - کیا ہر جگہ اور ہر حال میں یہ اُصول کام کرتا ہے ؟ -

جواب - ہاں - خواب بد خوابی صحت بیماری اضطرابی بیتابی وغیرہ سب میں یہی اُصول اثر انداز رہتا ہے۔

سوال ۹ - اس تکلیف سے بچنے کی تدبیر کیا ہے؟

جواب - دو باتیں ہیں یا تو بچوں کی توجہ کی طرح

ول بن جائے آسانی سے جُڑ جائے۔ دوسرے مرکز پر جہے
پھر تکلیف جاتی رہے گی۔ بچّے کا کھلوتا کسی نے زبردستی چھین لیا
وہ رو پڑا تکلیف ہوگئی کسی نے دوسرا کھلوتا لا کر دیدیا
اس پہ اُس کی وِرتی ٹھہر گئی اور وہ خوش ہوگیا ایک تدبیر
تو یہ ہے بچّے شاہ مزاج ہوتے ہیں جوان ادھیڑ پختہ
مزاج ہوتے ہیں ان میں اور اُن میں فرق رہتا ہے۔
دوسری تدبیر یہ ہے کہ توجہ کو اپنے اندر سمٹانے متحد
کرنے اور مرکزی بنانے کا سادھن کیا جائے باہر کا مادّہ
یا مادّی سامان جلد جلد بدلتا رہتا ہے اس سے توجّہ کا
ہٹا یا جانا لازمی طور پہ فطرتی ہے اندر کا مادّہ اس
قدر جلد جلد تبدیلی پذیر نہیں ہے اس پہ سُرت کچھ
زیادہ دیر کے لئے ٹھہرائی جاسکتی ہے۔ تجربہ آگے چل کر
مددگار ہوگا یہ دوسری تدبیر ہے۔
سوال ۱۰۔ کیا اس تدبیر میں دائمیت ہے؟
جواب۔ نہیں۔ دائمیت اور عارضیت نسبتی الفاظ
ہیں سادھن اور مشاق کرنے سے تجربہ کو وسعت نصیب
ہوتی ہے انسان اس کی برکت سے مستفید ہو کر انضباط

اور احتیاط کا سبق لینے لگ جاتا ہے اور اپنی حالت تبدیل کر لیتا ہے۔

سوال ۱۱۔ اگر آدمی خارجی دنیا ہی سے تعلق رکھے انقباط کا عامل ہو تو کیا اس کا نقصان ہو گا؟

جواب۔ (۱) اوّل تو یہ خلاف فطرت ہے (۲) انسان جاگتا ہے اور سوتا بھی ہے جاگنا یہ باہری حالت ہے سوتا اندریں ہوتا ہے (۳) انسان کرم کرتا ہے اور سوچتا بھی ہے کرم باہر ہوتا ہے اور سوچنا اندر ہوتا ہے (۴) باہر بڑھتا (ورہ) اور اندر سوچنا (منن) برہمہ پنا ہے جو فطرتاً جیو پنا بھی ہے کیونکہ برہمہ اور جیو میں یکسانیت ہے (۵) سانس باہر اور اندر ہر دو طرف جاری رہتی ہے اسی کے آمد و رفت میں زندگی علم اور سرور کا نشان ہے۔

(۵) بفرض محال اگر انسان صرف خارج بیں اور خارج پسند ہو جائے تو وہ ادھورا رہے گا مکمّل نہ ہو گا اس کا امکان نظام قدرت میں کہیں بھی نظر نہیں آتا۔

ظاہر اور باطن ہوں یکساں ہو گا پھر پیدا کمال
ایک حالت پر یہاں کوئی رہے کیا ہے مجال

فطرتی اور قدرتی ہیں اس جہاں کے یہ اُصول
جب محیطِ کل ہیں پھر ان کا کہاں رد و قبول

سوال ۱۲- کیا صرف ظاہری اور باطنی حرکات و سکنات تک زندگی علم و سرور کا دار و مدار ہے؟ یا کچھ اور بھی ہے؟

جواب- کچھ اور بھی ہے۔ ہم ہیں تم میں اور تمام عالم اور عالمیان میں بیداری خواب اور گہری نیند کے التزامات موجود ہیں ان سے ایک بھی خالی نہیں ہے ان تینوں ہی میں حرکت و سکون ہے کسی میں کم اور کسی میں زیادہ آتما کی تعریف ہی 'ات' (حرکت) اور 'من' (سوچنا) ہے حرکت میں فعل اور سکون میں غور و فکر ہے اور ان دونوں کے پرے تیسری حالت ہے جو کمال کا نمونہ ہے وہ بھی سب میں عام ہے اور وہ سُشپتی یا گہری نیند ہے۔

ظاہر اور باطن میں ہو یکسانیت
پھر سمجھ لے گا۔ ہے کیا حقانیت!

کام ہو ہاتھوں سے دل میں غور ہو
زندگی کا یہ سلیقہ طور ہو
پیرہیں طائر کے بھی دو کرم - گیان

زندگی کا ان میں ملتا ہے نشان
کرم کرنا سوچنا ہے لازمی ہے
ان سے بچ سکتا نہیں ہے آدمی
کرم میں انساں کے رہتا ہے جلال
گیان میں انسان کے رہتا ہے جمال
جن میں دونو ہو گئے یکساں عزیز
تب کمالِ رُوح کی آئی تمیز
حق میں نیکی اور بدی رہتی نہیں
حق نہیں ہے نیک و بد ہرگز کہیں
پاک ہے آزاد ہے اور صاف ہے
صاف بھی کیسا ہے وہ شفاف ہے

....

(۱۲۹) اُصول الفُقرا

سنتوں خواہ فقیروں میں ترک و اختیار رد و قبول خواہ گرہن اور تیاگ کے مسئلہ پر زور نہیں دیا جاتا۔ ان کا تعلق روح سے نہیں ہے دل سے ہے برہمہ یا آتما میں کرم اور گیان دونوں ہیں دونوں ہی بڑھتے

اور سوچنے کے اوصاف سے موصوف ہیں ایسی حالت میں کوئی کسے چھوڑے اور کسے قبول کرے! یہ بھی وہم ہی وہم ہیں اور جب کوئی شخص ان کے پنجہ میں پھنس جاتا ہے اس میں خاص قسم کی انانیت (اہنکار) آجاتی ہے اور وہ اسے ایسا دبوچ رکھتی ہے کہ رہائی امر محال ہو جاتی ہے۔

نہ درویشی کا خرقہ ہو نہ ہرگز تاجِ شاہانہ
ہوس جس کو نہیں اِن کی سمجھ لو مردِ فرزانہ
جسے ہے خوف دوزخ کا جسے اُمید جنّت کی
یہ ہیں وہمی جھوٹی۔ واہمہ میں اپنے دیوانہ
اگر دنیا ہے ساتھ اپنے تو اُس کی پھر شکایت کیا
بشر اس شمعِ سوزاں کا نہ بننے پائے پروانہ
اگر ہے مفلسی اس کی بھی پروا کیوں کرے کوئی
ملے جب پاؤں ہاتھ اس کو بنے وہ سچّا مردانہ
امیری اور غریبی اور شاہی اور فقیری کی
نہیں پروا کبھی کرتا۔ ہے جس میں شانِ مردانہ
بدلتی رہتی ہر وقت حالت دین و دنیا کی
نہیں یک حال پہ کوئی مکان و محل کاشانہ

فقیری میں امیری ہے امیری میں فقیری ہے
اگر ہے حریت دل کی تو ہے طرزِ فقیرانہ

انسان چاہے جس حالت میں رکھا جائے اگر وہ توہمات سے خالی ہے اور اس کا دل ان غیر ضروری وہم اور آلائشات سے پاک صاف ہے تو سمجھ لو۔ یہی سچّی انسانیت ہے۔

اسی کا نام تصوف ہے تصوف صفائے قلب کا قیمتی نسخہ ہے اور جو اسے کام میں لاتا ہے یا کام میں لا چکا تو اُسی کو صوفئے صافی درویش کہتے ہیں۔

یہ تمام کمال نہیں ہے۔ مسلک اور طریقت میں یہ درمیانی منزل ہے معراج تمنّا ابھی بہت دور ہے لیکن اس منزل میں قدم رکھنا پہلی شرط ہے۔

تصوّف اور صفائی قلب کی مُراد وہی ہے جو آئینہ اور آئینہ بیں کی باہمی موافقت مماثلت اور مطابقت کی ہے دونوں میں یکسانیت ہو دونوں یکساں طور پر شفاف ہوں پھر صورت کا ٹھیک ٹھیک عکس آئینہ پہ پڑے گا ادھر آئینہ میں صفائی ہو ادھر صورت کے خط و خال کی بھی وہی کیفیت ہو تب ظاہر اور باطن کے کمال ہر دو جانب نمایاں ہوں گے۔

اگر صورت صاف ستھری نہیں کر لی گئی اور اُدھر اگر آئینہ میں زنگ اور کثافت ہے تو ہر جگہ نقص حایل ہو گا۔ ورنہ بر عکس کیفیت ہوگی تصوف کا کمال یکبارگی ظاہر نہیں ہوتا۔ ممکناً دیر لگتی ہے لیکن آئینہ بینی کا شوق اور روزانہ مشاقی کا عمل و شغل جاری رہے آئینہ خود صفائی کرتا ہوا چلے گا یہ آئینہ بینی ست سنگ (صحبت صادق) اور اُپاسنا (اُپ = قریب - آسن بیٹھنا) قربت اور ہمنشینی ہے اس کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے۔

آئینہ بیں! آئینہ میں شکل دیکھ
دیکھ اس کی نقل و اس کی اصل دیکھ

بھیتر اور باہر فقط یک شکل ہے
اصل تجھ میں اور اس میں نقل ہے

اصل میں اور نقل میں جو ہے یہاں
آئینہ آئینہ بیں میں ہے عیاں

جو یہاں ہے اس کا پرتو ہے وہاں
جو نہاں تھا ہو گیا اس میں عیاں

ظاہر اور باطن کی یہ یکسانیت
اصل میں ہے نکتۂ روحانیت

ذات اور اوصاف میں جو فرق ہے
فرق یہ مابین غرب و شرق ہے
جب ملے دونوں تو یہ جاتا رہا
ہر دو صورت میں یہی آتا رہا
ہے یہی وحدت یہی وحدانیت
ہے یہی حقانیت عرفانیت
لفظوں پر ہرگز نہ جا معنی میں آ
منکشف ہو تا کہ اسرارِ خدا
اور وحدت کیا ہے؟ وحدت ہے یہی
دو ملے جب اصل مِلّت ہے یہی
ہے یہی توحید اصلی اے فقیر
کیوں صفت کے دام کا تو ہے اسیر
اس صفت اور ذات کو تو ایک کر
آئے گی وحدت کی پھر تجھ کو خبر
اور اگر توحید کی لایا دلیل
تو ہوا مشرک ہے یہ مشرک ذلیل
شرک ہیں ذات و صفت کے دو خیال

ان کو دے باہم ملاتب ہو وصال
تو ہو گم اس میں یہی معراج ہے
پھر نہ ملک و مال و تخت و تاج ہے
اس کو کہتے ہیں تصوّف کا کمال
آئینہ اور آئینہ بیں کی مثال
وہم سب جاتا رہے گا بے گماں
اس کا پائے گا نہ پھر نام و نشاں

.....٭.....

(۱۲۹) عقیدت الفقرا

فقیروں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اور اگر طریق فقر کو مذہب کہا جائے تو اس کا مناسب اور موزوں نام پیر پرستی یا مرشد پرستی کا مذہب ہے سنتوں یا فقیروں کے یہاں صرف ذات پر نظر رہتی ہے وہ صفات کے جھمیلوں میں نہیں پڑتے یا ضرورتاً اور مصلحتاً کمتر پڑتے ہیں۔ صفات سے سبق ضرور لیتے ہیں مگر صرف مطلب سے مطلب رکھتے ہیں۔ ذات میں وحدت ہے صفات میں کثرت ہے۔ وحدت میں یکسانیت اور سکون و قرار ہے کثرت میں اختلاف اور صورتِ انتشار ہے

کثرت توہمات کا سرچشمہ ہے اور وحدت اصلیت اور حقیقت
کا مخزن ہے۔

ہزارہا برس کے تجربات کے بعد خواہ ابدالاباد سے
سنتوں نے اس سنت مت کی تقسیم تفریق چار طرح پر کی۔
خواہ یوں کہو کہ اس کے چار آسان مدارج قایم کئے
جس کا مختصر خلاصہ اس سنسکرت کے شلوک میں مُقید ہے:۔

(۱) مُول منترم گوروواکیئم (۲) مُول پُوجا گورو پدم
(۳) مُول دھیانم گورو مورتی (۴) موکش مُولم گورو کرپا

مطلب خیز ترجمہ:۔

(۱) قول مُرشد کو سمجھ شکلِ فلاح ٭ سب سے بہتر خوشتر اور برتر صلاح
بیغرض نفسانیت سے پاک ہے ٭ یہ ہے کافی۔ اور سب خاشاک ہے
سرّ اکبر۔ رازِ اکبر کا بتا ٭ لینا ہو خدمت میں پھر مُرشد کے جا
ہے وہاں اس قفلِ مخفی کی کلید ٭ کھول در کو دیکھ بابِ حق مزید
(۲) آنکھ سے اپنے لگا خاک قدم ٭ کر پرستش اس کی ہر دم و مسدم
یہ پرستش ہے ریاضت ہے یہی ٭ زہد و تقویٰ اور عبادت ہے یہی
پوجتا رہتا ہے کس کو ہر گھڑی ٭ کیا ہے سودائی جنونی اور سڑی
اُس سے جو پوچھے گا پائیگا جواب ٭ اور ہے سب وہم یا رنج و عذاب

دیکھ سُن اور دل میں اپنے غور کر ∴ وہم میں ہرگز نہ جا اے بیخبر!
دھیان کرنا ہے گورو کا دھیان کر ∴ جان کر پہچان کر اور مان کر
یہ تصور ہے۔ یہ ہے صورت نگری ∴ شکل مُرشد کی نہیں جِن اور پری
دیکھ اس کو اور دیکھے گا کِسے! ∴ جو نہیں دیکھا۔ وہ ہے موہوم شے
واہمہ میں پختگی آتی نہیں ∴ واہمہ دیکھا نہیں جاتا کہیں!
مردِ کامل میں ہیں سب ذات و صفات ∴ لاکھ باتوں کی سمجھ یہہ ایک بات
یہ ہے مسجودِ ملک جن و بشر ∴ اس سے پائے گا حقیقت کی خبر
فضل میں مُرشد کے ہے راہِ نجات ∴ ذاتِ مرشد ہے مُبارک پاک ذات
اس میں ہیں ذاتی صفاتی خوبیاں ∴ کوئی کر سکتا نہیں جس کو بیاں
مہر میں اس کے ہے سب فضل و کرم ∴ مہر یہ ہرگز نہیں ہے بیش و کم
اہلیت بخشی تو بخشی ظرفیت ∴ ظرفیت دی جو ہے اصلِ احدیت
سہل اور آساں سبق ہر دم دیئے ∴ جو دیئے بے مُزد و بے محنت دیئے
رفتہ رفتہ راہ پر جب آ گیا ∴ تب کیا شاگرد کو سب کچھ عطا
کہہ دیا اب مِل گئی تجھ کو نجات ∴ دور دل سے ہو گئے سب وسوسات
کچھ نہ کرنا کچھ نہ دھرنا تھا اُسے ∴ کام سارے یک نظر سے بن گئے
نظر مہر آلود جب اُس پر پڑی ∴ کٹ گئی زنجیر بندش کی کڑی

....∴....

سنتوں کے طریق میں جھمیلے نہیں ہوتے۔ جو بات وہ بتاتے ہیں وہ صرف ایک ہی ایک ہے ایک کے سوا دوسرے کا خیال تک نہیں دلاتے۔ جو اہل ظرف ہیں وہ ایکتا کو سُن کر گرہ بند ہو جاتے ہیں۔ اور اسی سے ان کا کام بن جاتا ہے۔ ہاں جو لوگ علم اور عقل کے چکر میں آگئے ہیں۔ مخمصات وسوسات اور اثرات کے انبار اپنے دلوں میں بھر لئے ہیں ان کے کام میں طوالت ہوتی ہے۔ دُنیا کے سمندر میں خیالات کی لہریں تموج میں آکر لہراتی اور ٹکراتی ہیں یہ مل ملا کر ایک قسم کا ہنڈولا بن جاتی ہیں جن کی پینگ اوپر نیچے آتی جاتی رہتی ہے اور اُس سے طرح طرح کے توہمات اور بھرم پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ قید و بند کی شکلیں اختیار کر لیتی ہیں اگر مگر پس و پیش دو دلی کی عادتیں پڑ جاتی ہیں پردوں پر پردوں کے گرنے سے حقیقت کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ سنتوں کو محنت کرنی پڑتی ہے۔ جب تک دل کا آئینہ صاف نہیں ہو جاتا تب تک اصلیت کا کچھ عکس اس پر نہیں پڑتا۔ عقل روشنئ طبع کہلاتی ہے یہ بد بلا ہے جو عاقلوں کو

بُری طرح سے مار دیتی ہے وہ جلد راہ پر نہیں آتے۔
علم حجاب الاکبر ہے۔ اور پردۂ عظیم ہے علما ہمیشہ اُسی کے پیچتاب میں پڑے رہتے ہیں یہ اُنھیں ہر وقت اُلٹی سُلٹی باتیں سجھاتا رہتا ہے اور گمراہ کر رکھتا ہے۔

علم پردہ۔ عقل ہے بھاری حجاب
دونوں ہی ہیں ہزاروں پیچتاب
پیچ میں ہیں پیچ اور پیچوں میں پیچ
دونوں کو فقرا سمجھ لیتے ہیں ہیچ
ان سے وہ اچھے جو سادہ لوح ہیں
ان میں تو رہتا نہیں ہے اور نہ ہیں
تو تو مَیں مَیں سے ملے جس دم نجات
تب یہ سمجھیں گے کہ ہے کیا ذات وصفات
ورنہ اکڑے کوؤں کی صورت بنے
یہ کیا کرتے ہیں قاں قاں مسخرے

فقیروں میں صرف ایک ہی ایک بات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تاکہ دلوں کے اندر صفائی داخل ہوتی چلی جائے۔
(الف) اعمال کے متعلق صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ صرف ایک

کام کرو۔ قول فعل اور خیال سے کسی فرد بشر کی دلازاری نہ ہونے پائے اسی ایک طریقہ کے اختیار کر لینے سے انسانیت کی مجلّی شُستہ اور پاکیزہ تہذیب آ جائے گی اور وہ روز بروز نکھرتی ہوئی چلی جائے گی۔

آدمی میں مردم آزاری نہ ہو
اُس میں سختی اور ستم گاری نہ ہو
گر تعصّب ہے تو با کین و حسد
آدمی دل کا بنا رہتا ہے بد
تنگ دل اور تنگ باطن کے لئے
فقر کی تعلیم سب بے سُود ہے
چاہے جو کچھ تم کرو کرتے رہو
ہاں دلازاری ہی سے بچتے رہو
ہو عزیزوں کی نہ دل شکنی کبھی
بھول کر بھی مت کرو اُن کو دُکھی

(ب) تادیب اور تربیت کے متعلق صرف ایک دل کے انضباط اور نگہداشت کی ضرورت ہے یہ کسی کی عیب جوئی عیب گوئی اور عیب شنوائی کی جانب مایل نہ ہونے پائے

کسی کو کیا پڑی ہے جو اپنے ہمسایوں کی غیبت اور بداندیشی کیا کرے! اپنا کام کرو اپنے کام میں لگو کسی کو حقیقتاً اتنی فرصت کہاں ہے جو اوروں کے اعمال کی جانب نگاہ کرے اس سے ان کے ناقص اثرات دل میں آ آ کر سماتے جائیں گے اور بنا بنایا کام بگاڑ دیں گے۔

آنکھ کان اور لب کو اپنے بند کر
اپنی جانب ہو تیری ہر دم نظر
ہے فقیروں کا یہی آئین و دین
اس میں ہیں حق الیقین عین الیقیں
دل اگر ناپاک ہے پھر کیا ہوا
مفت میں وہ بن گیا بدتر بلا

(ج) صحبت کے متعلق صرف پیر کی ہمنشینی اور ہم جنسی کافی ہے وہ اصلی تربیت گاہ اور ادبستان ہے۔ دن بھر اپنا کام کاج کیا جب شام کو فرصت ملی پیر کی صحبت اور خدمت میں چلے گئے۔ وہاں ہمیشہ حقانیت اور روحانیت کے نئے نئے اور تازہ بتازہ سبق ملتے رہیں گے اور دل خود بخود نکھرتا اور سدھرتا چلا جائے گا ہلدی لگے نہ پھٹکری رنگ

جو لکھا آئے:-

ایک لمحہ صحبت اپنے پیر کی
ہے حقیقت میں حقیقی بندگی
بندگی بھی کیسی خالص بے ریا
پُر صداقت پُر ریاضت پُر ضیا
زندگی بھر کوئی جپ اور تپ کرے
زہد اور تقویٰ کے جھگڑوں میں پڑے
ایک ہی لمحہ کی صحبت ہے مُفید
طالب مولیٰ ہے اس سے مستفید
دوسروں کو فائدہ کچھ بھی نہیں
ہو نہیں سکتا کبھی پختہ یقین

(۵) نام کے متعلق صرف اُسی ایک نام کا وِرد کافی ہے جو گورو نے تلقین کیا ہے ہزاروں کتابی نام سراسر بے سود اور بے بہبود ہیں وہ صفاتی ہیں ذاتی نہیں ۔ صفات میں کثرت کا جھمیلا ہے ذات میں خالص وحدت ہی وحدت ہے اس کی سمجھ بھی صرف اپنے اندر آنے گی ویسے بمشکل نام کی عظمت کا یقین ہو گا۔

ذاتی اور صفاتی ناموں میں زمین اور آسمان کا فرق ہوتا ہے صفاتی نام شکوک و شبہات کے دام میں پھنسا دیتے ہیں یہ ہزاروں ہی ہوتے ہیں جن سے مذہبی کتابیں بھری پڑی ہیں آدمی کس کس کا ورد کرے! اور کیوں کرے! فائدہ کیا ہے! رحیم۔کریم۔ داتا۔ دیال۔ قادر۔کبریا۔حق۔خدا۔ رب۔ ایشور۔ پرمیشور۔ برہمہ وغیرہ سب صفاتی نام ہیں صفات عارضی ناپائدار اور فانی ہیں ذاتی نام دائمی ہے اس کا ذکر آگے چل کر کیا جائے گا۔

ہاتھ میں جس شخص نے لی ہے کتاب
وہ کیا کرتا ہے ناموں کا حساب
ذات کی اس کو سمجھ آتی نہیں
دل کی کمزوری کبھی جاتی نہیں
نام ہے تم ہیں کتابوں میں نہیں
وہ نہیں ملتا کتابوں میں کہیں
جب ملے مرشد بتائے نام کو
اور آساں کر دکھائے کام کو
نام کی دھن ہے محیطِ جزو کل

ہم میں تم میں سب میں ہے جوں بُوے گُل
وہ ہے نغمہ آسمانی لا کلام
آفرینش میں ہے اُس کا اہتمام
مل کے مرشد سے اُسے حاصل کرو
دل کو ایسے نام میں واصل کرو

....

(۱۳۱) کسب الفُقرا

فقرا بھی کسب کرتے ہیں ان کا کسب کمال درجہ کا ہوتا ہے لیکن نہ وہ محنت مشقت ہے نہ اس کا مقصد مزدوری یا کسی قسم کا ثمرہ ہے بلکہ وہ ایک فطرتی اور قدرتی جذبہ ہے جس کی کُرید اُن کے دلوں میں ودیعت ہوئی رہتی ہے اور وہ اسی کی طرف چلتے ہیں اور اپنی زندگی میں اُس کے کمال کی صورت قایم کرکے دیکھ لیتے ہیں۔

خدا محنت مزدوری جپ تپ ریاض اور عبادت کرنے سے نہ آج تک کسی کو ملا ہے نہ ملے گا ملتی ہے وہ چیز جو غیر ہے اور مل کر یا تو چھن جاتی ہے یا بچھڑ جاتی ہے۔ خدا ذات کا نام ہے کسی کی ذات اُس سے کبھی جدا نہیں ہوئی

اور نہ ہوتی ہے بھرما بھولا ہوا آدمی جس طرح آئیں بائیں
شائیں بکتا رہتا ہے ویسے ہی انسان دھو کے مغالطہ واہمہ
بھرم اور اگیان میں پڑکر آپ کو خدا سے جدا سمجھ بیٹھتا ہے۔
خدا کے خ کا لفظ اونچے ہے جدا کے جیم کا لفظ نیچے ہے۔ یہ
اوپر نیچے نقطوں کا خیال واہمہ ہے اور یہی ہجر و وصال کے
ڈھکوسلے پیدا کرتا رہتا ہے اور ہزاروں قسم کے جھمیلوں
میں پھنسا رکھتا ہے اور اس طبقۂ ضدین کی الجھن میں انسان
اگر روتا جھینکتا چلاّتا اور شور مچاتا رہتا ہے۔

دنیا ضدّین ہے جہاں کثرت ہو گی وہاں ہی قلت بھی
رہے گی جہاں نور ہو گا سایہ بھی وہاں ہی رہے گا۔
حیات کے ساتھ ممات اور روز روشن کے ساتھ رات
ہے۔

ڈاکٹر اور شفاخانے کثرت کے ساتھ پیدا کر دو بیماریاں بڑھ جائینگی
مدرسے اور درسگاہیں کھول دو جہالت اپنے ہاتھ پاؤں سنبھالیگی
عدالت منصف اور ججوں سے اور وکیل بیرسٹروں سے دنیا
کو بھر دو۔ مقدمات کی تیزی اور گرم بازاری ہو گی۔
نوکریوں کی ہزاروں صورتیں نکال دو بیکاری بڑھتی ہی

چلی جائے گی وعلیٰ ہذالقیاس۔
فقیروں کو ضدین کے اس اصول کی خبر رہتی ہے اس واسطے وہ ان میں سے کسی کی طرف توجہ نہیں کرتے ان کا کسب معاد کچھ اس قسم کا ہے جیسے دنیادار تو کیا عالم فاضل۔ عاقل عامل گیانی دھیانی۔ ہندسی اور فلسفی تک نہیں سمجھ سکتے فقیر ایک خاص قسم کی فطرتی اُصول کا پابند رہتا ہے جیسے ہم پابندی نہیں کہتے اور نہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ فطرت میں رہتا ہے۔
جب وہ اس خیال کے جانب رجوع ہوتا ہے تب اس رجوع ہونے کو کسب کا نام دیا جاتا ہے اور جب یہ مکمل ہو جاتا ہے تب اُسے کسب بھی نہیں کہتے۔
کیا وہ یوگ ہے ؟ نہیں۔ کیونکہ یوگ غیر فطرتی ہونے کی وجہ سے دلی کشمکش اور جدوجہد کا باعث ہوتا ہے یوگ سے سدّھی شکتی معجزہ کرامات اور خرق عادات کی طاقتیں پیدا ہو آتی ہیں اور یوگی کو گمراہی کے خندق میں ڈال کر ہلاک کر دیتی ہیں۔
کیا وہ فلسفہ ہے ؟ نہیں وہ فلسفہ نہیں ہے کیونکہ فلسفہ عقلی دلایل کے تابع اور محتاج ہے اور حسّ باطن یا انوبھو

کی اس قدر پروا نہ کرتا ہوا عقلی دائرہ کے اندر تسلّی اور تشفّی تلاش کرتا ہے اور اپنی عقل کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے اور اس عقل کو گیان کا نام دے کر اُسے ازلی اور ابدی تسلیم کر لیتا ہے باقی سب کو خیالی اور فرضی قرار دیتا ہے۔

فقیروں کا اصول اس سے مختلف ہے وہ ذات اور صفات کے راز کو ذہن نشین کراتا ہوا عقلی دائرہ سے نکل کر ذات اور صرف ذات میں ساکن ہو کر اُسی کا ہو رہتا ہے اس کا منزل مقصود ذات ہے اور بس!

وہ علم و عقل کو درمیانی (برزخی) قرار دیتا ہے اور اس کا تعلق قطعی طور پر عملی ہے فلسفہ اگر علم ہے تو یہ عمل ہے اور اسی عمل کو وہ روحانی کسب کہتا ہے اس کا بھی تعلق دائمی نہیں ہے جس طرح بیوہار کے جگت میں ہستی علم اور سرور کے متجلی کرنے کے خاطر ظاہری اور خارجی دنیا کے اسباب سے مدد لی جاتی ہے اور ساتھ ہی باطنی علم کو نظر انداز نہ کر کے خارجی اور داخلی عالم دونوں میں یکسانیت سے یقین کو پختہ کر کے وہ آن کے دائرہ سے بہ آسانی اونچے آ جاتا ہے اور وہی

اس کے لئے سب کچھ ہو جاتا ہے جو اصل اور اصلیت حق اور روح اور روحانیت ہے۔

حد میں اور بیحد میں رہتے ہیں صفات
دونوں ہی سے اونچا بالا اصل ذات
حد میں اور بیحد میں ہیں حایل حجاب
دور ہوں یہ تب اٹھے گا وہ نقاب
خارجی حد بے حدی ہے داخلی
جب چلو آگے ملے گی واصلی

اور یہ عمل فطرتی ہے جس کا تجربہ روزانہ زندگی کے کاروبار میں ہوا کرتا ہے ذرا غور کرنے سے سمجھ میں آجاتا ہے روزانہ زندگی کے بیداری اور خواب کے منازل پر عبور پانے سے سوشپتی کی کیفیت کا احساس ہوتا ہے یہ حد اور بے حد کے ضدین کے پرے کی حالت ہے۔ عارضی ہے دائمی نہیں ہے لیکن اس کی مثال حقیقت کے ذہن نشین کرتے کرانے میں کسی حد تک مددگار بھی ہوتی ہے۔

انسان ان تینوں کیفیتوں کے منازل میں بے اختیاری کی حالت میں گذرتا ہے فطرت اپنا کام کرتی ہے۔ بیداری

کے بعد خواب آتا ہے خواب کے بعد سُوشپتی آتی ہے۔ اور آتی ہے
بے اختیاری کے ساتھ کسب الفقرا ایک طرح پر با اختیاری
کی طاقت عطا کر دیتا ہے با اختیاری آنے لگ جاتی ہے۔ اور
اس سے یقین کی پختگی رفتہ رفتہ حاصل ہوتی ہے اور عارضیت
کی دائمیت صورت میں منتقل ہونے کا امکان سمجھ میں آنے لگتا
ہے۔

....

(۱۳۲) شغل الفُقرا

کسب ہی کا دوسرا نام عمل اور شغل ہے۔ عمل عربی لفظ ہے
اس کا مطلب فعل یا کام ہے ہندو فقرا ایک اور لفظ اس کے
بدل میں استعمال کرتے ہیں وہ اَمَل ہے ہونے کو تو وہ سنسکرت
لفظ ہے جس کے معنی ہیں خالص۔ لاکثیف اور پاک لیکن زمرۂ
فقرا میں اس کی اور کچھ مُراد بھی سمجھی جاتی ہے ہندی زبان میں
اس اَمَل کو طلب کہتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص افیوں تمباکو پان
یا شراب کا عادی ہے اُسے وقت وقت پہ ان کی طلب (خواہش)
ہوا کرتی ہے وہ اس کو امل کہتے ہیں۔

گو عمل اور امل کے معنی مراد میں زمین و آسمان کا فرق ہے
لیکن عمل اور شغل کے شایق اور مشتاق اُسے اسی خاص معنی

اکثر استعمال کرتے ہیں قاعدہ کی بات ہے جب کسی چیز کی جگہ جسم
یا دل میں بن جاتی ہے تو وہ وقت پر بہت بُری طرح سے
اس کی ضرورت کو محسوس کرنے لگ جاتی ہے اس کا سبب
یہ ہے کہ اندر رہتا ہوا مادّہ اپنا ہمجنس چاہتا ہے بغیر اُس
کے ملے اسے چین نہیں آتا میں نے تو یہاں تک دیکھا
ہے کہ اگر کسی کو وقت پر افیوں نہیں ملی تو اس کے ہاتھ
پاؤں اینٹھنے لگ جاتے ہیں اور وہ بے چین ہو جاتا ہے۔
یہی کیفیت شاغل اور عامل کی بھی ہوتی ہے اُس نے
مُرشد سے اُس کے کمائے ہوئے خیال تعلیم یا عقیدہ کے اثر
کو قبول کر کے لے لیا۔ دل اور دماغ کے اندر اس نے
جگہ پالی۔ چند ہی روز کے بعد اَمل یا نشہ کی طرح اُس کی
بھی کیفیت ہو جاتی ہے۔ وقت آیا اور طلب یا خواہش
نے اُسے مجبور کرنا شروع کیا کہ وہ اپنا وقت سادھنا
ابھیاس اور مشاق کو دے اور ایسا ہی ہونے لگتا ہے
جب تک وہ اُسے نہیں کر لیتا تب تک چین نہیں آتا۔
اور رفتہ رفتہ یہ عمل و شغل ہاتھ پاؤں بڑھائے ہوئے
اس کی ایک طرح پر غذا بن جاتے ہیں اور کام آسان اور

سہل ہو جاتا ہے۔ پہلے اگر کچھ ممکناً اس میں کاہلی بھی ہو لیکن یہ آہستہ آہستہ خود بخود جاتی رہتی ہے اور یہ ایک طرح کا خبط ہو جاتا ہے۔ خبط آیا اور کام بنا پھر وقت کا احساس نہیں ہوتا۔

فقیروں کا طرز شغل دنیا میں آسان ترین ہے اس سے زیادہ اور کوئی عمل یا یوگ سہل نہیں ہے۔ اور چونکہ یہ فطرتی بھی ہے اس میں محنت اور مشقت کا کام نہیں پڑتا سلسلہ خود بخود چل نکلتا ہے اور وہ اس وقت تک چین نہیں لینے دیتا جب تک دھر پد یا منزل مراد تک پہونچا نہیں لیتا یہ خصوصیت گو اوروں میں ہو لیکن شغل الفقرا میں سب سے زیادہ نمایاں اور موجود ہے اندرونی لذّت ملنی شروع ہوئی اور وہ بڑھتی اور سوچتی ہوئی آپ ہی آپ چل نکلتی ہے جب تک لذّت نہیں ملتی تب تک اسکا اعتبار نہیں ہوتا اور یہ لذّت پہلے ہی دن سے ملنے لگ جاتی ہے بشرطیکہ واقفکار اور تجربہ کار مرشد کا دامن پکڑا جائے۔

ایسے شاغل بھی ملیں گے جنھیں روحانی لذّات کا احساس نہیں ہوا اور اُن کی برسوں کی محنت اکارت گئی اس کا سبب

صرف یہ ہے کہ سچا گورو ہاتھ نہیں آیا یہ دیکھا دیکھی بھیڑ چال چلے۔ اس کا انجام تو یہی ہوتا تھا ورنہ یہ وہ طریق ہے جس میں فیصدی نشلو کے نشلو کو کامیابی ہوتی ہے اور ایک شخص بھی نا کامیاب نہیں رہتا۔

سہل ہے آسان ہے مشکل نہیں ٭ کیا کرے وہ دل جسے حاصل نہیں
دلدہی جب شرط دلداری ہوئی ٭ دل میں اُس کی تب طلبگاری ہوئی
دل دیا دلدار خود ہی آگیا ٭ دل کو لیکر دل کا دلبر ہو گیا
خود جو آجائے اُسے سمجھو خُدا ٭ خود نہ آئے پھر وہ ہے ہر دم جُدا
خود بخود کا خود بخود سامان ہے ٭ شرط یہ دل میں اگر ارمان ہے
جو جُدا اپنے سے ہو۔ کیسا خُدا ٭ یہ خدا ہرگز نہیں ہم سے جُدا
خود خدا گر ہے تو ہم بھی ہیں ہی ٭ ہے خدائی اس میں اور ہم میں خودی
یا الف دونوں ہی کو القط کرو ٭ دلدہی ہو دل سے خودؔ کا نام لو
خُودؔ میں خودؔ آجائے اور داخل رہے ٭ خود میں خود داخل ہو اور شامل رہے
یہ ہے اصلی وصل۔ یہ دیدار ہے ٭ معرفت توحید کا اسرار ہے
خُودؔ ہے جب تو خودؔ ہے جب تیرا خدا ٭ خود سے خود کیسے جُدا ہونے لگا
پیر کا دامن پکڑ لے رازِ حق ٭ دیکھ لے گا آپ سازو بازِ حق
جب نہیں دیکھا تو ہے وہم و گمان ٭ سننے کہنے میں سچائی ہے کہاں

شبد یوگ

(۱۳۳)

جس کسب یا عمل و شغل کی مشّاقی میں فقرا لگے رہتے ہیں اُسے شبد یوگ خواہ سُرت شبد یوگ کہتے ہیں۔ سُرت کہتے ہیں توجہ کو شبد کہتے ہیں آواز کو اور یوگ کہتے ہیں ملاپ کے سادھن کو۔ مختصر اور سادہ لفظوں میں یہ توجہ کا آواز کے ساتھ ملاپ کا سادھن ہے۔ ان تینوں لفظوں ہی کے اندر اس عمل کی ماہیت کا علم ہے۔

آواز کا توجہ سے سننا جس قدر آسان ہے اُس کی سمجھ ایک بچّہ کو بھی ہے جانور تک اسے سمجھتے اور بوجھتے ہیں۔ اور فطرتاً اس کے عامل ہیں۔ اس میں کوئی کام محنت مشقت جد و جہد اور کشمکش کا نہیں ہے اور دُنیا و دین کا کار و بار اسی کے سہارے چلتا ہے۔

ایک کہتا ہے دوسرا سُنتا ہے اور سُن کر کام کرتا ہے۔

آواز میں توجّہ کے مایل کرنے کی قدرتی خاصیت ہے۔ کسی کو کسی کا نام زبان سے لینے دو وہ اس کی جانب خود بخود مخاطب ہو گا۔

آواز میں کشش کی طاقت رہتی ہے۔ سننے والے نے

سنا اور اس کے کان اُسی وقت کھڑے ہو گئے۔

تم بات چیت کرتے ہو کسی نے سِتار کے گت کی راگنی چھیڑ دی اُس کا فوری اثر یہ ہو گا کہ بات چیت کرکے تم اُسے سننے لگ جاؤ گے۔

آواز نظام قدرت کے لطیف اور کثیف عالم میں سب کی ابتدا ہے اور اُس میں خاص خاص قسم کے اثرات رہتے ہیں تین اثرات تو تم صاف صاف دیکھتے ہو وہ حواس کو متحرک کرکے دلوں کو ہلا دیتا ہے یہ اُس کے ست (ہستی) کے چوکنا کرنے کا ثبوت ہے۔ اس سے اس کا اور اُس کے طرز اور اثرات کی سمجھ آتی ہے یہ اس کا علمی استفادہ ہے اس کے سننے سے طرح طرح کے دلی جذبات کے چڑھاؤ اُتار اور اُبھار کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں جن میں سے ایک خوشی کا بھی جذبہ ہے یہ تیسرا جذبہ ہے۔

ان تینوں کیفیتوں پر غور کرنے سے تم بہ آسانی سمجھ جاؤ گے کہ آواز کے اندر ست چت آنند ہستی اور علم اور سرور کی تاثیر نمایاں ہیں۔

آواز میں مستی ہے کئی کئی آدمی راگ راگنی کو سُن کر مست

ہو جاتے ہیں کوئی بے خود ہو جاتا ہے کوئی وجد کی حالت
میں آجاتا ہے اور کسی کسی کی تو یہ کیفیت دیکھی گئی کہ
انھیں سکون اور قرار نصیب ہو کر نیند آجاتی ہے اور کسی
کسی کی سمادھی (استغراق) لگ جاتی ہے۔

محویت مجذوبیت اور وحدیت یہ سب کے سب آواز کے
اندر موجود رہتی ہیں۔

بین بجانے والا بین بجاتا ہے سانپ ناچنے اور لہرانے
لگتا ہے۔ ہرن بین کی آواز سن کر اس قدر محو ہو جاتا ہے
کہ اپنی وحشت بھول کر بین کے ساتھ اپنا سر رگڑنے
لگ جاتا ہے گائے بیل دُم اٹھا کر بجانے والے کے ارد
گرد حلقہ مار کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اِرد گرد کی فضا میں جب یہ خوش آہنگ آواز بھر جاتی
ہے ایک قسم کی سماں بندھ جاتی ہے اور مکانات تک کے
در و دیوار کی حالت بدل جاتی ہے۔

اچھے گانے سننے سے طرح طرح کی سخت سے سخت بیماریاں
مثلاً تپ دق وغیرہ تک دور ہو جاتی ہیں۔

آواز صحت بخش۔ ہستی بخش۔ قوت بخش سرور بخش اور

علم بخش ہے۔

آواز کی نسبت عام فلاسفر مثلاً ویدانتی نیایک اور سنکھ ایک وغیرہ کا یہ خیال اور عقیدہ ہے کہ وہ سب کی ابتدا ہے۔

آواز آکاس کی جان جوہر اور گن ہے آکاس پہلا عنصر ہے اسی سے ہوا آگ پانی اور مٹی سب پیدا ہوتے ہیں اگر یہ آکاس کی جان ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ تمام عناصر کی جان ہے اور ایک شے بھی تم کو ایسی نہ ملے گی جو آواز سے خالی ہو گی سوچ لو سمجھ لو غور کر لو جان پہچان لو۔

ذرّہ ذرّہ میں نہاں آواز ہے
لمحہ لمحہ میں عیاں آواز ہے
چاہے جڑ چیتن ہو یا ہو اور کوئی
سب میں ہے آواز ہر دم گونجتی
عالمِ امکان کا یہ راز ہے
سب میں اس کا ساز ہے اور باز ہے
جسم کو تم کہتے ہو بیجان و جڑ
اس کے اندر بھی ہے داخل اُسکی جڑ
چاندی سونا لوہا سب باآواز ہیں

سب میں اس آواز کے انداز ہیں

اس آواز کی ذرا لطیف یا کثیف صورتوں پر غور تو کرو۔ ایک شخص ترک دنیا کے مضمون پر وعظ سُناتا ہے سُننے والوں کے دلوں پر ایسا گہرا اثر پڑتا ہے کہ وہ دُنیا کے چھوڑنے کی طرف مایل ہو جاتے ہیں دوسرا دلیری اور شجاعت پر لکچر دیتا ہے دلوں میں غیر معمولی جوش بھر جاتا ہے اور وہ کردنی یا ناکردنی کر گذرتے ہیں وعلیٰ ہذا القیاس۔

شبد ہی مارے مر گئے ؛ شبد ہی چھوڑا راج "
جو سمجھے اس شبد کو ؛ بنے اُسی کا کاج
شبد سے کام اور کرودھ ہے ؛ شبد سے موہ اور لوبھ
شبد تمر اور دینتا ؛ شبد ہلور اور چھوبھ
ایک شبد سکھ راس ہے ؛ ایک شبد دُکھ راس
ایک شبد بندھن کٹے ؛ ایک شبد گلے پھانس"
شبد شبد میں بھید ہے ؛ شبد شبد میں بھاؤ
ایک شبد اوشدھی کرے ؛ ایک لگاوے گھاؤ"

آواز اندھیرے میں روشنی کا کام دیتی ہے۔ رات اندھیری ہے ستارے چھپے ہوئے ہیں آسمان تیرہ

اور تاریک ہے اندھیری گھٹا چھائی ہوئی ہے ہاتھ کو ہاتھ
نہیں سوجھتا۔ مسافر راستہ بھول گیا ٹمٹماتے ہوئے چراغوں
کی روشنی غائب۔ بیچارہ جائے بھی تو کہاں جائے!
لو۔ دور سے کتّوں کے بھونکنے کی آواز سنائی دی اُسے
احساس ہو گیا کہ یہاں بستی ہے آواز کے رُخ چلا آیا دی
میں پہونچ گیا شب باش ہوا آرام مل گیا۔

یہ بالکل معمولی سی باتیں ہیں جو روزانہ ہمارے اور تم
تجربوں میں آتی ہیں ان میں نہ کسی فلسفہ کے دقیق اور ڈھو
اصطلاحات ہیں اور نہ مشکل مسایل ہیں جن کا سمجھنا مشکل
سنت یا فقرا اسی شبد یوگ کی تعلیم دیتے ہیں اور اُس
سب سے اعلیٰ ترہ بتاتے ہیں کیونکہ یہ فطرتی ہے اور فطرت
سب میں عام ہے عامیت رکھتی ہے

.....:.....

(۱۳۴) شبد یوگ (مسلسل)

لا ابتدا کی ابتدا آواز اور لا انتہا کی انتہا آواز ہے۔
آواز نظام آفرینش کا ایک لامقطوع اور مسلسل سلسلہ ہے جو
ہمیشہ جاری اور ساری رہتا ہے۔ گیانی اسے اس لئے

انادی اور اننت خواہ ازلی اور ابدی کہتے ہیں۔

یہی چیتن ہے چیتن کی جان اور چیتن کا نشان ہے اس کی مدد کے بغیر چیتن کی سمجھ کا آنا بھی غیر ممکن اور امر محال ہے۔

یہ محیطِ کُل اور محیط الاجزا ہے۔ دراصل اسی کو اکھنڈ (لاتیجزا) کہتے ہیں۔

یہ متحرک اور غیر متحرک سب میں ہے۔ آواز سب کے اندر گونجتی رہتی ہے۔

عوام جس وجود میں حرکت دیکھتے ہیں اُسے چیتن اور جاندار کہتے ہیں اور جس شے میں اُنھیں ظاہرا حرکت نظر نہیں آتی اُسے غیر چیتن اور بے جان سمجھتے ہیں فقرا اس جھگڑے میں کمتر پڑتے ہیں۔

ہر جگہ حرکت ہے حرکت ہے نظام
سب میں حرکت کا ہے ہر دم اہتمام
ذرّہ ذرّہ خاک کا حرکت میں ہے
اس سے خالی دیکھ لو ہے کون شے
تختوں کے ذرّوں میں حرکت ہی چھپی
پانی کے قطروں میں حرکت تحقیق

جب ہوئی حرکت روانی آگئی
جسم میں ریشہ دوانی آگئی
رہتا ہے چکرّ میں ہر دم آسماں
گردشی ہیں سب مکان وسب زماں
کیونکہ باعث اس کا یہ آواز ہے
حرکتوں کا یہ اکیلا راز ہے
ہے جہاں آواز حرکت ہے وہاں
ست کی چِت آنند کی حرکت ہے جاں
یہ خلا میں ہے ملا میں ہے یہی
آب و آتش اور ہوا میں ہے یہی
ہے یہی آکاس میں اور خاک میں
ہے یہی ناپاک میں اور پاک میں
سب کی تبدیلی ہے کیا؟ ردّ و بدل۔
سب بدلتے رہتے ہیں سیم و دغل

لڑکا پیدا ہوتا ہے روتا اور شور مچاتا ہوا آتا ہے اگر روپا تو زندہ ہے نہیں رویا تو مُردہ ہے یہہ سب کا حال ہے۔

رونا گانا ہنسنا مسکرانا چلنا پھرنا۔ بیٹھنا اُٹھنا ہر قسم کے
حرکات و سکنات کے اندر آواز ہی آواز ہے۔
جسم کے رگ و ریشہ میں آواز ہے ٭ تیغ میں اور تیشہ میں آواز ہے
آنکھ میں ہے ناک میں اور کان میں ٭ ذائقہ میں لامسہ میں کان میں
موت کی حالت میں بھی ہے یہ محیط ٭ یہ بساط اور فرش تک میں ہی بسیط
اسکے تابع ہیں زمین و آسمان ٭ سوچو اس سے کون خالی ہی یہاں
جملہ عالم اس ہی سے معمور ہے ٭ جس جگہ دیکھو یہی بھرپور ہے
تمام دُنیا اسی سے ظہو میں آئی۔ اور اسی کے دائرہ کے
اندر چکر کھاتی اور آواز کرتی رہتی ہے یہ آواز ہی اصل
میں پیر طریقت ہے یہی ہادی اور رہبر حقیقت ہے۔
یہی سبب ہے کہ فقرا نے اسی یوگ کو اصلی جوہر ریاضت
اور حقیقی طرزِ عبادت تسلیم کیا۔ ان کا یہ انتخاب لاثانی ہے
اور یہ ریاضت اور عبادت بھی نہیں ہے کیونکہ ان میں
محنت درکار ہے اور اس میں کچھ نہیں صرف معمولی توجّہ کی
ضرورت ہے جس کا محرّک اور موجد بھی خود آواز ہی ہے۔
سوال۔ یہ شبد یوگ قدیم ہے یا جدید ہے؟
جواب۔ قدامت اور احداث کا سوال شبد یوگ کے

بارہ میں کرنا غلطی ہے یہ حدوث و قِدم دونوں ہی سے اونچا ہے نسبتی نقطۂ نگاہ سے اس کو قدیم کہہ لو اس کا مضائقہ نہیں ہے۔

سوال ۲۔ اگر قدیم ہے تو تواریخی مضمون ہے بحث طلب اور غور طلب اور تحقیقات طلب بن جاتا ہے۔

جواب۔ پھر بحث کرو غور کرو تحقیقات کرو منع کون کرتا ہے۔

سوال ۳۔ آپ سے بہتر کون اس پر روشنی ڈالے گا۔

جواب۔ شبد و شبدو شبد شو برہما ہے شبد
شبد پر کرتی ہے اور مایا ہے شبد
برہمہ تک کو شبد بتلاتا ہے وید
ویتا رہتا ہے وہ ہر دم اس کا بھید
اُپنشد میں اس کا ذکرِ خیر ہے
اس ہی کے تابع حرم اور دیر ہے
مختلف اُپنشدوں کو تم دیکھ لو
اپنا اطمینان پڑھ کر خود کرو

گیتا میں اس کا اشارہ پاؤ گے ؛ ہر جگہ اس کا نظارہ پاؤ گے

یہ اس کی قدامت کا بہترین ثبوت ہے پتنجلی بھگوان کے یوگ سوتر۔ ناتھوں کی تصنیف و تالیف غرضیکہ ہر جگہ اس کے تذکرے اشاروں میں تم کو ملیں گے۔

سوال ۴۔ اگر یہ قدیم ہے اور قدرتی ہے تو دُنیا کے تمام مذہبوں اور ملتوں میں اس کا نشان ملنا چاہئے آپ اُسے ہندوؤں ہی سے مخصوص اور مربوط خواہ منسوب کیوں کرتے ہیں؟

جواب۔ اس لئے کہ ہندو سب سے زیادہ دُنیا کی قدیم قوم ہے اس کے یہاں سب سے زیادہ اس کے الحفاظ اور باقاعدہ تعلیم و تلقین کا سلسلہ شروع ہی سے چلا آرہا ہے۔

ورنہ یہ سب میں عام ہے۔ تمام قومیں ہندوؤں ہی کے اندر سے نکلیں اور دنیا میں پھیل گئیں۔ مصرانی اسے ہندوستان سے مُلک افریقہ میں لے گئے بر خلاف ورن آشرم کے مخلوط النسلی کے آئین کے موجد بنے اس وجہ سے وہ شُر (ملے جُلے) کہلاتے ہیں۔

پارسی اسے یہاں سے پارس یا ایران میں لیگئے زرتشت

کی تعلیم میں اُس کا جوہر ملے گا۔

یہودیوں کے قبالہ جات میں اس کے بیانات مختصر اشاروں میں موجود ہیں۔

بودھوں نے یوگا چاریہ کے تعلیمی سلسلہ میں شبد یوگ کی ماہیت پر بے شمار نوشتے مرتب کئے جن کا رواج تبت۔ چین۔ جاپان۔ کوریا۔ منچوریا۔ روس۔ کمبوڈیا۔ سیام۔ انڈو چائنیا میں لنکا اور وہ تمام جزایر الکاہل میں پھیلا۔

یونانیوں کے اندر پیتھا گورس (فیثا غورث) (سنسکرت پاتھ گورو) کی تعلیم کے اندر آسمانی نغمہ جات کے اشارے پائے جاتے ہیں وہ اسے ہندوستان ہی سے لے گیا سقراط (شنکر آچارج) ہے۔

عیسائیوں کے یوحنا کی انجیل کی پہلی آیت یہ ہے ابتدا میں کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا کلام سے دُنیا پیدا ہوئی وغیرہ وغیرہ۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے "خدا نے کہا کُن فیکون" اور دنیا بن گئی۔

مسلمانوں میں صوفی پیدا ہوئے اُن کا تعلق خلافت بغدادیہ
کے عہد میں ہندوؤں کے اور بودھوں کے ساتھ زیادہ
ہوا اور باہمی ربط ضبط کی ترقی کے سلسلہ میں اُن کے
درمیان شغل آواز کے متعدد مدارسِ جاری ہو گئے جیسے
سلطان الاذکار صوت سرمدی صوت نصرا وغیرہ وغیرہ
جن کا رواج کسی وقت سلسلۃ المشائخ کے متعدد خاندانوں
چشتیہ قلندریہ نقشبندیہ وغیرہ میں تھا اب قریب قریب
معدوم تو نہیں ہے لیکن لاعلمی بڑھ گئی ہے۔

یہاں اس ملک میں اُپ نشدوں کی شاکھوں کے
غائب ہونے پر شیوؤں ناتھوں یوگیوں نے اُسی
کے راگ کو الاپا۔ آخر میں کبیر صاحب۔ نانک صاحب۔
دادو صاحب اور سیکڑوں سنت سادھو صاحبان نے
اس کو رواج دیا جن کے نشانات ہر جگہ پائے جاتے
ہیں۔

یہ اس کی مختصر تواریخ ہے طوالت میں کون پڑے
عاقلاں را اشارہ کافی ست اگر در خانہ کس ست حرفے
بس است۔

سوال ۵۔ میری تسلی اور تشفی ہوگئی۔ لیکن ایک سوال باقی ہے اس کا عالمگیر رواج کیوں نہیں ہوا؟

جواب۔ زمیں بدلتی ہے اور آسماں بدلتا ہے
مکاں مکین جو بدلے سماں بدلتا ہے
نہیں ہے ایک وتیرہ پہ یہ جہاں قائم
بدلتے رہتے ہیں سب جب جہاں بدلتا ہے

یہ حالت روحانی طریق کی بھی ہے۔ لوگ دُنیا کے آدابِ مجلسی رسمی رواجی سیاسی وغیرہ طریقوں کے زیادہ تر پابند ہو رہتے ہیں اور انھیں کو سب سمجھ لیتے ہیں ظاہر پرستی کے دلدادہ روحانی معاملات کی جانب توجہ نہیں کرتے یہ سبب ہے کہ اس روحانی تعلیم کا سلسلہ عالمگیر نہیں ہوتا اور اُسے ہونا بھی نہیں چاہیئے اس میں کچھ حیرت اور تعجب کی بات نہیں ہے۔

ظاہری رسموں میں ہیں ظاہر پرست
شرع کے آداب میں رہتے ہیں مست
مدتوں سے جو چلا آتا ہے ڈھنگ
کھیلتے ہیں یہ اُسی کے راگ رنگ

ان کی کیا اس میں بتاؤ ہے خطا
خارجی سامان ہے دامِ بلا
جس طرف دل کی توجّہ جھک گئی
اسطرف اُن کی طبیعت رُک گئی
روح کی جانب نہیں اِن کا خیال
راتدن دُنیا کی اِن میں قیل وقال

سوآل ۶۔ تعجّب ہے ؟

جوآب۔ تعجّب کوئی نہیں۔ جو شے نظر کے سامنے ہے جو دیکھنے میں آ رہی ہے اور جو ہاتھ کے پہونچ کے قریب ہے اگر انسان اس کی جانب مایل ہوتا ہے تو تعجّب کیا ہے!

سوآل ۷۔ کیا اچھّا ہوتا اگر سب ایک خیال کے ہوتے!

جوآب۔ نہ ایسا کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ اختلافات اجسام قدرت کی جانب ہیں یہ رنگارنگی کہلاتی ہے اس میں تین نوعیتیں ہیں اور وہ دلکشی کا باعث ہو رہتی ہیں لیکن باوجود اس کے پھر بھی کچھ لوگ ایسے موجود ہیں جن کی توجہ کا رخ اس جانب ہے اور اُن کے اطمنان قلب راحت دلی اور سکون روح کا یہاں اہتمام ہے اُن کے درمیان روحانیت کی مانگ ہے

وہاں مانگ کے مہیا کرنے کا سامان بھی خود بخود پیدا ہوتا رہتا ہے قدرت کا خاصّہ ہے وہ ہر ایک کی خواہش اور جذبات دلی کی تعظیم کرتی ہے۔

سوآل ۸۔ مثلاً؟

جوآب مثلاً کیا تم نہیں جانتے۔ اس زمانہ میں تھوڑے سے اہلیت والے صاحب ظرف پیدا ہو گئے اور اُن کو راہ حقیقت دکھانے کے لئے ست پُرش رادھا سوامی دیال شمع طریقت یا آفتاب حقیقت کی صورت میں منور اور نمایاں ہوئے۔ جو باتیں اب تک اشارہ میں راز و نیاز تصنّع اور بناوٹ اور لگا ڈپیٹ کی صورتوں میں کہی گئی تھیں اُنھوں نے صاف صاف طور پر کُھلے لفظوں عام فہم زبان اور سیدھے سادے اصطلاحات میں سُنا دیں شبد یوگ کی اشاعت کا زمانہ شاید دنیا میں اس وسعت کے ساتھ کبھی نہیں آیا تھا جو اب اس وقت آگیا ہے۔

....:...... .

(۱۳۵) شبد یوگ (مسلسل)

شبد یوگ قدیم ہے نئی چیز نہیں ہے کب سے ہے اور کب سے نہیں ہے اس کا کسی کو نہ پتہ ہے نہ کوئی پتہ دے سکتا ہے ہاں وہ ہے اور خود فطرتی اور قدرتی ہے اس لئے کبھی نہ کبھی ایسا زمانہ آئے گا جب حقیقت کے مُتلاشی اس کی طرف توجہ کریں گے اور اس سے شانتی اطمینان قلب اور روحانی مفاد حاصل کریں گے۔

وید میں ہے اُپنشد میں شاستروں میں ہے بھرا
ہے طریقہ سچّا اس کو سوچو تُم شبہ ہے کیا

سوال ۱۔ کیا ہر جگہ اس کا یہی نام ہے؟

جواب۔ نہیں۔ نام روپ صفاتی ہوتے ہیں۔ بدلتے رہتے ہیں کبھی کچھ ہیں کبھی کچھ ہیں زبان ملک قومیت وقت وقت کے مروجہ اصطلاحات ان پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں لفظوں پر جانے کی ضرورت نہیں۔ معنی مطالب اور ماہیت پر نظر رکھنا چاہیے۔ الفاظ کی کثرت اوہام کا طومار کھڑا کر دیتی ہے۔

معنی اور مطلب سے مطلب ہو مدام
لفظوں پر جانے سے کب نکلے گا کام

سوچ لو لفظوں کا کیا ہے مُدّعا
وہم میں پڑنے سے ہوتی ہے خطا

پھر میں اس کے نام اور نشان پر حتیّ الامکان اپنی یادداشت کے موافق روشنی ڈالتا ہوں۔ غور سے میری باتوں کو سنو۔ اِن سے بھی ایک قسم کا تواریخی مفاد حاصل ہوگا واقفیت میں وسعت آجائے گی۔

ویدک زمانہ میں اس کا نام صرف شروتی (سُنی ہوئی اور سننے کی شے) تھا شروتی۔ مسموع۔ سماع اور قابل سماعت کو کہتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے اس وقت بھی اُس کے سننے کا اہتمام تھا اور شاغل اپنے اندر اُسے سُنا کرتے تھے۔

اُپنشدوں[لہ] کے زمانہ میں اس عمل کا نام اُدگیتھ (اُد = اُدھر گیت = راگ) ہوگیا۔ اُدگیتھ اُدھر کے راگ کو کہتے ہیں اِدھر کے راگ کو اِدگیت کہتے ہیں وہ آسمانی نغمہ ہے اور اِدھر کے تمام راگ راگنی زمینی ہیں۔

لہ تمام اُپنشدیں صاف اس سے بھری ہیں اُدگیتھ کے تلمیحی بیانات وِرِہدارنیک اور چھاندوگیہ میں بالخصوص صفحات میں درج ہیں۔

اُسی زمانہ میں اِس کا نام پرنو بھی رکھا گیا تھا۔ پرنو کے معنی ہیں
پران اور صرف پران سے منسوب! جو صرف پران سے سُنا جائے
اور زبان لب تالو یا اور اعضا سے اُس کا تعلق نہ رکھا جائے
وہ پرنو ہے اس اندرونی آواز کی مشابہتی شکل زبانی اور لفظی
طور پر اوم بنالی گئی۔ باطنی سے وہ خارجی بنا تاویلیں شروع ہوئیں
عالموں نے اُس کی لفظی تفسیروں کے پُل باندھ دئے جو شئے
پران سے منسوب تھی اب لفظی زبانی تحریری اور تقریری بن گئی
کہنے کو اسے پرنو کہتے ہیں لیکن پرنو کا اصلی مطلب بھی نہیں
جانتے اوم پان یا کاغذ پر یا تاڑ کے پتے پر لکھ دیا گیا وہ
اوم ہو گیا اور اس کی پوجا کا رواج جاری ہوا۔

اوم کا یہ رسمی رواج بہت پھیل گیا۔ بعد کو بودھوں اور
جینیوں میں اور تمام مابعد زمانہ کے سمپرداؤں۔ پنتھوں اور
مذہبی طریقوں میں اس کی ہر دلعزیزی بڑھ گئی اور یہ تر گن
آتمک تثلیثی زبانی اظہار کی اصطلاح جو ترلوکی ناتھ کا نام
سمجھی جاتی تھی برہمہ یہ برہمہ ایشور اور پرمیشور کا نام ہو گیا۔

اس میں گو موجود ہے تثلیثت ٭ رنگ بدلا ہو گئی وحدانیت
آسمانی نغمہ پہلے تھا اگر ٭ اب زمینی ہو گیا وہ سر بسر

پران کا پرلو زبانی بن گیا ٭ جو شروتی تھا کچھ کا کچھ ہے اب بنا
نغمۂ دُھن ہے دھن کو کہتے ہیں سماع ٭ اس کو اندر سُنتا ہے مردِ شجاع
جب زبانی مشغلہ وہ ہو گیا ٭ اصلیت جاتی رہی اور کھو گیا
ابتدا میں شے جو تھی دھن آتمک ٭ ہو گئی وہ اس طرح ورناتمک

لیکن اس ہمارے ملک میں عاملوں اور شاغلوں کی معدومیت کبھی نہیں ہوئی عامل ہر جگہ تھوڑے ہی ہوتے عالموں اور پنڈتوں کی میراث ہوتے ہوتے اس کی باطنی حیثیت کو دھکّہ پہونچا اور وہ بالکل خارجی نام روپ کے دائرہ میں منتقل ہو آیا۔

یہ شروتی (سماع) اور پرلو (پران سمبندھی) عمل کا حال ہو گیا۔

جو کبھی دُنیا میں تھے انتر مُکھی
ہو گئے وہ یک قلم باہر مُکھی
اب رواجی اور رسمی نام ہے
خارجی رسموں میں اس کا کام ہے
اوم تت ست گیانی کہتے ہیں مدام
اوم تت ست دھیانیوں کا ہے کلام

شرع میں اس کا ہے کیسا اہتمام ؛ اس طرف بھی ہو توجہ نیک نام!
کرم کانڈ کے رسمی آداب میں اُسے تمسخر اور تخول کے رواج
میں تبدیل کر لیا گیا پنڈت اور پروہت منڈپ میں بیٹھ کر
ججمانوں سے کہتے ہیں اوم بھور بھووہ سوہ۔ ڈوب سے
پانی چھڑکو اوم بھور بھُووَہ شوہ ہلدی چندن اچھت چھڑکو
اوم بھور بھووہ سوہ سیندور کا ٹیکا لگا دو۔ ہندو پڑھے
لکھے عالم فاضل پنڈت گیانی دھیانی سبھی کچھ ہیں لیکن ایک شخص
بھی اِن کے درمیان نہیں نظر آتا جو پروہت سے سوال کرتا
یہ اوم بھور بھُووہ سوہ کیا ہے جسے کہہ کر سامگریوں کا چھڑکاؤ
کیا جاتا ہے۔

خیر! اگر کچھ اور کہا جاتا ہے تو کھنڈن منڈن کا قصور
عاید ہوگا یہ فقیروں کا وتیرہ نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی
غرض ہے۔

بعد کو صوفی آئے ان کا دور دورہ ہوا یہ شخص مُتلاشی اور
طالب حقیقت تھے۔ اِنھوں نے اس شبد یوگ کی عظمت
ذہن نشین کی اور اُسے اور بھی بہتر خوشتر اور عظیم تر نام
دیئے۔ مثلاً سلطان الاذکار۔ ذکر القلوب صوتِ سرمد وغیرہ

جن کا تذکرہ پہلے آچکا ہے دوبارہ کیوں کیا جائے۔
ان صوفیوں نے یہ کمال کیا کہ اُسے نغمہ آسمانی۔ آوازِ خدا۔ وحی۔ اور الہام تک کا نام عطا کیا جس سے بعض بعض تصوف کے دفاتر معمور اور مالا مال ہیں۔ جن کا جی چاہے انھیں مطالعہ کر کے اپنی تشفی کر لیں۔
لیکن یہاں ان کے درمیان بھی اوہام کے حملے ہوئے۔ نغمہ آسمانی کی جگہ قوّالوں کی راگ راگنیوں نے لے لیں۔
اب نہ وہ دن ہیں اور نہ وہ راتیں رہ گئیں یادگار وہ باتیں اگر ست پُرش رادھا سوامی دیال کا ظہور پُر نور نہ ہوتا اُس پر اور پردے پڑتے جاتے اور وہ کتابوں تک محدود رہتا انھوں نے بڑی مہربانی کی صاف اور آسان الفاظ میں اس وابستہ قفل کے کھولنے کی یقینی کنجی عطا کی اور اب جس میں ذرا بھی اہلیت اور ظرفیت ہے اور جس میں تھوڑا سا بھی تصوف یا حق طلبی کا خمیر فطرتاً ودیعت ہوا ہے وہ بہ آسانی اُن کی صحبت کلام اور باطنی عمل و شغل سے استفادہ کر کے حقیقت کی سمجھ بوجھ اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے ایسا روحانیت کا دور پہلے نہیں آیا تھا۔

فیض کا در کھل گیا فیاض رحمت آ گیا
جو گرا قدموں پہ دولت معرفت کی پا گیا
قفل کے اندر ہے کنجی دیکھو گندم جو کو تم
کھول کر اُس کو حقیقت سے ملو ہو جاؤ گم

....

(۱۳۵) شبد یوگ (مسلسل)

اب اس شبد یوگ کے عمل و شغل سے کیا فائدے ہوتے ہیں اُن کا مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

(الف) معراج حقیقت اوپر ہے چوٹی پر ہے وہ سب سے اُونچی اور بالا تر ہے اُسی کا عزم صادق رکھ کر نیچے کی طرف سے اوپر کی طرف چلنا ہے۔ اسی کو پنتھ مسلک طریقت اور اُپنشدوں کا شرے مارگ کہا جاتا ہے یہ روحانی سڑک ہے جو اس میں داخل ہو وہ پنتھائی۔ اہل طریقت رہرو مسلک اور سالک کہلاتا ہے جو نہیں چلتا وہ پنتھائی نہیں کہلاتا۔

....

(ب) زمین سے اونچے چڑھ کر آسمانوں پر آنا اور آسمانوں پر چڑھ کر آسمانوں ہی پر شبد یوگ کا سادھن کرنا ہے اور پھر

ان آسمانوں سے بھی اُونچے چڑھ کر معراج سے حاصل ہوتا ہے جو منزل مقصود ہے۔

(ج) تین مخصوص مقامات ہیں۔ پنڈ برہمانڈ اور پر برہمانڈ۔
(۱) پنڈ زمینی ہے۔ حواس اور اعضا کا منڈل ہے جسمانی ہے اس کی حد مُولادھار سے لے کر بھرو مدّھیہ تک ہے یہ کثیف طبقہ ہے اس کی حالت کا نام بیداری ہے کثیف عناصر یہاں ہی کھیلا کرتے ہیں۔
(۲) برہمانڈ کی حد بھرو مدّھیہ سے لے کر وسطِ دماغ تک ہے یہ لطیف قوتوں کا مقام ہے۔ یہ اعضاء باطن حواس باطن اور تین گنوں ست رج تم کا استھان ہے۔ تم پنڈ (جسم) کے دھنی اور مالک ہو جسم تمھارے سہارے رہتا ہے برہمانڈ برہمہ کا جسم ہے وہ اس کا دھنی ہے اس برہمہ کے تین روپ وِراٹ انتریامی اور ہرنیہ گربھ ہیں وِراٹ ست (عیاں) انتریامی چت (باطنی) ہے یہ خواب کا استھان ہے اس میں لطیف عناصر کھیلا کرتے ہیں اِن میں مانسک رچنا ہوتی رہتی ہے۔

(۳) پر برہمانڈ کی حد وسط دماغ سے بالائے دماغ ست لوک کے ناکے تک ہے یہ باطن کا باطن اور الطف (کارن) ہے یہ آنند کا ستھان ہے جس میں ضرورت احتیاج کی اور نقص کا احتمال نہیں ہوتا۔ خوشی ہی خوشی راحت ہی راحت اور سکون ہی سکون ہے یہ برہمہ سُوشپتی ہے۔ یہ بیج کی شکل میں متشکل ہو کر سونے کے انڈے کی صورت میں قایم ہے (ہرنیہ = سونا اور گربھ = انڈا)

.......:.......

(۷) پنڈ برہمانڈ پر برہمانڈ تینوں چھوڑنے کی جگہیں ہیں

تین چھوڑ چوتھا پد دیتھا
ستیہ لوک ست گورو گتی چینتھا

جب تک یہ نہ چھوٹیں گے ست نام یا ست گور کی پہچان نہ آئے گی۔

.......:.......

(۸) جیسے جیو جاگتا سوتا اور گہری نیند میں آتا ہے ویسے ہی کیفیت برہمہ کی بھی ہے وہ بھی جاگتا سوتا اور گہری نیند میں جاتا ہے۔

جیو کا جاگنا سونا اور سوشپتی میں آنا برہمہ کی سرشٹی استھتی اور لے سے مشابہہ ہے۔

جیو جاگ کر دنیا کے کاروبار کی رچنا کرتا ہے وراٹ برہمہ جگت کو رچتا ہے جیو سو کر خواب دیکھتا ہوا سپن کے تماشے دیکھا کرتا ہے انتریامی برہمہ خواب میں رہ کر مالسنک بیوہار کرتا ہے۔ جیو سوشپتی یا گہری نیند میں جا کر اپنے آپ میں سما جاتا ہے لے ہو جاتا ہے اور جذب ہو رہتا ہے ہرنیہ گربھ برہمہ اپنے آپ میں لے (جذب) ہو رہتا ہے اور تمام سرشٹی اسی میں سما جاتی ہے تب پرلے ہو جاتی ہے۔

یہ جیو اور برہمہ کے درمیان مشابہت ہے۔

.......:.......

(۱) جیو کا جاگرت اوستھا میں نام وشو (سنساری) ہے برہمہ کا سرشٹی میں نام وراٹ (وی۔ بڑی۔ رٹ = آواز کرنے والا) ہے

جیو کا سوپن اوستھا میں نام تیجس (نورانی یا جلالی) ہے وہ اپنے ذاتی نور یا جلال میں منور ہو رہتا ہے۔

برہمہ کا اسی حالت میں نام انتریامی (باطن میں چلا جانے والا)

جیو سُوشپتی میں رہ کر پراگیہ کا نام پاتا ہے جو مکمل عقلیت ہے۔
برہمہ سوشپتی یا لے اوستھا میں رہ کر ہرنیہ گربھ (سونے
کا انڈا) کہلاتا ہے۔
یہ جیو اور برہمہ کے ناموں کی مشابہت ہے۔

......ﷺ......

(۱) وِراٹ کشر برہمہ ہے کشر کہتے ہیں تبدیلی پذیر کو۔
انتریامی اکشر برہمہ ہے اکشر کہتے ہیں غیر تبدیلی پذیر کو۔
ہرنیہ گربھ نِہ اکشر برہمہ ہے جس میں تبدیلی اور غیر
تبدیلی کا علم نہیں ہے۔
کشر اکشر نِہ اکشر تینوں ہی قابل ترک ہیں یہ پنتھائیوں
کی معراج یا منزل مقصود نہیں ہیں کیونکہ برہمہ ورہ = برتر
اور منن = سوچنے کے اوصاف سے موصوف ہے وہ برتر
اور سوچتا رہتا ہے صفاتی اور کرتم ہے۔
کشر اکشر نِہ اکشر پارا بنتی کرے جہاں واس تمہارا

......ﷺ......

(۲) پنتھ دو ہیں ایک خالص نور کا راستہ دوسرا نور اور
تاریکی کا ملا ہوا راستہ۔

نور کا راستہ سورج کی طرف لیجاتا ہے اسی وجہ سے وہ دیویان پنتھ کہلاتا ہے دیودبیہ یا منور کو کہتے ہیں
نور اور تاریکی کا مشمولی راستہ چاند کی طرف لے جاتا ہے اُسے پتری یان پنتھ کہتے ہیں پتری باپ اور بزرگوں کو کہتے ہیں جو آبا اجداد سے شرعی اور کرم کانڈی طریقہ چلا آیا ہے وہ پتری یان ہے۔
دیویان روحانی طریق اور پتری یان دُنیاوی طریق ہے ان دونوں کے درمیان یہ فرق ہے۔

-----۰-----

(ط) شرے مارگ اور پرے مارگ۔ دو راستوں کا اُپنشد میں ذکر ہے شرے افضل کو اور پرے پیارے کو کہتے ہیں شرے مارگ کا راستہ ابتدا میں تنگ و تاریک ہوتا ہے لیکن جوں جوں قدم آگے کی طرف بڑھتا ہے وہ کھلتا ہوا کُشادہ ہوتا جاتا ہے چلنے والے کی آنکھوں کے سامنے خوشنما مناظر آتے ہیں اور وہ خوشی خوشی اپنا راستہ طے کر لیتا ہے۔ پرے مارگ کی کیفیت اس کے بالکل برعکس ہے وہ ابتدا میں بہت کُشادہ معلوم ہوتا ہے لیکن جسقدر

چلنے والا آگے کی طرف بڑھتا جاتا ہے وہ تنگ و تاریک ہوتا جاتا ہے اور اس کا دم گھٹنے لگتا ہے۔

شرے مارگ روحانی اور پرے مارگ نفسانی طریق ہیں۔ علمی عملی اور خیالی طور پر تو یہ صحیح معلوم ہوتے ہیں لیکن جب تک کسی کو ذاتی تجربہ نہ ہو جائے تب تک یقین نہیں ہوتا۔

میں اسے لفظ بہ لفظ صحیح سمجھتا ہوں اور سمجھتا ہی نہیں ہوں بلکہ ذاتی تجربہ اور یقین شاہد ہے تاہم جب تک سالک پر اس کیفیت کا توارد نہ ہو میں اس کی بابت زیادہ کہنا پسند نہیں کرتا۔

جب نہ دیکھے آنکھ سے کوئی تو وہ جانیگا کیا!
جب نہیں جانا تو پھر وہ اس کو پہچانیگا کیا!
جان لینا شرط ہے پہچان لینا شرط ہے
جان اور پہچان جب تک ہے نہیں مانیگا کیا
جاننا پہچاننا اور ماننا مقصود ہے
تینوں میں ہے نفع اور تینوں میں اصلی سود ہے

....

شبدیوگ (مسلسل) (۱۳۶)

آسماں پر چڑھ کے سن آوازِ حق
تب نظر آئے گا سازو بانہ حق

حق میں حق ہے حق میں ہے حق کی صدا
آتی ہے آوازِ حق کی برملا
تجھ میں خود حق۔ تو ہے حق کی شکل کا
تیری صورت میں ہوا حق رُو نما
چشمِ ظاہر بند کر اندر میں آ
دیکھ اندر اپنے جلوہ جانفزا
جانفزا ہمت فزا فرحت فزا
دلفزا ہمت فزا قوّت فزا
گوشزد جب ہوں گے روحانی سماع
جرأت اور ہمت بڑھے گی اسے شجاع
آسماں آجائے گا زیرِ قدم
تو سنے گا اُس کی دھن کے زیروبم
شیریں اور لذت فزا ہوگی الاپ
سوجھے گا اس وقت آیا تجھ کو آپ

کھنچ چلے گا دم بدم اُوپر کی طرف
بڑھ چلے گا اندرونی تیرا ظرف
جو صدا لے جائے گی اُوپر تجھے
یہ سمجھ اُونچی ہے اور بالا وہ شے
اس کا سُننا سہل اور آسان ہے
اس میں دِقّت کا نہیں سامان ہے
ہو توجّہ کافی وہ کر لے گی کام
گو طرز د ہونے لگیں گے خوش کلام

کیا ہیں یہ ؟ یہ وحی اور الہام ہیں
ان کے شُروتی اور اناہد نام ہیں
وحی انوبھو حِسّ باطن ہے عزیز
سُنتے سُنتے آئے گی حُسنِ تمیز
یہ نہیں حادث یہ ہے نغمہ قدیم
تیرا باطن تیرے اندر ہے کلیم
ہے مسلسل اور اَٹوٹ یہ خوش نوا
کیا کہوں آئے گا سُننے سے مزا

دیو پانی اُس کو کہتے تھے رِشی

منتے رہتے تھے اِسے ہر دم مُنی

یہ نہ طاعت اور عبادت ہے کبھی

یہ نہ زہد و اتقا اور بندگی

....

بندشِ اُلجھن سے جو گندہ ہوا

ہو گئے گندہ خود بخود بندہ ہوا

رسم بندش ہے یہ رسنِ بندگی

بندگی ہے گندگی شرمندگی

حُرّیت جاتی رہی بندہ ہوا

تنگ دل ہو کر پراگندہ ہوا

بند پانی بند ہو کر بند ہے

فتنہ شر کے بو سے ہر دم گندہ ہے

اس سے کھل جاتے ہیں رگ و ریشہ تمام

دل کی وسعت کا ہے اس میں اہتمام

....

یہ تعصب اور ہٹ دھرمی نہیں ہے
دُور اس سے ہوتے ہیں بغض اور کیں
غیریت اور تنگ چشمی جب گئی ہے
خود بخود دل میں فراخی آگئی
غیر جب اپنا یہاں کوئی نہیں
غیر کس کو پھر کہے گا مردِ دیں
خارجی مسجد کا وہ ساجد نہیں
اور عبادت کا کبھی عابد نہیں
اس کے اندر ہیں سبھی دیر و حرم
پُشت اپنی وہ یہاں کرتا ہے خم
عبدیت جاتی رہی آزاد ہے
غم نہیں۔ خوشدل ہے اور دل شاد ہے

.....٭.....

اپنے باطن میں ملا اُس کو قیام
رات دن سننے لگا حق کا کلام
نغمۂ شیریں سے اس کو کام ہے
سُنتا ہے اور سُن کے وہ خوش کام ہے

سنت کہتے ہیں اسی کو شبد یوگ
دور اِس سے ہوتے ہیں سب روگ سوگ

...... ٭ ......

حیف ہے سنتا نہیں کوئی اِسے
گو یہی اِلہام ہے اور وحی ہے
سب بھرم کے دام میں ہیں مُبتلا
اُن کے دل میں واہمہ داخل ہوا
اپنے ہی اندر ہیں مخفی جب کمال
اپنے باطن میں جلال اور ہیں جمال
کیوں نہ اُس جانب نظر ڈالے کوئی
آئے گی اس سے کمالِ یکسوئی
دل میں جب دل کی صفائی آئیگی
رنگ تب یہ صفائی لائے گی
گوشزد پھر ہو گی گردوں کی صدا
دل ہوا مایل تو اُس پر ہے فدا
محویت مجذوبیت مصروفیت
خود بخود آجائے گی معروفیت

مظہرِ عرفاں ہے یہ معروفیت
دور اس سے ہوتی ہے مجہولیت
ذات کا پھر ذات سے ہے اِتّصال
ہے یہی فقرا کا معراج کمال
اس کو کہہ لو تم اگر چاہو وصال
جب ہوا یہ۔ پھر نہیں رنج و ملال

......٭......

نعمتِ عظمیٰ ہے بیشک شبدیوگ
دولتِ کبریٰ ہے بیشک شبدیوگ
جو ہو خوش قسمت اُسے ملتا ہے یہ
مل گیا تب دل سے کب ہلتا ہے یہ
زندگی میں اس کی ہو تکمیل اگر
مسکن راحت میں ہوتا ہے گذر
دُنیا عقبیٰ دونوں کا کھٹکا مٹا
مل گیا ملنا تھا جس کو وہ ملا

......٭......

(۱۳۷) شبد یوگ پر سوال و جواب

سوال ا۔ یوگ تو مشکل چیز ہے آپ اُسے آسان کیسے بتاتے ہیں؟۔

جواب۔ یوگیوں نے یوگ کی تعریف صرف اس قدر کی ہے چت کی ورتی کا نِروودھ دلی جذبات و محسوسات کے روک تھام کا نام یوگ ہے اور جب دِل دِل سے مل جاتا ہے اور دل کے باہر نہیں جاتا تو وہی یوگ ہوا۔ یوگ ملنے ہی کو کہتے ہیں۔

دل ملا جب دل میں دل سے دل کا ملنا یوگ ہے
متحد دل ہو گیا یہ ملنے کا سنجوگ ہے
دل میں آ جائے سکوں اور دل میں آ جائے قرار
دل سے رفتہ رفتہ ہوں جب دور سول کے انتشار
تب سمجھنا دل کا تب دل میں گذر ہونے لگا
دل ہی دل بیدار ہے اور دل میں دل سونے لگا

یہ یوگ ہے اور یوگ کا اتنا ہی مدعا ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

اب سوچو لکھنے پڑھنے کام کاج بات چیت کرنے میں

یہ دل متحد ہو جاتا ہے یا نہیں! اگر متحد ہے تو یہ سب کام ہوں گے اور اگر وہ منتشر اور مضطرب ہے تو دل ان میں بھی نہ لگے گا بغیر دل کے متحد ہونے کے کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ یہی تو یوگ ہوا اس کے سوائے اور کچھ سینگ پونچھ نہیں ہوتی۔ دل لے جذبات معروفیت کے وقت میں رُک جاتے ہیں یہ اُسکی وریتوں کی روک تھام ہے۔

اس کا سمجھنا آسان ہے اس میں کٹھنائی بھی اتنی نہیں ہے جیسیں وہی آدمی ناحق پڑے رہتے ہیں یاد رکھو "یوگش چتّ ورتی نروده"۔

سوال ۲۔ یوگ کو پرانا یام یا حبس دم بھی تو کہتے ہیں؟

جواب۔ یہ سچ ہے لیکن وہ غیر فطرتی اور جد و جہد کا طریق ہے اس لئے سنتوں نے اُسے بیجا قرار دیا۔ کام کاج کے وقت دل ٹھہرا رہتا ہے بس اسی کی باقاعدگی کی مشّاقی رہے نہ سانس لمبی ہو نہ چھوٹی ہو اس کی باقاعدگی پر قابو رہے۔ اور بس!۔

سوال ۳۔ اور سہجک پورک کنبھک؟

جواب۔ سانس کا باہر آنا رہجک اُس کی اندر طرف واپسی

پورک اور اندر میں اس کا سکون اور ٹھہراؤ کنبھک ہے۔ یہ ورتی اور فطرتی طریق پر ہو کشمکش نہ کی جائے۔ مقصد صرف اتنا ہے۔

سوال ۲۔ یوگی کھٹ چکروں کو بید ھتے تھے؟

جواب۔ وہ محنت کرتے تھے۔ گدا اندری نابھی ہردے کنٹھ اور تیسرے تک یہ عمل کر کے سہسدل (سہس دل کمل) میں آکر شبد یوگ کرتے تھے۔ اُنھیں وہاں انوار کا نظارہ نظر آتا تھا اور شروتی (یا سماع) گوش زد ہونے لگ جاتا تھا اُن میں یہ استغراق اور سماوھی کا ساوھن کرتے تھے یوگیوں کا عمل وشغل یہاں ہی تک ہوا کرتا تھا۔ اور یہاں آکر وہ اسے ختم کر کے سِدھی شکتی کے حاصل کرنے کے ساوھن میں لگ جاتے تھے۔ یوگیشور گیانی وغیرہ اوم (ترکٹی) اور شونیہ کے منزل تک ابھیاس کر کے برہم کی ماہیت اور معرفیت کو حاصل کرتے تھے۔

ست پرش راوھا سوامی دیال نے اسے سفلی اور نچلا ساوھن قرار دے کر چھوڑ دیا اور علوی خواہ اونچے ساوھن کی ہدایت سکھائی۔ جو تیسرے تل (بھرو مدھیہ) اور سہس دل کمل سے

شروع ہوتی اور ست لوک یا اس کی اونچی سے اونچی منزل تک جاری رہتی ہے یہ ان دونوں قسم کی سادھنا کرنے والوں کے لئے درمیانی فرق ہے۔

سوال ۵۔ ویدک دھرم میں بھی سات منازل اوم بھوہ اوم بھووہ اوم سوہ اوم مہہ اوم جنہ اوم تپہ اوم سیتم کا ذکر آتا ہے اس میں اور اس میں کیا فرق ہے؟۔

جواب۔ سفلی اور علوی کا۔ یوگی سفلی عمل کرتے تھے یہ علوی طریق کی ہدایت کرتے ہیں یہ فرق ہے۔

سوال ۶۔ یہ مسئلہ وضاحت طلب ہے۔

جواب۔ بہت اچھا! تو سمجھو۔

یوگیوں کے سات منازل یا یا ست بھونکائیں	منازل کے نام	مرکزی مقام
(۱) اوم بھوہ	گدا چکر	پاخانہ جگہ۔ مٹی کا طبقہ
(۲) اوم بھووہ	اندری چکر	پیشاب ،، ،، پانی ،،
(۳) اوم سوہ	نابھی چکر	معدہ کی حرارت ،، جٹھر اگنی ،،
(۴) اوم مہہ	ہردے چکر۔	عظمت ،، ہوا یا پرن ،،

(۵) اوم جنہ	کنٹھ چکر"	پیدائشی عنصر" آکاس"
(۶) اوم سیتم	بھر گودھیہ سے ملا ہوا	من آتما " آتم دیو"
...	اونچے سہسرار یا سہس دل کمل	...

ست پُرش رادھا سوامی دیال نے اِسے علوی جامہ عطا کیا۔

اس کی شکل یہ ہے :-

(۱) سہس دل کمل یا سہسرار	عالم کثرت	انوار او اندریوں کا مرکز
(۲) ترکُٹی یا اونکار	(اوم) ا-و-م تثلیثیت"	تصور اور دھیان"
(۳) شونیہ یا شونیاکار	اثنیت (دویت) ظلماتِ صغریٰ"	بھجن یا شستغل سماع"
(۴) مہاشونیہ یا شونیا کار	وحدت (ظلماتِ کبریٰ"	سمادھی محویت "
(۵) بھنور گپھا یا سوہنگ کار	ذات وصفات کے کھنڈراسے ست میل"	قدرتی تماشا "
(۶) ست لوک یا ستیاکار	ست ذات حق "	حقیقت کا حقیقی مرکز
...	...	...
	...	...

سوال ۷ - نور اور کلام یہ دو چیزیں سنتوں کی رائے میں شاغلوں کے علم و عمل کی مشاقیاں ہیں ان میں یکسانیت ہے یا اختلافات بھی ہیں اور اگر ہیں تو کس طرح پر ہیں؟

جواب - اتحاد اور افتراق اتصال اور انفصال وحدت اور کثرت۔ یکسانیت اور اختلاف۔ مجہولیت اور معروفیت وغیرہ تم کو ہر جگہ ملیں گے یہ نظام قدرت کی نیرنگیوں کے تماشے ہیں جہاں یہ نہیں رہتے وہاں معراج حقیقت ہے۔

اصل اگر ہے ساتھ اُس کے نقل ہے ۔ ہر طرح خالی کس جگہ پر نخل ہے
جس جگہ پر ہے وصال اور اتصال ۔ اُس جگہ ہے افتراق و انفصال
نور کی ہے جس جگہ نورانیت ۔ ہے وہاں ظلمات کی ظلمانیت
دن کی ہم پہلو یہاں پر رات ہے ۔ ہیں جہاں اوصاف واں بھی ذات ہے
مجمع ضدیت میں ضدین ہیں ۔ ہے جہاں وحدت وہاں اثنین ہیں
ہے جہاں یکرنگی نیرنگی وہاں ۔ ہے عیاں جو اس میں ہے کچھ شے یہاں

....

منزل معراج میں دونوں نہیں ۔ آسماں غائب نہیں ظاہر زمیں
رنگ بیرنگی ہیں غایب اے عزیز ۔ رنگ و بیرنگی کی کیونکر ہو تمیز
عقل و ہوش و فہم و وہم و خوش خیال ۔ لاپتہ ہیں سُن لے فرخندہ خصال

ایک دو تین - چار اور پانچ و شش ۔ ان کی کب رہتی ہے اس میں کشمکش
جا رو جہد اس میں نظر آتے نہیں ۔ فضل ہے اور فضل ہی ہے ہر کہیں
فضل بھی ہے کہنے اور سُننے کی بات ۔ اس جگہ محسوس کب ذات و صفات!
ہے نہیں محسوسیت احساسیت ۔ ہے نہیں صفاتیت اور ذاتیت
حال غائب اور غایب قال ہیں ۔ تذکرہ کیا ایسی حالت کا کریں

....

سوال ۸ ۔ نور اور کلام خواہ شبد اور پرکاش پر روشنی ڈالیے؟
جواب ۔ ست اور است (ذات اور صفات) میں ہلور (تموج) ہونے سے حرکت پیدا ہوئی حرکت کے اندر آواز مضمر تھی حرکت کے ہوتے ہی یہ ظہور پذیر ہوئی اسی وجہ سے اُسے سب کی ابتدا کہتے ہیں اور جب یہ خاموش ہو جاتی ہے آفرینش کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے پرلے ہو جاتی ہے اس آواز کے بند ہونے کا نام انتہا ہے

سب کی آدی شبد کو جان ۔ سب کا انت اسے پہچان
شبد گپت تب رہا انام ۔ شبد پرگٹ تب دھریا نام
شبد ہی اندر شبد ہی باہر ۔ شبد ہی باطن شبد ہی ظاہر
شبد دھار اور شبد ہے سوت ۔ شبد ہے سب میں اوت پروت
شبد مکیں اور مکاں ہے شبد ۔ شبد زمیں اور زماں ہے شبد

آس بھاس سب شبد آدھار ۔ سانس سانس میں شبد ہے تار
پُرش شبد اور شبد پرکرتی ۔ شبد جیتن اور شبد ہے یُکتی
برہمانند اور شبد مہیش ۔ شبد وشنو اور شبد ہے سیش
وید شبد اور شبد ہے گیان ۔ شبد پرمان شبد انومان
شبد شبد کا سکل پسارا ۔ شبد شبد سب میں بستارا
شبد ہی کارن شبد ہی کارج ۔ شبد ششیہ گورو۔ شبد اچارج
اپرا۔ پرا شبد کی بانی ۔ سب میں شبد کی رہے نشانی
بِنا شبد کوئی بنے نہ کاج ۔ شبد ہی ہووے شبد کا ساج
اوم شبد اور شرُوتی شبد ۔ سوہنگ شبد سوکرتی شبد

.....:(-؛-):.....

گھنٹا شنکھ سہس دل باجے ۔ دھن مردنگ ترکٹی میں گاجے
شونیہ میں سارنگ دُھن ۔ سہج سماودھ لگے دُھن سُن
بانی چار گپت مہا سُن ۔ شونہ شونیہ میں شونیہ اَدُھن
بھنور گپھا مُرلی کا الاپ ۔ بنسی دُھن سُن سُوجھے آپ
اپنا آپا اپنا روپ ۔ ست میں ستیہ پُرش کل بھوپ
ست ست ست ست باجے بین ۔ ست میں ست کی ہو ورِ بین

.....:.....

پانچ شبد کے پانچ ہیں نام ٭ پانچ نور اور پانچ کلام
پانچ پانچ میں کیا مقام ٭ سادھو سادھن سے لے کام

---٭(۴)٭---

پہلا نور پرتھم استھان ٭ سورج لال ترکٹی بھان
شونیہ میں اردھ چندر کا باسا ٭ سویت ورن کا وہاں بلاسا
مہا شونیہ میں کالا رنگ ٭ جہاں اندھیرا چھایا الھنگ
بھنور میں بجلی کا چمکارا ٭ چمکے جیسے اُڑے پھوہارا
ست میں ہے اکھنڈ پرکاش ٭ نور آس اور نور ہے بھاس

------٭------

چھایا میں نیرنگی رہتی ٭ رنگ برنگی دنیا کہتی

------٭------

نور کلام کا یہ بستار ٭ سوچ سمجھ اپنے من دھار
یہ سب لیلا سادھن ماتر ٭ سادھو ہے سادھن کا پاتر

-----٭-----

سوال ۹۔ اس سے ظاہر ہے کہ سادھن کے صرف دو ہی انگ (پہلو) ہیں؟۔
جواب۔ نہیں۔ تین پہلو ہیں۔ سادھنا تثلیثی ہوتی ہے۔

سوال ۱۰۔ ان کی وضاحت اور صراحت ؟

جواب۔ سُمرن دھیان اور بھجن یہ سادھن کے تین طریقے ہیں۔

اوّل خیال۔ اُس کا وِرد۔ اُس کا بار بار چِنتن۔

دوم خیال۔ کی صورت کی گرفت۔ عمل تصور۔ نور کا انکشاف۔

سوم۔ شبد یا کلام کے سماع میں محویت۔

یہ سمرن دھیان بھجن کی مختصر حقیقت ہے۔

سوال ۱۱۔ سمرن کِس کا؟ اور بھجن کِس کا؟

جواب۔ (الف) سمرن نام کا۔ نام کمال کا پورن کا اور مکمّل آورش (معراج) کا ہو اسی میں چِنتن ہو۔

چِنتا تو ست نام کی ۔ اور نہ چِتوے داس
جو کچھ چِتوے نام بِن ۔ وہی کال کی پھانس

(ب) دھیان تِصور خیالی گرفت خیالی صورتگری صرف ذات کمال آورش اور معراج کامل کی ہو۔

دھیان گورو کا چاہیئے ۔ نس دن آٹھوں جام
گورو آدرش کا مول ہے ۔ اشٹ آدرش کا ٹھام

(ج) بھجن سیوا بھگتی محویت سادھن یکسوئی یکرخی یکدلی

وغیرہ سب شبد- باطنی آواز کلام حق ہوں- اس کا منن بھور اس کا انکشاف اور اسی میں نِدھیاسن ہو۔ ٹھہراؤ/۱۶

سُت شبد میں لگ رہے - سُن انہد دُھن گھور
ساکشی بن سُنے شبد نِت - ساکھی شبد کی ٹھور

سوال ۱۱- سمرن کی یقینی شرطیہ اور بے خطا ترکیب ؟ جو آسان- سریع العمل اور سہل ہو۔

جواب- سنتوں نے تو بلا استثنا صرف بھرو مدّھیہ درمیان ہر دو ابرو نقطۂ سویدا میں سمرن کی ہدایت کی ہے یہ مقام اس کے لیے مخصوص ہے۔

لیکن اگر من بہت چنچل ہے اور ٹھہراؤ میں نہیں آتا تو وہ سنت تراٹک کرکے تیسرے تل میں سمرن کرے دل متحد ہو جائے گا اور کامیابی ضرور ہو گی۔ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے گی۔

پھر بھی (اگر اس پر بھی) وہ قابو میں نہ آوے تو پرتیاہار (آتمی سادھنا) کرے- اس میں دن تو ضرور لگیں گے مگر ناکامیاب ایک بھی نہ ہو گا سو میں سو کامیاب ہوں گے۔

ترکٹی کر کے دل کو بھرو مدھیہ میں قائم کر رکھے۔
پہلے پنڈانڈ میں سمرن ہو پھر برہمانڈ میں اور پھر پربرہمانڈ میں۔

سوال ۱۱۔ پرتیاہار کیسے کیا جاوے؟ کہاں کہاں کیا جاے؟ اور اس کے نتیجہ کا یقین کیسے آئیگا؟ مقامات کی صراحت بھی کر دی جائے؟

جواب۔ پرتیاہار اُلٹی ساودھنا ہے۔
پہلے پنڈانڈ کے چار چکروں میں نابھی۔ ہردے۔ کنٹھ اور بھرو مدھیہ (آجنا چکر) میں گورو کے بتائے ہوئے نام کا جاپ ہو۔
اس کے بعد برہمانڈ کے چار چکروں۔ بھرو مدھیہ۔ سہس دل کمل۔ ترکٹی اور شونیہ میں وہی عمل ہو۔
یہ شغل ختم ہو جاوے تو پربرہمانڈ کے چار چکروں شونیہ مہاشونیہ بھنور گپھا اور ستیہ لوک میں وہی عمل ہو۔
شُرت نرت ٹھہرائے کر۔ نام کا سُمرن ہو
آٹھوں پہر دے دے چت کا۔ ساودھن ہیں من دو
من ہٹنگ مانے نہیں۔ انکس سے لو کام

پاپ اٹ پٹ چال جب۔ روکو اس کو تھام

سوال ۱۲۔ اس ترکیب کا نام کیا ہے؟

جواب۔ اِس کو من مالا کا پھیرنا کہا جاتا ہے یہ بے خطا ترکیب ہے اس کی مدد سے سادھنا کا تیر ضرور نشانہ پہ بیٹھے گا اور دِل متحد ہو جائے گا۔

سوال ۱۳۔ کتنے دِنوں تک اس کی پابندی ہو؟

جواب۔ صرف چھ مہینہ کے لئے دو دو مہینہ ایک ایک مقام پنڈ انڈے برہمانڈ اور پر برہمانڈ سادھن ہو۔ یہ کافی ہے۔ سادھک دل لگا کر سادھنا کرے۔ آہستہ آہستہ خود بخود چنچل من نشچل ہو جائے گا۔

سوال ۱۴۔ وقت؟

جواب۔ عمل کے لئے بہتر اور مناسب وقت صبح اور شام ہے جب نور اور تاریکی کی سندھیا (ملاپ) ہوتی ہے ابتدا میں بلا ناغہ اس کا خیال رکھے پھر یہ جسم کے رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں سرایت کر جائے گا۔

سوال ۱۵۔ کس قدر وقت دیا جائے؟

جواب۔ آدھا گھنٹہ صبح اور آدھا گھنٹہ شام۔ بس اتنا ہی کافی

سوال ۱۵ - صبح شام کی قید کیوں لگائی گئی؟
جواب - دنیاوی کام کاج کے آگے پیچھے (۱) فرصت ملتی ہے (۲) من یکسو ہوتا ہے اور (۳) کسی طرح کے وگھن (خلل) کا خوف نہیں رہتا۔
سوال ۱۶ - اگر ہاتھ میں مالا لے کر اس کا سمرن کیا جائے تو کیا ہرج ہے؟
جواب - ہرج تو کوئی نہیں ہے؛ ہر شخص کو اپنی پرکرتی سوبھاؤ اور دلی کیفیت کا علم ہونا چاہیئے لیکن اس میں (۱) اول تو طوالت ہونے کا خطرہ ہے (۲) عمل کی پختگی کا یقین نہیں ہوتا (۳) عمریں ختم ہو جاتی ہیں اور نتیجہ تسلی بخش نہیں ہوتا - سنتوں نے اسی خیال کو مدنظر رکھ کر من مالا کے پھیرنے کی ہدایت تلقین کی ہے۔

کبیر مالا کاٹھ کی ؛ لاکھ جتن کا پھیر
من مالا کو پھیرئے ؛ جس میں گانٹھ نہ میر
کبیر مالا کاٹھ کی ؛ تاتے کچھو نہیں ہوے
من مالا کے پھیرتے ؛ گھٹ اجیارا سوے

کبیر مالا کاٹھ کی ٭ لاکھ جتن کا پھیر
کر کا منکا پھینک کر ٭ من کا منکا پھیر
مالا تو کر میں پھرے ٭ جیبھ پھرے مکھ ماتھہ
منوا تو وہ دس پھرے ٭ یہ کوئی سمرن ناتھہ

سوال ۱۷- من مالا کے پھیرنے کی نسبت کوئی بہت مختصر ہدایت تلقین فرمائیے۔

جواب- من تھر تن تھر بچن تھر سرت نرت تھر ہوے
کہہ کبیر اس پلک کو کلپ نہ پاوے سوئے

.......٭.......

سوال ۱۸- سمرن کی ہدایت معقول طور پر بتائی گئی۔ اب دھیان کی بابت اسی طرح کی تعلیم ارشاد کی جائے۔

جواب- دھیان کہتے ہیں کسی شے کے خیالی طور پر پکڑ رکھنے کو یہ لفظ سنسکرت دھاتو دھا (پکڑنے سے) بنا ہے جو شے اندرونی طور پر خیال اور دل سے اس طرح پکڑ لیجائے کہ وہ ڈانوا ڈول نہ ہو سکے۔ وہ دھیان ہے اس کی پہلی کیفیت کا

نام دھارنا ہے دھارنا بھی پکڑنا ہی ہے جب تک
دل متحد نہ ہو یہ تھوڑی دیر تک ہوتی ہے اور جب
دل ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جاتا ہے تو اسی دھارنا کا
نام دھیان ہو جاتا ہے۔
ساوھنا کرنے والا کبھی گھبرائے نہیں اگر دو چار
سکنڈ کے لئے بھی دل ٹھہر جاتا ہے تو وہ سمجھ لے
کہ یہ بڑھایا بھی جا سکتا ہے دنیاوی کاروبار کی
بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ من میں چنچلتا اور
نشچلتا دونوں انگ ہیں۔ ہر شخص چنچل بھی ہے
اور نشچل بھی ہے جس کا من دنیا کے کام کاج
میں لگ جاتا ہے وہ اگر چاہے تو اسے پرمارتھی
ساوھنا میں بھی لگا سکتا ہے کوئی مشکل بات نہیں
ہے اس کا صرف ایک مرتبہ سمجھ لینا ہی کافی ہے۔
دل میں حرکت ہے وہ بیحرکت بھی ہے ؛ دل ہی یا جلوت تو یا خلوت بھی ہے
دل میں گو رہتا ہے اکثر انتشار ؛ دل کے اندر آپ ملتا ہے قرار
دل میں بیداری ہے تب بیدار ہے ؛ دل میں ہشیاری ہے تب ہشیار ہے
دل اگر سویا ہو تب ہی خواب میں ؛ گو وہ جب بیدار تھا۔ تب نکتہ چیں

آیا گہری نیند میں ساکن ہوا ۞ اپنے ہی باطن کا وہ باطن ہوا

....

کوئی کہتا ہے ہم ایشور کے سگُن روپ کا دھیان کرتے ہیں" اُن سے پُوچھنا چاہے کہ جیتے جاگتے سگُن روپ کو کہاں اور کس میں دیکھا؟ نہیں دیکھا تو نادیدہ خدا کا دھیان کیسے کرو گے!

جب نہیں دیکھا تو کیسا دھیان ہے! ۞ پھر تصوّر کا کہاں امکان ہے
جب تصور ہو گیا صورتگری ۞ جب نہیں دیکھا تو صورت کیا بنی
جب نہیں صورت تصور کیا ہوا ۞ سمجھو پُوچھو تب ہو حاصل مُدعا

کوئی کہتا ہے" ہم نرگن برہمہ کا دھیان دھرتے ہیں؟ نرگُن کہتے ہیں بے صفات والے کو۔ اگر برہمہ ہے تو اس میں برہمہ پنے کی صفت رہے گی یا نہیں؟ برہمہ کے نام کا لفظ ورِدھ (بڑھنے) اور منن (سوچنے) کی صفتوں کی ہستی کا پتہ دے رہا ہے۔ اس لئے برہمہ کو بے صفات کا کبھی نہ کہو اُس کے نام کے لئے دوسرا لفظ تلاش کرو۔ نام لیا تو پھر اُس کا روپ بھی بن گیا بغیر نام کے روپ اور بغیر روپ

کے نام کا امکان کہاں ہے! نام اور روپ دونوں صفت ہیں اور صفت گن ہے ایسی حالت میں کوئی نرگن برہمہ کا تصور کیسے کرے گا۔

ذات میں جب ذاتیت کا ہے خیال
ذات میں تب ہے صفت کا اِتصال
بے صفت ہرگز نہیں ہوتی ہے ذات
بے تُکی ہے اور ان سمجھی یہ بات
ذات حق کی بے صفت ہرگز نہیں
بے صفت کے ذات کا کیوں ہو یقیں

کوئی کہتا ہے ہم سرو ویاپک (محیطِ کل) کا دھیان کرتے ہیں" سننے میں تو یہ لفظ اچھّا لگتا ہے کان اسے پسند کرتے اور خوش ہوجاتے ہیں لیکن وہ سرو ویاپک تصوّر میں کیسے آیا؟ یا تو آکاس ہوگا یا لہراتا ہوا سمندر ہوگا خواہ ریگ اُڑاتا ہو وسیع ریگستان ہوگا اس کے سوا یہ سب کے سب غلطی اور غلط فہمی میں پڑے ہوئے ہیں۔

جب غلط فہمی تو کیسا دھیان ہے ÷ سوچ جو اِس کو وہی انسان ہے

جو نہ سوچے اُسکو کچھ کہنا نہیں ۔ اُس کو لاعلمی کا دُکھ ہونا نہیں
رنگ میں اپنے رہے بدمست وہ ؛ چاہے بے پا ہو یا ہے بدست وہ
دھیان کی جڑ گورو کی مورتی ہے گورو ہی بدھ ہے
تیرتھنکر ہے سوامی ہے ۔ معراج آدرش منزل مراد اشٹ ہے۔

سوال ۱۹ ۔ سہل ترکیب ؟

جواب ۔ بھرؤ مدّھیہ کے اندر زرد رنگ (یا کیسر) کا ٹیکا لگا کر آئینہ میں اپنے اندر اُس کا عکس دیکھ کر آنکھیں بند کر لو ۔ بار بار کئی دنوں تک عمل کرو۔ اندر سورج آب و تاب کیساتھ منور ہوگا اسی کو گائتری منتر میں تت سوبتر ورینم" (وہ قابل رغبت آفتاب) کہا گیا ہے پہلے اس نورانی طلعت کو اندر ہی اندر خوب روشن اور متجلّی ہونے دو ۔ ایسا ہو جائے کہ چاہے کسی حالت میں رہو ۔ آنکھیں بند ہوئیں اور وہ آب و تاب کے ساتھ نمایاں ہو جائے ۔ پھر روزانہ ست سنگ میں بیٹھ کر گورو (انسان کامل) کے روپ پر آنکھ جمانے کا عمل کرو ۔ زیارت یا درشن دیدہ دل سے ہو پلک سے پلک نہ جھپکنے پائے ۔

اس کی باقاعدہ مشاقی سے آنکھ کے اندر ہی اس کی نورانی صورت متمکن ہو گی اور وہ پھر ساتھ نہ چھوڑے گی۔ دھیان پختہ ہونے لگے گا۔

دل کے آئینہ میں تصویر آگئی ٭ لوح کی بنوشتہ تقدیر آگئی
بند کر لی آنکھ تب پیشِ نگاہ ٭ سچی رہبر ہو کے دکھلائیگی راہ
رہنما باطن میں ہے باطن کا ہے ٭ لیک باطن کے وہی سالک کا ہے
وھی ماہی ویو سیہ بھجو گو پھر کرو ٭ تم اثر کو لے کے باطن بیچ بھرو
وھی ماہی یو نہ ہوا اور یہ جو دیا ٭ عقل جولاں ہو نظر ہو سوے ذات

یہ دھیان کی ابتدائی منزل ہے جس کی تعلیم ابتداء میں مبتدیوں کو دی جاتی ہے دھوکہ میں نہ پڑو اپنا کام بناؤ۔ لیکن یہ قدیم رشیوں کا مقولہ ہمیشہ یاد رہے۔

دھیان مولم گورو مورتی

اس میں چوکے تو پھر پہلی ہی منزل میں اٹک رہے آئندہ کی ترقی کا راستہ بند ہو گیا اور کیا عجب گورو کی روحانی مدد لئے بغیر وہ کھلے گا بھی یا نہیں؟

سوال ۲۰۔ خوب! یہ تو آپ نے خوب کہا۔ اب یہ فرمائیے اس عمل کے مقامات کتنے ہیں؟

جواب - تین اور حرف تین -

پہلی آرت باہر ویسا ÷ دھارے شتیہ سادھنا ایسا
دوجی آرت ترکٹی منڈل ÷ پھر آگے کا باندھے بنڈل
تیجی آرت ستیہ لوک میں ÷ ست گورست نام تھوک میں

....

بدھی درشن کی دیا بتائی ÷ جو نہیں سمجھے کیا کروں بھائی
گپت بھید سب پرگٹ گیا ÷ پڑا دو یا پرا کر دیا
گورو ادھین اپرا اور پرا ÷ علم سینہ کا نہیں سفینا
گورو ملیں تب بھید بتاویں ÷ اور انتر کا رس کھلاویں
گورو ورکشا جس کے سنگ ناہیں ÷ اس کو کال کرم بھرماہیں

سوال ۲۱ - تین مقام مرشد کی زیارت کے معلوم ہو گئے - باقی اور درمیانی مقام میں کیا سادھنا کی جاتی ہے؟

جواب - شبد کے سننے کی - دل کو متوجہ کر کے آواز کو سنے - یک ساتھ یا جدا جدا یعنی سمرن دھیان اور بھجن چاہے یک ساتھ ہو یا ۲۰-۲۰ منٹ کا وقفہ دے دے کر -

سوال ۲۳۔ اگر شبد نہ پرگٹ ہو خواہ روشنی کا انکشاف نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب۔ (۱) یہ سوال بیجا ہے۔ نہ کبھی ہوا ایسا ہو نہیں سکتا۔ میرا ذاتی تجربہ ہے جس دن دیکشا دیتا ہوں اسی دن پانچ منٹ کے بعد ہی دونوں کیفیتیں ظاہر ہو جاتی ہیں دیر نہیں لگتی کبھی کبھی فیصدی ایک دو آدمی ضرور ایسے ملے جو شائی ہوئے ان کو ذرہ زیادہ توجہ دینا پڑی محروم وہ بھی نہیں گئے۔ رادھا سوامی دھام کے ست سنگیوں میں اب تک ایک بھی ایسی نظیر نہیں ہے جو ناکامیاب ہوئی ہو یہ ہر شخص دریافت کر سکتا ہے۔ اگر نقص واقع ہوا یا ہوتا ہے تو وہ صرف توجہ کی یکسوئی کا ہے۔

شغل یہ مشکل نہیں آسان ہے
متحد گر جسم و دل اور جان ہے
ہو ہم آہنگی یہ ہیں تینوں ملے
رُوح کا غنچہ چمن میں خود کھلے

لپٹیں خوشبو کی اڑیں ہو روح تر، خوش نما ہو دل کھلے مناظر ہر بسر

جو ہے باہر اُس کی جڑ باطن میں ہے
کُل سکونِ دل۔ دلِ ساکن میں ہے

(۲) اگر یہ کیفیت نہ ہو تو مُرشد سے فریاد کرے اُن کی نظر مہرآلود اور عنایت بیغایت سے یہ شکایت رفع ہو جائے گی اور۔

(۳) اگر اس پر بھی اندر کے پردے نہ اُٹھیں تو میں ہر کس وناکس کی خدمت کے لئے حاضر ہوں میرے یہاں یہ سوال نہیں کیا جاتا کہ تم ست سنگ کی کس شاخ کے پیرو ہو اور نہ میں کسی کے عقیدہ کو دھکّہ پہونچاتا ہوں جو جہاں ہے وہاں قایم رہے ہاں مدد لینے اور دینے میں کوئی عذر نہیں رہتا۔ میں جانتا ہوں جو جہاں اٹکا ہے وہ اُسی کا ہو رہتا ہے۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اوروں کے ڈبّے کا پھنسا ہوا مُرغ میرے ڈبّے میں آئے میں نے ایسا ڈبّا بھی نہیں بنایا۔ مذہبی نفرت اور پنتھائی پنے کی تنگ دلی مجھے چھو بھی نہیں گئی۔

(۵) پرکاش اور شبد دونوں ہر شخص کے اندر موجود ہیں باہر سے خیال اور خارجی تدبر کے مدد کی ضرورت

پڑتی ہے۔ یہ مل جائے اور پھر کام بنا بنایا ہے یہ
ہر سب کے اندر ہے توجہ کی کمی مجہولیت کا باعث
ہو رہی ہے اور معدومیت محسوس ہوتی ہے ہمدردانہ
تحریک ترغیب اور تدبیر سے کام لینے پر انحصار ہوجاتا
ہے اور جہاں راستہ چل نکلا پھر پیتھائی اگر چاہے
تو اپنی خواہش کے موافق بڑھا سکتا ہے۔

سوال ۴۳۔ دُنیا میں روحانی معلّم ایک ہوتا ہے یا
متعدد ہوتے ہیں؟

جواب (۱) روحانی تعلیم کی خصوصیت کسی ملک یا کسی قوم
خواہ ملت تک محدود نہیں ہے۔ (۲) یہ سب میں ہوتے
اور ہو سکتے ہیں کسی جگہ ایک کسی جگہ متعدد (۳) ممکن
روحانی خیال کسی میں سرائت کر گئی اُس کی دھار چھوٹی
آکاس کی پڑیوں میں دوڑتی ہوئی موافق اور موزوں
دماغوں میں جا گزیں ہو گئی اور کئی کئی معلم پیدا ہو گئے۔
انجنیری کا خیال ایک دماغ سے نکال کر کوئی انجنیر کل
بنا دیتا ہے وہی کیفیت اس قانون کی بھی ہے
سوال ۴۴۔ کہتے ہیں ایک نظام شمسی میں ایک ہی

سورج ہوتا ہے اسی طرح روحانی معلم بھی ایک ہی
ہوتا ہے۔

جواب۔(۱) اس نظام شمشی میں ایک سورج ہے جو تمام
کرّوں کو روشن کرتا ہے لیکن یہ قاعدہ کلّیہ نہیں ہے
(۲) کسی کسی میں کئی کئی سورج بھی ہوتے ہیں "کلمو وتس
سور چندر اُجیارا" (۳) اگر ایک سورج سے ہماری
نظام شمسی کو کافی روشنی پہونچتی ہے تو یہ کافی ہے لیکن
روحانی دنیا میں یہ کیفیت نظر نہیں آتی کئی کئی معلّم ایک
وقت میں پیدا ہوتے ہیں ایک چراغ سے متعدد چراغ
روشن کئے جاتے ہیں۔

سوال ۲۵۔ گورو ایک ہو یا انیک؟

جواب۔ گورو تو ایک ہی ہوتا ہے جس سے پوری
روحانی تشفی ہل جائے وہی گورو ہے اور وہ ایک
ہے۔ لیکن اگر معاملہ برعکس ہے تو روحانی استفادہ سے
کوئی روکتا نہیں جہاں مفاد کی صورت ملے اس سے
مستفید ہو۔ اور آخر میں وہی سچا گورو ٹھہرے گا۔

سوال ۲٦۔ آپ کہتے ہیں جس کو روحانی انکشاف

نہیں ہوئے وہ آپ سے آکر مدد لے۔ کیا آپ اس ترکیب سے گورو بننے کا خیال رکھتے ہیں؟

جواب۔ یہ خیال سراسر غلط اور جھوٹا ہے (۱) میں نہ گورو بننا چاہتا ہوں نہ کسی کو چیلا بناتا ہوں (۲) صرف بھولے بھٹکے بھائیوں کو راستہ دکھاتا ہوں (۳) علم سینہ کو علم سفینہ بنا بنا کر سمجھا بجھا دیا کرتا ہوں (۴) کہہ دیا کرتا ہوں جیسے گورو کر لیا کرلیا میں صرف برادرانہ سلوک کے خیال سے تمھیں مدد دیتا ہوں۔ (۵) مجھے چھوٹا یا بڑا بھائی سمجھو۔ اکثر عورتیں جن کو مجھ سے مدد ملی اور انکشافات ہوئے وہ مجھے بیٹا۔ بھتیجا یا اور رشتہ دار سمجھ کر مانتی ہیں میں کسی کو مائی کسی کو بوا اور کسی کو ماجی کہتا ہوں۔ رادھا سوامی دھام میں ایسے بہت ست سنگی ملیں گے۔ جو ماما چاچا پھوپھا وغیرہ کہلاتے ہیں (۵) میں کسی کے بھی عقیدہ یا اشٹ کو دھکہ نہیں دیا۔ صرف محبت اور پریم کے سلوک کا برتاؤ کرتا ہوں اور (۶) اب تو عملاً میں کنارہ کش بھی ہو گیا ہوں۔ آچاریہ موجود ہے اس سے دیکشا لو اور مجھ سے مدد لو۔ (۷) اسی خیال سے

یہ کتاب اوبھت اُپاسنا لوگ لکھے جاتا ہوں تاکہ کسی طرح کا کوئی مغالطہ یا بھرم نہ ہو۔

سوال ۲۷- لیکن ایسے لوگ بہت ہیں جو جس شاخ میں اٹکے اُسی میں پڑے جھولتے ہیں؟

جواب- (۱) کیا مضائقہ ہے؟ (۲) میری ہمدردی اُن کے ساتھ بھی ہے (۳) اُنھوں نے سنت پنتھ کو مجلسی مذہب اور سوشیل ریلیجن بنا رکھا ہے۔ یہ بھی مصلحت اور بہتری سے خالی نہیں ہے (۴) کچھ تو ہے خیال ہی سہی ممکن ہے وہ وقت پر عملی جامہ پہنے تنگدلی یا تعصب خواہ ہٹ دھرمی کی ضرورت کیا ہے!

جس کی جیسی ہے طبیعت اُس کا ہے ویسا عمل
وہ کریں گے کام ویسا دل سے حجرے سے نکل
چھیڑ چھاڑ اچھی نہیں وہ خوش رہیں خوشدل رہیں
کیوں کوئی اُلجھے کوئی کیوں اُن کو بد باتیں کہیں
ان میں اچھے لوگ ہیں اور اُنمیں ہیں خوش اعتقاد
اپنے اپنے طرز میں رہتے ہیں ہر دم دل میں شاد
دل بنا جیسا ہے جس کا ویسا ہے وہ بن گیا

کام کرتا ہے جسے جو کام ہے اچھا لگا

سوال ۲۸۔ شبد یوگ کے معاملہ میں ایک سوال اور ہے جسے ہر مقام کے مخصوص شبد نہ سنائی دیں وہ کیا کرے؟

جواب۔ اُسے جو شبد سنائی دیتا ہے اسی کو توجہ کے ساتھ سنتا رہے صرف اس قدر خیال رکھے کہ دائیں بائیں شبد نہ سنے سوشمنا ناڑی (سخن اقرب) کے درمیان آوازیں سنا کرے۔ اور یہ دیکھا کرے کہ اس آواز کی کشش اونچے کی طرف ہے۔ جو آواز اونچے کی طرف کھینچتی ہے وہ اوپر سے آتی ہے وہ مقامات کی تبدیلیوں میں مدد گار رہے گی اور پھر دوسری آوازیں بتدریج گوش زد ہونے لگیں گی۔

سوال ۲۹۔ کتابوں میں اکثر روحانی نظاروں کے بیانات آئے ہیں وہ کسی کو دکھائی دیتے ہیں کسی کو نہیں۔ اس کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب۔ وہ جو اندر ہے وہی باہر ہے (۲) جو باہر ہے وہی اندر سے نکلا ہوا ہے۔ (۳) بیداری اور کچھ نہیں ہے

خواب کی کثیف صورت اور ان دونوں کی جڑ سوشپتی میں ہے جو بیج روپ ہونے کا خواص رکھتی ہے (۴) جو بیج میں رہتا ہے وہی انکھواتنا کونپل شاخ ٹہنی پتے پھول پھل وغیرہ کی صورتوں میں نمودار ہوتا ہے بیج میں یہ کیفیں نہ ہوتیں تو باہر ظاہر نہ ہوتیں۔

(۵) یہی سب نظارے تمہارے اندر بھی ہیں ان میں سے کوئی لطیف ہے کوئی لطیف تر ہے اور کوئی لطیف تریں ہے۔

(۶) روح کی چڑھائی کے وقت یہ اندر میں نظر آتے ہیں لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ سب کو نظر آئیں کسی کو نظر آتے ہیں کسی کو نہیں بھی نظر آتے ہیں۔ شمسی نظارے نمایاں ہیں تم دیکھتے ہو اُلو اور چمگادڑ نہیں دیکھتے کسی کو ارواح نظر آتی ہیں کسی کو نہیں۔

(۷) جس کو یہ مناظر نظر آتے ہیں وہ اچھے ہیں لیکن جن کو یہ نظر نہیں آتے وہ ان سے بھی کئی درجہ اچھے ہوتے ہیں کیونکہ وہ سابق الذکر کے لئے خطرات ہیں بہہ خطرات سے محفوظ رہتے ہیں۔ غرض تو پنتھ پر چلنے سے

اور نہیں تو جسمانی طور پر مُرشد کے فضل وکرم کا سہارا لئے ہوئے چلے چلو اور جب تک منزل مُراد پر نہ پہونچ لو تب تک بشرام اور راحت کا نام لو۔

جا گو اُٹھکر چل کھڑے ہو راہ پر آ جاؤ جلد
گام زن ہو چل کھڑے ہو آؤ آؤ آؤ جلد
منزلِ مقصود پر آئے تو لو راحت کا نام
ورنہ چلنے چلتے رہنے سے ہو ہردم کاج کام
یہ ہدایت ہے یہی تلقین ہے تعلیم ہے
مردِ حق کے واسطے یہ قابلِ تسلیم ہے

سوال ۲۹۔ خطرات کیا ہیں؟

جواب۔ جیسے خطرات باہر ہیں ویسے ہی اندر بھی ہیں دلکش اور دل پسند مناظر اور صورتیں فریفتہ کر لیتی ہیں سالک اُنھیں دیکھ کر دھوکا کھا جاتا ہے اور اگر کسی مقام میں اڑ گیا تو مجبور ہو جاتا ہے۔ مقید اور محصور ہو جاتا ہے راستہ بند اور کام دُشوار! یہ خطرات ایک دو نہیں متعدد ہیں۔ نظارے خوشنما ہونے سے لُبھا لیتے ہیں حسین صورتیں نازنینوں کی طرح دام ہوس

میں پھنسا لیتی ہیں اور اکثر اندرونی آوازیں بھی جو مختلف النوع ہوتی ہیں گمراہ کر دیتی ہیں۔ اسی واسطے بار بار تاکید کی جاتی ہے کہ مہربان مُرشد کا سہارا لے کر اندر میں چڑھائی کرو تاکہ خطرات سے محفوظیت رہے۔

کال کی آواز آئی کان میں ؛ وہ سرایت کر گئی دل و جان میں
کال کہتا ہے میرے پاس آؤ تم ؛ جب چلے گم کر لئے احساس تم
وقت ضایع عمر ضایع سب ہوئے ؛ راہ میں بدراہ ہو کر سو گئے
اب اگر جاؤ تو جاؤ گے کہاں ؛ راستہ کا بھی نہیں ملتا نشاں
مُفت میں یکبارگی مارے گئے ؛ یہ خراب اور خستہ بیچارے ہوئے

سوال ۳۰۔ ان آوازوں کی پہچان کیا ہے
جواب۔ جاگ اُٹھیں گے دل سے جذباتِ دلی
خواہشوں کی ہو گی بشگفتہ کلی
جاہ و حشمت مال و زر کی چاہ میں
مُنہ کے بل تم گر پڑو گے راہ میں
یہ تجارت کی طرف لے جائیں گے
یہ امارت کی طرف لے جائیں گے

پھر فقیری کی رہی باقی نہ شان
چاہو گے ہو جانا سلطانِ جہان
پیری ہوگی کسبِ مال و زرِ عزیز
کھو گئے پھر تنگدل ہو بدتمیز
دل میں رشک و کین حسد بھر جائینگے
جو نہ مانیں گے وہ مُنہ کی کھائینگے
جب مُریدی پیری ہے کسبِ معاش
ہوگی پھر دُنیا کی دولت کی تلاش
یہ ہیں خطرے اور خطراتِ عظیم
رُخ ہے اِن کا جانبِ نارِ جحیم

سوال ۳۱۔ آپ سچ کہتے ہیں۔ اکثر فقرا فقر کی راہ میں چل کر بُری طرح مارے گئے آپ بھی گئے اپنے ساتھ بھولے بھالے مُریدوں کو بھی چاہِ ضلالت میں گرا کر غارت کر دیا۔ اس بلائے بد سے بچنے کی یقینی تدبیر بھی بتائیے؟

جواب۔ انسان کے دل میں ہر قسم کے خیالات کا گذر ہوتا رہتا ہے وہ جانتا ہوا انجان بنتا ہے۔

انجان ہوتا ہوا بھی ہر قسم کی پہچان بھی رکھتا ہے جب
ایسی حالت آوے نام کی سُمرن میں چپت لگائے۔
سچے دل سے دعا مانگے اُسے امدادی تسلّی دی جائے گی
اور راستہ نکل آئے گا۔

رادھا سوامی سہائے

گورو کے چرن کمل میں بنے پوروک بندنا

بندنم ست گیان داتا   بندنم ست گیان مے
بندنم نِروان داتا   بندنم نِروان مے
سِدّھی شکتی مُکتی سدگتی   ہے چرن میں آپ کے
بچ گیا بھو دُکھ سے   جو آیا شرن میں آپ کے
آپ گورو سنکور دیا اور دھرم کے بھنڈار ہیں
آپ کرتا دھرتا ہیں کرتار جگدادھار ہیں
آپ ہیں آدھار سب کے   آپ کے آدھار سب
آپ وارا پار ہیں   اور جو وارا پار سب
بھگتی دیجیے نام کی ست نام میں وشرام دے
رادھا سوامی اپنا کیجیے رادھا سوامی دھام دے

رادھا سوامی دھام   سیوکوں میں سب سے کمتر
مرزاپور   شیو برت لال

تاریخ ۲۹ مارچ ۱۹۳۶ء

منزل مقصود

(۱۳۸)

منزل مُراد ست ہے اسی ست لفظ کا ترجمہ حق ہے۔ دونوں مفرد الفاظ ہیں اور مُرادف بھی ہیں ست کہتے ہیں ہستی کو۔ یہ اصلی زندگی ہے جو عقلی دلی اور جسمانی دائروں کے اندر رہتی ہوئی بھی اُن سے بالکل جدا اور علیحدہ ہے۔

ایشور میں ہستی ہے لیکن وہ صفاتی ہے۔ ایشور یہ قدرت اقتدار صفت ہیں صفات تبدیلی پذیر اور عارضی خواہ فانی ہیں اس لئے سنت ایشور وادی ہوتے ہوئے اور اس کے نام کی مناسب تعظیم کرتے ہوئے بھی اسے بہ حیثیت معراج قبول نہیں کرتے۔

برہمہ میں ہستی ہے یہ ہستی صفاتی ہے برہمہ میں وِردہ (بڑھنا) اور منن (سوچنا) ہے دونوں اوصاف ہیں جو تبدیلی پذیر اور عارضی ہیں اس لئے برہمہ وادی ہوتے ہوئے اور برہمہ کے نام کی تعظیم کرتے ہوئے بھی سنت اُسے اپنا آدرش یا اشٹ پد نہیں بتاتے۔

جہاں جہاں رچنا ترکیبی یا مُرکّب ہے وہاں وہاں

عارضیت اور تبدیلی کا نقص رہتا ہے اس لئے سنتوں نے اُونچے سے اُونچا آدرش کا خیال دلایا جو تبدیلی سے بری ہے اُسی کو ست کہتے ہیں۔

.........:.......

(۱۳۹) مُکتی (سہ بارہ)

دُنیا میں جس قدر مذاہب ہیں سب کے اندر مُکتی کے سوال کو پہلا اہم درجہ دیا گیا ہے۔ عملاً چاہے جو کچھ ہو لیکن علماً سب مکتی کو اچھا سمجھ رہے ہیں۔ اور علماً چاہے آدمیوں کو اس قدر سمجھ بُوجھ بھی نہ ہو پھر بھی سب مُکتی ہی مُکتی اور نجات ہی نجات چلاتے رہتے ہیں۔

سنتوں نے مُکتی کے مسئلہ کو اس قدر اہمیت نہیں دی حالانکہ اصلی اور حقیقی مُکتی اگر کوئی حیثیت رکھتی ہے تو وہ صرف اُنھیں کے طرز تعلیم اور طرز عمل کے اندر حاصل ہوتی ہے ہو جاتی ہے اور ہو سکتی ہے دوسری جگہ وہ نہایت مذبذب مُبہم اور موہوم مضمون اسی قدر ہے۔

مکتی کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ انسان جسمانی قدرتی
اور دلی دُکھوں سے حیران اور پریشان رہتا ہے جسم
کو روگ اور دل کو سوگ ہوتا ہے اور قدرتی طاقتیں
ان کو بھڑکاتی رہتی ہیں یہ شاستروں میں ادھی بھوتک
(عنصری یا جسمانی) ادھیاتمک (دلی اور عقلی) اور ادھی
دیوک (قدرتی طاقتوں مثلاً سورج چاند گرمی سردی
وغیرہ) کہلاتے ہیں۔ یہ نہ ہوں اور پھر مکتی کا خیال
بھی کسی کے دل میں نہ پیدا ہو۔

آدمی سُکھ چاہتا ہے اور سُکھ بھی دائمی اور خود
اختیاری ہو کسی کے تابع نہ ہو کیونکہ جہاں متابعت
اور ماتحتی رہے گی وہاں سُکھ بھی دُکھ کی شکل کا
ہوگا خدا کی ماتحتی تک اچھی نہیں ہے بُری ہے۔
ماتحتی میں سُکھ کیسا؟ اور ایسا سکھ مل بھی جائے
تو وہ دو کوڑی کا۔

جہاں سُکھ ہے وہاں ہی دُکھ بھی ہے دُنیا مجمع
ضدین ہے کوئی سُکھ نہ ہوگا جس کا ساتھی دُکھ
نہیں ہے یا جو دُکھ سے خالی ہو۔ جھوٹی بات کانوں

کو اچھّی لگتی ہے سچّی کڑوی معلوم ہوتی ہے۔
سُکھ کی خواہش ہی دُکھ ہے۔ ؎

اس طرف کسی کا خیال تک نہیں رہتا
بہشت کا ساتھی ہے دوزخ سورگ ہی میں نرک ہے
گیان میں سو طرح کی مُکتی ہے اور سو نرک ہے
خواہشوں کے دام میں جو شخص ہوگا مبتلا
یہ سمجھ تو دُکھ اُسے مِلتا رہے گا برملا

اگر بیخواہشی کی خواہش ہوتی اور اُس کی تکمیل کرلی جاتی تو ممکن تھا کہ نجات یا مُکتی کا مضمون سمجھ میں آجاتا۔ اس لئے جہاں جہاں کسی قسم کی خواہش ہوگی وہاں وہاں نئے نئے قسم کے دُکھ بھی پیدا ہوتے رہینگے۔

سوال ا۔ جب بے خواہشی کی خواہش ہوئی اور خواہش ہی کے پیٹ سے خواہشوں کی نسل پیدا ہوتی ہے تب اس سے چھٹکارا کہاں ملے گا؟

جواب۔ بے خواہشی کی خواہش خواہش نہیں کہلاتی وہ سوہان ہے جب سے خواہش کے لوہے کی جڑ کاٹی جاتی ہے۔ کٹتے کٹتے ایک بھی خواہش دل میں

باقی نہیں رہتی اور سچّی آزادی مل جاتی ہے۔

چاہ گئی چنتا مٹی منوا بھیا بے پرواہ
جا کو کچھو نہ چاہیے سوئی شہنشاہ

جسے اُمید نہیں ہے اُسے نا اُمید کون کرے گا!
جو کچھ مانگتا ہی نہیں اُسے نراس اور مایوس کون کریگا!

سوال ۲۔ اس کی جڑ کے کٹنے کا ثبوت کیا ہے؟

جواب۔ جڑ تو سب کی خود بخود کٹی ہوئی ہے یہ انسانی دل ہے جو خواہ مخواہ اُسے پانی دے دے کر زندہ کرتا رہتا ہے۔ اس کی جڑ کٹ جائے سب کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔

سوال ۳۔ ثبوت؟

جواب۔ تم جب سوتے ہو بیداری کے تمام تعلقات کی جڑ کٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے جب تم گہری نیند میں چلے جاتے ہو اس دل کی بھی جڑ کٹی ہوئی محسوس ہوتی ہے اس کی قلابازیاں نہیں ہوتیں۔

سوال ۴۔ لیکن بار بار جاگنا اور بار بار سونا ہوتا رہتا ہے کیسے کہیں کہ جڑ کٹی ہوئی ہے؟

جواب۔ یہ صرف ایک مثال تھی مثال کا صرف ایک پہلو لیا جاتا ہے سارے پہلوؤں پر نظر نہیں ڈالی جاتی۔ قدرتی طور پر ان کیفیتوں پر غور کرنے اور غور کرتے رہنے سے خود بخود یہ راز سمجھ میں آنے لگ جاتا ہے کہ قدرت سبق دے رہی ہے کہ یہ عارضی صورتیں ہیں۔

موت آئی جسم سڑ گل جل گیا
لاکھ روئے کوئی کب رکنے لگا
مر گئے خواہش تھی جینے کی جئے
خونِ دل خونِ جگر آکر پیئے
پھر وہی جھگڑے بکھیڑے رات دن
گر گئے دکھ سہنے میں گذر سال و سِن
زندگی کی صبح شامِ موت ہے
کام جو کرتے ہیں کام موت ہے
کس کو ملتی ہے کبھی راہِ نجات
سب کے گردن میں پڑی دامِ صفات

سوال:۔ جو قیدو بند کو بری طرح سے محسوس کرتا

ہے اُسے تو نجات کا حق ہونا چاہیئے؟
جواب - بیشک! وہ نجات کے مستحق ہیں اور انھیں کے لئے نجات کا اہتمام بھی ہے۔ اور اگر اس خیال سے فقیروں کے زمرہ میں شامل ہو کر عمل اور شغل کی مدد سے اپنا کام بنانا چاہتے ہیں تو بنا لیں گے انھیں کوئی روک نہیں سکتا۔

سوال ۴۔ لیکن اس بات کا یقین کیسے ہو کر نجات ضرور ہی ہوگی؟

جواب۔ آدمی مر کر اپنی موت دیکھتا ہے۔ فقیروں کے اصول کی پیروی سے آدمی اپنی زندگی ہی میں مر کر اسے دیکھ لیتا ہے تب پکّا یقین آجاتا ہے یوں تو سب ہی جانتے ہیں کہ ایک دن مرنا ہے اس کا یقین سب کو ہے لیکن عملاً سب دوسروں کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن اصل میں اپنی موت کے خیال کو دل نہیں دیتے اس کا سبب بھی ہے بھولے ہوئے لوگوں نے 'نیستی'۔ 'فنائیت' اور 'معدومیت'، خواہ معدوم ہونے کی کیفیت مان رکھی ہے وہ ایسی نہیں ہے

موت صرف حالت کی تبدیلی کا نام ہے اصل میں
مرنا جینا ویسا ہی ہے جیسا جاگنا سونا اور گہری
نیند میں چلا جانا ہے۔ یہی نقشہ جنم مرن کا بھی
ہے۔

دو طریقوں میں اس کی سمجھ آتی ہے ایک روزانہ
ست سنگ کے بچن سننے اور اُس پر غور کرنے سے
دوسرے عمل و شغل کرکے مر کر جینے اور جی کر مرنے
سے۔ وہ علمی مسئلہ ہے یہ عملی مشغلہ ہے۔

سوال ۵۔ کس طرح ؟

جواب۔ (۱) دوڑنے سے آہستہ چلتے ہیں۔
آہستہ آہستہ چلنے سے سُستانے ہیں سُستانے سے
بیٹھتے ہیں۔ بیٹھنے سے لیٹتے ہیں۔ لیٹتے ہی سو جاتے ہیں
اور سو جانے سے گہری نیند میں چلے جاتے ہیں
اور گہری نیند کے مرحلہ سے گذر کر مر جانے میں نسبتاً
زیادہ سُکھ ہے۔ تجربہ کر دیکھو۔ ساری باتوں کا
تجربہ تو ہے اگر نہیں ہے تو مرنے کا نہیں ہے ہاں
گھبراہٹ میں اکثر آدمی کہتے اور سنتے ہیں کہ موت

آجاتی تو اچھا تھا۔ لیکن اصل میں یہ کہنا ہی کہنا ہے موت کو کون چاہتا ہے۔ یہی کیفیت مُکتی کی ہے۔ مُکتی میں موت سے زیادہ آرام ہے۔ لیکن اُس کے خواہشمند زیادہ نہیں ہوتے ہیں وہ شاذ ہوتے ہیں اور وہ مُکت بھی ہو جاتے ہیں۔

دوسرے عمل و شغل کا طریقہ جو باطنی ہے۔ اُس سے یقین کی پختگی میں نام کے لئے بھی شک و شبہہ باقی نہیں رہتا۔ جس وقت سے شاغل کے اندر جیون مُکتی (زندگی میں نجات) کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے وہ خود اپنے حسِ باطن (انو بھو) سے یقین کر لیتا ہے کہ میں اب مُکت ہو گیا" یہ کسی کے کہنے سننے کی بات نہیں ہے جب تک خود دل کو پختہ یقین نہ ہو جائے اوروں کا کہنا سننا سب بے سود ہے۔

سوال ۶۔ میں اسی کی نسبت سمجھنا چاہتا ہوں؟

جواب۔ تو سمجھو۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں ہمدردانہ اور برادرانہ طریقہ میں تم کو سمجھانے بجھانے کے لئے تیار ہوں۔

غور سے میری بات کو سُنو :-
جو چیز جیسے پیدا ہوئی ہے اُس کے برعکس کام کرنے سے وہ ناپید ہو جائے گی جو شخص اپنے وطن سے پردیس میں آیا ہے وہ اُلٹی چال چل کر اپنے وطن میں پہونچیگا۔ ابتدا میں ذات کے آدھار سے صفات کی دھار پیدا ہوئی جو عقل اور انانیت ہے۔ صفات کے اندر خواہشات جذبات۔ غلبات۔ محسوسات اور تخیلات کی جڑ رہتی ہے۔ اور جیو انھیں کے دام میں پھنس پھنسا کر ریشم کے کیڑے کی طرح خود ساختہ کرم کے قید و بند میں آجاتے ہیں۔
اُن سے چھٹنے کی تدبیر یہ ہے کہ (۱) الٹی راہ پر چلیں (۲) ذات کا پختہ تصوّر باندھیں (۳) صفات کے تعلقات زن زر زمین کی چاہ کو کم کریں یکبار گی نہیں آہستہ آہستہ (۴) اپنے اندر اُلٹے راہ سے سر کے بل آنکھوں کے راستہ سے سوشمنا ناڑی (نحن اقرب) کے بیچ سے چلیں۔
(۵) جیسے جیسے اوپر چڑھتے چلیں گے دل کی آلائشیں کثافتیں دور ہوتی جائیں گی وہ پردوں کی طرح نیچے گرتی جائیں گی (۵) آخری اور سب سے بڑا پردہ (حجاب اکبر

علم اور عقل ہے ذات کا پختہ تصوّر انھیں دور کرکے نیچے گرادے گا صفائی آجائے گی اور ذات کا اتصال اور وصال نصیب ہوگا یہ مکتی ہے اور طریقہ بھی قدرتی اور سہل العمل ہے۔(۶) جوں جوں روح اصلیت حقیقت ست اور حق سے قریب تر ہوتی جائے گی شاغل کو خود بخود یقین آنے لگے گا کہ وہ مُکت ہورہا ہے"۔

سوال ۷۔ "آپ کی باتوں کا دل پر اثر تو پڑتا ہے پڑرہا ہے اب اس طرز عمل کی ہدایت تلقین فرمائیے تاکہ میں اس کا کاربند ہوکر بطور خود اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات سے فائدہ اُٹھاؤں ایک من علم کے لئے دس من عمل کی ضرورت ہے؟"

جواب۔ "شاباش! بس اسی بات کی ضرورت ہے جو ایسا نہیں کرتے وہ کورے کے کورے رہ جاتے ہیں اور اُلٹے سنتوں کے اُصول کی تحقیر و تکذیب پر آمادہ ہوجاتے ہیں جو سخت ترین غلطی ہے۔

فقیروں نے خود کہا ہے:۔

"جب لگ دیکھوں اپنے نیَنا ؛ تب لگ مانو نہ گورو کے بینا"

ست سنگت میں پریم سے جاؤ ٭ سُن سُن بچن من چیت لاؤ
شروَن منن ندّھیاسن کرنی ٭ ساکشات کرے نشچل رہنی
کتھنی بدنی کام نہ آوے ٭ کرنی کرے سوئی پھل پاوے
کتھنی میٹھی اور سوگم ٭ کرنی کڑوی اور دُرگم
کرنی سے سمیپ استھان ٭ کتھنی سے وہ دُور جہان
دوہا۔ کہتے سنتے دن گیا ٭ سمجھ نہ آئی بات
کرنی بن۔ کتھنی کتھے ٭ سو پاچھے پچھتات
لینا ہو سو جلد لے ٭ کہی سُنی مت مان
کہی سُنی جگ جگ چلے ٭ آوا گون بندھان

(۱۴۰) سنت مت کا سہل الاُصول

اب میں نہایت اختصار کے ساتھ سنت مت کے اُصول کا بیان کرتا ہوں:-

"ایک جنم گورو بھگتی کر ٭ جنم دوسرے نام
جنم تیسرے مُکتی پد ٭ چوتھے میں نج دھام"

تشریح۔ کچھ دن گورو سنگ کرو نواس ٭ سنو بچن رہ کر گورو پاس
سیوا بھجن میں سمے بِتاؤ ٭ سمجھ بُوجھ کر پنتھ میں آؤ

۰۰۰۰۰ ٭ ۰۰۰۰۰

پنتھ میں آئے گہو گورو نام . کچھ دن نام ابھیاس سے کام
باہر مکھتا تجو ندان . انتر مکھتا گہو بدھان
پانچ سرت کے مول ستھان . چڑھو سنو دھن گھٹ پرمان
سن سن شبد چڑھائی کرو . انتر بیٹھو. اودھر میں چڑھو
جب ستلوک میں پہونچے واس . تب پورن ہوئے شبد ابھیاس
نام کی یہی کمائی بھائی . کچھ دن نام کی کرو کمائی

....

دوہا- ست پد باسا پائے کر جیون مکت ابھیاس
باہر بھیتر کام ہو بنا دیہہ ادھیاس
سمجھ بوجھ - بویک کا من میں راکھو دھیان
یہی گورومت کا سار ہے یہی گورومت کا گیان
جیون مکت مکتی کا جیون کچھ دن جیون مکتی کا سادھن

....

جب پری پکیہ اوستھا ہوئی مکتی ودیہہ کی گتی ہے سوئی
نج دھامی گتی یہی کہاوے رہے دیہہ میں دیہہ نہ آوے
چھٹے دیہہ کا سب ادھیاس دیہہ گیہہ نہیں کرے اداس

....

یہ پورن جیون ہے بھائی ۔ نر دیہی کا سار کہائی
دوہا۔ ایک جنم میں کام ہو ۔ (۱) ست سنگت (۲) گورو نام
(۳) جیون مکتی کی گتی پرکھ (۴) تب پر گئے ٹرنج دھام

....

(۱۴۰) مختلف سوال و جواب

سوال ۱۔ آپ چار جنموں کو ایک جنم میں مانتے ہیں؟
جواب۔ ہاں مانتا ہوں۔
سوال ۲۔ کیسے؟
جواب۔ جیسے ایک ہی جنم میں برہمچریہ گرہست ون پرست سنیست۔
سوال ۳۔ وہ تو ممکن ہے؟
جواب۔ جب وہ ممکن تو یہ بھی ممکن ہے کہنے والے کا مطلب جنم سے صرف زندگی کا کچھ حصّہ مُراد ہے یہ نہیں ہے کہ مرو اور پھر پیدا ہو کر کام کرو کیا ٹھکانا ہے ایسا ہو یا نہ ہو۔
سوال ۴۔ اس بات کا یقین کیسے آوے؟
جواب۔ ایک جنم میں بچپن جوانی ادھیڑپن بُڑھاپا۔

ایک جنم میں جاہل عالم عامل گیانی۔
ایک جنم میں غریب پیشہ ور سیٹھ دھناڈیہ
یہ ایک جنم میں ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے ہیں!
اگر ہوتے ہیں تو ایک ہی جنم میں گورو بھگتی نام
سادھن جیون ودیہ کسی کا امکان کیسے نہ ہو گا۔
گورو کا حکم تو ایسا ہے۔ تم مانو یا نہ مانو تم کو اختیار
ہے۔

سوال ۵۔ گورو نے ایسا کہا ہے اس کی سند؟
جواب۔ سند تمھارے دل میں ہے تم اسے سچا
مان بھی رہے ہو اور سند بھی کر رہے ہو اس کا
سبب یہ ہے کہ پنتھ میں باقاعدگی کے ساتھ نہیں
داخل ہوئے بھیڑ چال چلے ہو بوڑھے ہوئے
اور پیر نابالغ بنے بیٹھے ہو۔
رہا گورو کے کلام کی سند! اسے بھی سن لو۔
تا کہ کسی طرح پر تمھاری تسلی ہو جائے۔

"جو کرنا ہو اب ہی کرنا
آگے کا نہ بھروسا دھرنا"

سوال ۶- اطمینان ہو گیا- اس ضمن میں اب سوال نہ ہو گا اور سوال ضرور ہوں گے؟
جواب- بہت اچھا! مبارک ما نجز شما سلامت-

....

(۱۴۱) سوال و جواب مزید

سوال ۱- گورو کیسا ہو؟
جواب- پہچانا ہوا گورو گورو نہیں کہلاتا- معمولی باتیں سنو- (۱) بے لوث ہو شبد ابھیاسی ہو- اعتراضات کا جواب دے سکتا ہو مرید کی دلی حالت کی سمجھ رکھتا ہو پیری مریدی کو کسب معاش کا ذریعہ نہ بنائے ہو- روحانی غوامض سے واقف ہو دربار ی شان و شوکت رعب داب گانٹھنا لاعلمی اور لاعلمی کے نقائص کی پردہ پوشی کا کام دے جاتے ہیں نمائش اور ظاہر داری بھی ہو تو اتنی نہ ہو کہ گورو اور ششیہ کے پریم کے درمیان حجاب ہو- جب تک دونوں کے اندر یکسانیت نہ آوے گی اصلی پریم نہ پیدا ہو گا اور نہ روحانی اثر کا عکس دل پر پڑے گا- گورو تجارتی پیشہ ور بھی نہ ہو-

اس کا مذاق روحانی ہو یہ معمولی معمولی باتیں ہیں۔

دل کھلا ہو اور ہو وہ باغ باغ
آنکھیں ہوں روشن مثالِ شب چراغ
نور کا ہر وقت اُن سے ہو ظہور
آنکھ میں ہرگز نہ ہو کوئی فتور
ہو کشادہ اور کھلی لوحِ جبیں
نام کو دل میں کثافت ہو نہیں
جب زباں کھولے موثر ہوں سخن
پیر میں ہوتے ہیں ایسے وصف گن
پیر کی تعریف ہو سکتی نہیں
کوئی کیا کھولے زباں اپنی کہیں

سوال ۲۔ اور چیلا؟

جواب۔ عکس پذیر تربیت پسند۔ مودّب بااخلاق سلیم الطبع اور فراخ دل ہو تنگ چشم تنگدل اور تنگ خیال نہ ہو مطلب سے مطلب رکھے اِدھر اُدھر نہ بہکے نہ بھٹکے روحانیت کا دلدادہ ہو۔ بے غرضانہ خدمت انجام دے گو اس کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

سوال ۳۔ اور گورو کے ساتھ اُس کی بھگتی ؟
جواب۔ (۱) اندریوں کی بھگتی محبت کے کانوں سے کلام سنے۔ چشم بنیا سے زیارت کرے۔ خوشبو پھول وغیرہ نذر کرے سیت پر شادی کھائے پئے یہ حواسی پریم ہے جو پانچ طرح کا ہے۔ من سے منن چت سے چنتن۔ بُدھی سے غور انانیت یا اہنکار سے گورو کے سُمرن اور دھیان کے جذبہ کو مضبوط کرتا رہے یہ چار باطنی بھگتی ہے جس میں باطنی حواس سے کام لیا جاتا ہے۔
پانچ اور چار مل کر نو ہوتے ہیں یہ نَودھا بھگتی کہلاتی ہے۔

سوال ۴۔ کیا یہ چوٹی کی بھگتی ہے ؟
جواب۔ نہیں۔ یہ درمیانی بھگتی کے مرحلے ہیں۔ چوٹی کی بھگتی سُرت شبد یوگ ہے جس میں دل متحد ہو کر سُرت یعنی توجہ سے اندرونی شبدوں کا سننا ہوتا ہے جو نام کی کمائی کہلاتا ہے۔
جو اعلیٰ درجہ کا ادھکاری ہوتا ہے اُسے صرف اسی بھگتی کی ضرورت ہے اور اسی سے سب کام بنجاتا ہے۔

ظرفیت اور اہلیت کا کھیل ہو
پھر مُریدی پیری کا خوش میل ہو
تھوڑے دن صحبت ہو تھوڑے دن ہو نام
اس قدر محنت کریگی سارا کام
اس میں محنت اور مشقت کچھ نہیں
اس میں طاعت اور ریاضت کچھ نہیں
کام آساں سہل ہو مشکل نہ ہو
کیا کرے وہ جس کو حاصل دل نہ ہو
متحد دل ہو تو نکلے سارا کام
ہے اسی سے تربیت کا اہتمام

سوال ۵۔ اور جیون مُکتی ؟
جواب۔ چلتے پھرتے ٹکھڑے آتا نے
کہہ کبیر ہم اُسی ٹھکانے

جیون مکتی ترک دنیا نہیں ہے نہ ترک موالات ہے۔ جیون مکت آدمی کی حالت کمل اور پانی جیسی ہوتی ہے کمل کیچڑ سے پیدا ہوکر پانی کے اوپر آتا اور تیرتا ہوا آفتابی اور آب و تابی بن جاتا ہے۔

خواہ اس کی حالت مُرغابی کی طرح ہوتی ہے پانی میں
سو سو مرتبہ غوطے پر غوطے کھاتی رہتی ہے۔ لیکن جب
اُوپر آتی ہے اس کے بال اور پر چکنے چکنے رہتے ہیں
پانی سے تر نہیں ہوتے۔ اسی طرح جیون مکت دنیا
میں رہ کر کام کرتا ہے اس کا کام بغیر خودی بغیر انانیت
اور بغیر اہنکار کا ہوتا ہے وہ سب کچھ کرتا ہوا کچھ
نہیں کرتا اور اُسے کرم کا اثر متاثر نہیں کرتا
نہ لپٹتا اور چمٹتا ہے۔

دو مثالیں ہوں اگر پیشِ نظر
روح صادق کی ملے پھر کچھ خبر
ہو کمل کی شکل میں اس کا عمل
دم کے دم میں دُنیا سے جاوے نکل
یا ہو مرغابی صفت وہ ہوشیار
تر نہ پانی سے ہوں پرا ے مرد کار

سوال ۶۔ اور بخ دھامی۔ یا ودیہ مکتی؟
جواب۔ سنو راجہ جنک ودیہ مُکت کہلاتا تھا۔
رشی منی۔ برہمہ گیانی۔ ایشور دھیانی اس سے

روحانی سبق سیکھنے آئے تھے وہ اپنے زمانہ کا کامل فقیر تھا یا مرد کامل تھا اس کے وزیر شتانند نے ایک دن مذاق مذاق میں اعتراض کر دیا "مہاراج آپکو دینا جھوٹ موٹ ودیہہ (بغیر جسم کا) کہتی ہے شریر دھاری کبھی ودیہہ نہیں ہوتا یہ غیر ممکن ہے اگر ممکن ہے تو مجھے سمجھا دیجئے۔"

جنک ہنسا "موقع کیوقت کبھی سمجھا دوں گا۔"

بات آئی گئی وزیر اپنا اعتراض بھول گیا ایک دن اس سے ایک ناکردنی فعل سرزد ہوا راجہ نے دوسرے وزیروں کی صلاح سے اُسے پھانسی پر لٹکائے جانیکا حکم دیا کیونکہ اُس وقت کے مروجہ قانون میں اس جرم کی یہی سزا تھی۔

شہر میں زور شور کے ساتھ منادی ہوئی کہ چورستے پر آج تیسرے پہر شتانند کو پھانسی دی جائے گی شہر میں دھوم مچ گئی بات غیر معمولی تھی لوگ اس تماشہ کے دیکھنے کے لئے جوق درجوق دُور دُور سے آئے بھیڑ لگ گئی شتانند نے سُنا

ہاتھ پاؤں پھول گئے بدحواس ہو کر کھاٹ پر پڑا۔
دوپہر کے وقت جنک نے شستانند کو بلا کر کہا "شستانند!
تم میرے وزیر اور دوست ہو کیا کیا جاوے قانون
کی پابندی لازمی ہے" وہ بولا۔

"قصوروار ہوں مجرم گناہ گار ہوں میں
نظر میں اپنے ذلیل اور شرمسار ہوں میں"

جنک نے کہا "مجھے تمھاری قدیم دوستی کا احساس
ہے آج میری آخری دعوت قبول کرو"۔ یہ کیا کرتا خوشی
ناخوشی قبول کیا۔

ادھر راجہ نے باورچی سے کہا "طرح طرح کے پکوان
بناؤ لیکن ہر چیز میں آدھا نمک ملا دو" اس نے ایسا
ہی کیا آدھا چاول آدھا نمک۔ آدھی دال اور آدھا
نمک۔"

وہ وقت پر آیا کھانا پروسا گیا راجہ سامنے آکر
بیٹھا کہ وہ کھانا کھائے۔ کھانا کثیر مقدار میں تھا۔
غریب کھانے لگا۔ بدحواسی تھی عقل ٹھکانے نہیں تھی
سب کا سب چٹ کر گیا انکار کرنے کی جرات بھی نہ

ہو سکی خوب کھا لیا نوکر نے چلمچی آفتابہ لے کر ہاتھ منہ دھلا دیا اور وہ خلوتخانہ میں جنک کے پاس آ کر بٹھایا گیا۔

جنک نے پوچھا "شوشتانند! کھانا کیسا مزیدار تھا؟ میں نے بڑے اہتمام کے ساتھ اُسے پکوایا تھا کثیر تعداد میں بھی تھا۔ کہو لذت کیسی تھی؟"

شتانند ڈرا سہما ہوا تھا موت کو سر پر کھیلتی ہوئی محسوس کر رہا تھا کہنے لگا۔ "مجھے کھانے کی لذت کا پتہ نہیں لگا آپ کے خیال سے کھا تو لیا۔ خبر نہیں کیسا تھا کیسا نہیں تھا"

جنک بولا "آدھا چاول آدھا نمک! ہر چیز میں آدھا آدھا نمک ملایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ میٹھی چیزوں میں بھی آدھا آدھا نمک شامل تھا"

شتانند نے کہا "موت کے خیال نے دل پر کچھ ایسا غلبہ پایا تھا کہ لذت کا احساس نہیں ہوا"

راجہ ہنسا "اے شتانند! جب روحانیت کا خیال اسی طرح دل پر غلبہ پا لیتا ہے دل عقل اور جسم کی

حالت بدل جاتی ہے کسی بات کا خیال نہیں رہتا۔ اور
جسم رکھتا ہوا انسان بغیر جسم کا کہلانے لگتا ہے میں اسی
طرح کا وِدیہہ ہوں مجھے سبق دینا تھا میرے اعتراض
کا جواب ضروری تھا اس لئے یہ تدبیر سوچی گئی تھی۔
اب تو سمجھ گیا جا تیرا قصور معاف کیا گیا جان بخشی کر دی
گئی۔"

وہ خوش ہو گیا اسی وقت نمکین ڈکاریں بھی آنے
لگیں وہ بولا۔

"ہماری جان گئی آپ کی آدا ٹھہری"

راجہ نے حکیم سے کہا "اسے ابھی جلاب دیدو" تے
دست آئے اور وہ راضی ہو گیا۔

شہر میں پھر منادی کی گئی کہ شتانند کا قصور معاف
کر دیا گیا اور تماشائی مایوس ہو ہو کر اپنے گھروں کو
واپس چلے گئے۔

یہی حالت وِدیہہ مکتی کہلاتی ہے۔ جسم رہے وہ کام بھی
کرے لیکن اُس کا ادھیاس نہ رہے اسی کو بِنخ دھاتی
بھی کہتے ہیں۔

جسم و دل دونوں ہوں اُن سے کیا غرض
دل میں ہو روحانیت کا کچھ اثر
رُوح کی اُس وقت میں ہوگی خبر
کچھ کا کچھ بن جائے گا فوراً بشر
فقر کی تعلیم ہے روحانیت
احدیت ہے اور یہی وحدانیت
ہو تو اُردحال کا تب ہو کمال
ورنہ ہیں بے فائدہ سب قیل و قال
توڑ دے جسمانیت کے بند کو
مان جا فقرا کے کامل پند کو
روح میں آ جا کہ روحانی بنے
مختلف ہے روح جسم و عقل سے
دیدیا ان حالتوں کا سب پتا
اب سنبھل کر رہ سنبھلنے کی ہے جا

. . . .

(۱۸۱) سمادھی

سمادھی مرکب لفظ ہے اس کا اشتقاق دو لفظوں

سم اور دھا سے ہوا ہے سم کہتے ہیں مساویت اور دھا کہتے ہیں دھارن کرنے یا پکڑ رکھنے کو ترازو کے دو پلّے باہمد گر مساوی اور برابر ہوں یہ سمادھی ہے۔

یوگ کی اصطلاح میں اِسے استغراق محویت اور ایک طرح کی مجذوبیت سمجھتے ہیں کسی قسم کے تصور یا خیال میں غرق یا محو ہو رہنا یا جذب ہونا سمادھی ہے۔

اس کی مختلف قسمیں ہیں جیسے سویکلپ سمادھی (استغراق متخیلہ) اور نروکلپ سمادھی (استغراق غیر متخیلہ) پہلی میں خیالات اُٹھتے ہیں دوسری میں نہیں اُٹھتے۔

استغراق کی یہ حالت قدیم لوگوں نے سانپ مچھلی کچھوا اور گرگٹ وغیرہ جانوروں سے سیکھا۔ یہ سانس روکتے اور پھُپکارتے ہیں۔ پرانایام۔ (سانس کی روک تھام) کی ابتدا اسی طرح ہوئی تھی۔

ان سمادھیوں سے درازیِ حیات اور جسمانی رنگ بدلنے کی طاقت وغیرہ معمولی نتیجے ہیں۔ جانور برسوں زمین کے اندر گڑے رہتے ہیں۔ اکثر کھودنے پر نکلتے ہیں۔

دھیان کے گھنے پن کا نام سمادھی ہے۔ اس کے چار مرحلے ہیں (۱) پرتیاہار (رُخ کو اُلٹی طرف بار بار پلٹنا) دھارنا (کسی خیالی مرکز پر جم کر بیٹھنے کی کوشش میں رہنا) دھیان (مرکز پر حسب خواہش جم رہنا) اور جب زیادہ دیر تک ٹھہراؤ ہو تو اُسی کو سمادھی کہتے ہیں۔

سوال ۱۔ فقیر یا سنت اس سمادھی کی وقعت کرتے ہیں یا نہیں؟

جواب۔ ہاں اور نہیں۔

سوال ۲۔ ہاں اور نہیں کیسے؟

جواب۔ اگر ان سے مراد دھیان جما کر استغراق کی کیفیت پیدا کرنا ہے تو ہاں بشرطیکہ عمل کشمکش اور جد و جہد کے غیر قدرتی طریقہ پر نہ ہو اس کی بابت 'ہاں' ہے اور اگر درازی حیات سِدّھی شکتی کا خیال ہے اور نمایشی طور پر زمین میں گڑ کر تماشا دکھانا مقصود ہے تو اس کی بابت 'نہیں' ہے شہد لوگ سہج لوگ ہے۔ فطرتی ہے سب میں موجود ہے اس کی غرض خالص عاشقیت

اور روحانی زندگی ہے جو انسان کے ذات وصفات کا
جوہر عظیم ہے اور وہ سہج سمادھی کہلاتی ہے۔
سوال ۳۔ سہج سمادھی کیا ہوتی ہے؟ کہاں ہوتی
ہے؟ اور کیسے ہوتی ہے؟
جواب۔ متحد دل کی یکسوئی یکرُخی اور یکجہتی سہج سمادھی
ہوتی ہے اور اس کی صورت ویسے ہی ہوتی ہے۔
جیسے کسی سنجیدہ مزاج سنجیدہ اطوار اور سنجیدہ خصال آدمی
کی طبیعت معمولی طور پر دُنیاوی کام میں لگتی ہے اس
کے کچھ حد کی تکمیل شُونیہ کے مقام پر ہوتی ہے وہاں
وہ شُونیہ سمادھی کہلاتی ہے اور اسی کو سہج سمادھ بھی
کہتے ہیں اور وہ استغراق کی کیفیت مہاشُونیہ میں حاصل
کرتی ہے جس میں ویہہ کا ادھیاس یا جسمانی احساس
نہیں رہتا۔
سوال ۴۔ آپ کی شُونیہ لفظ سے کیا مُراد ہے؟
جواب۔ خالی۔ خلا۔ عدم۔ صفر۔ سُونا جیس جا۔ جہاں
کچھ نہ ہو وہ شُونیہ ہے۔
سوال ۵۔ کیا یہ شُونیہ نیستی ہے؟

جواب۔ نہیں۔ وہ نیستی نہیں ہے لیکن اس حالت میں چلے جانے سے کسی قسم کے نیستی کا خیال یا وہم تک نہیں ہوتا یہاں تک کہ اپنی انانیت (اہم پنے) کا احساس تک غائب رہتا ہے لوگ کہتے ہیں ہاتھ پاؤں سُن پڑ گئے وہ بے حرکت اور بے حس ہیں گے مطلب صرف استغراق اور محویت سے ہے۔

سوال ۴۔ تو یہی سمادھی ہوئی؟

جواب۔ ہاں یہ بھی سمادھی ہے اور اُسے خلا یا عدم کی سمادھی بھی کہہ سکتے ہیں غرض لفظ پر جانے سے نہیں ہے معنی مُراد اور مفہوم کی طرف توجہ رہے۔

سوال ۵۔ میں آپ کے مفہوم اور معہود ذہنی کو سمجھ رہا ہوں۔ کیا فقرا اور سنت اور بھی سمادھی مانتے ہیں؟

جواب۔ ہاں۔ اُسے سہج سمادھ کہا جاتا ہے۔

سوال ۶۔ اس کی تعریف؟

جواب۔ فطرتی۔ قدرتی۔ معمولی۔ عملی۔

سوال ۷۔ ان لفظوں سے مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔

جواب - سہج سمادھ اُس فطرتی سمادھی کو کہتے ہیں جس میں جُدائی مُغایرت علیحدگی کا وہم نہ ہو ہماری آنکھیں کھُلی ہیں کان کھُلے ہیں ہاتھ پاؤں کھُلے ہیں کام بھی ہو رہا ہے لیکن ہم کو احساس نہیں ہے کہ ہمارے سوا اور کوئی دوسرا وجود بھی ہے جسے ہم غیر اور بیگانہ کہہ سکیں۔

سوال ۸ - بہت بڑی بات ہے کیا کسی سنت یا فقیر نے اس کی بابت کچھ ارشاد کیا ہے؟

جواب - ہاں! سنو:-

سنتو سہج سمادھ بھلی
جا دِن کرپا بھئی ستگورو کی سُرت نہ انت چلی

(۱) آنکھ نہ موندوں کان نہ رُونْدھوں کایا کشٹ نہ دھاروں
کھُلی آنکھ سے ہنس ہنس دیکھوں سُندر روپ نِہاروں

(۲) جہاں جہاں جاؤں وہی پرکرما جو جو کروں سو پوجا
گرہ اُدّیان ایک سم راکھوں بھاؤ مِٹاؤں دُو جا

(۳) جو جو کھاؤں وہی پرشادی جو کچھ کروں سو سیوا
جب سوؤں تب کروں دنڈوت مانوں اور نہ دیوا

(۴) کہہ کبیر یہ اُنمنی رہتی سو پرگٹ کر گائی ٭
سکھ دُکھ کے یک پرے پرم سُکھ تا سُکھ رہا سمائی

یہ کیفیت سہج سمادھ کہلاتی ہے۔

سوال ۹۔ کیا کہنا ہے یہ نازک خیالی اور باریک بینی اور کسی کے کلام میں آج تک نہیں دیکھی گئی۔ اگر آپ بھی اس پر کچھ فرماویں تو سونے میں سوہاگے کا کام دے جائے؟

جواب۔ رہیئے اب ایسی جگہ جس جا مکاں کوئی نہ ہو
آشنا کوئی نہ ہو اور مہرباں کوئی نہ ہو
بے در و دیوار کا یک گھر بنانا چاہیئے
سائباں کوئی نہ ہو اور آستاں کوئی نہ ہو
غیر کوئی ہو کہاں اپنا نہیں جب وہم ہے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو
کیا مزے کا ہو گا وہ مسکن سکونت ہو وہاں
اس جگہ فرشِ زمیں اور آسماں کوئی نہ ہو
ہم ہوں تنہا اور ہو معدوم تنہائی کا وہم
نام تک کوئی نہ ہو اُس جا نشاں کوئی نہ ہو

درد و کلفت رنج و غم تک کا پتا موہوم ہو
کالعدم ہمدردی ہمدردی - وہاں کوئی نہ ہو
زندگی اور موت کے دکھڑوں سے حاصل ہو نجات
موت اگر آجائے اپنا نوحہ خواں کوئی نہ ہو

سوال ۱۰- دہلی کے کسی مشہور شاعر کے متتبع میں یہ عارضی خیال آپ نے ظاہر کئے لیکن کبیر صاحب کے کلام کا اس کے ساتھ کیا مقابلہ ہو سکتا ہے زمین آسمان کا فرق ہے انھیں کے کچھ دوہے سنائیے۔

جواب- مرنا بھلا بدیس کا جہاں نہ اپنا کوے
جیو جنتو بھکشن کریں پرم مہوتسو ہوے
رہیے ایسے دھام میں جہاں چتّ نہیں جاے
چنتا ڈاین دور ہو۔ چاہ نہ من میں آے
دھیا بھرکے شونیہ میں۔ سونا ہو میدان
وہاں کبیرا گھر کرے۔ بس دن رہی غلطان
ہم باسی اُس دیس کے جہاں بارہ ماس بسنت
کمل کھلے۔ بگسے سدا بھونرے کیل کرنت
بنا دیہہ کا پُرش ہے بن بستی کا دیس

بن جھپا بانی پرگٹ دے کبیر سندیس
کبیر کا گھر شکھر پر جہاں سِلہلی گیل
پاؤں نہ ٹکے پپیل کا پنڈت لادے بیل
ہم باسی اُس دیس کے جہاں ست پُرش کی آن
سکھ دُکھ کچھ ویاپے نہیں سب دن ایک سمان

شبد

محرم ہو سو ہی جانے سادھو ایسا دیس ہمارا
(۱) کرم دھرم جب تپ نہیں کِریا نہیں سندھیا نیم اچارا
بِن جل بوند پڑے جہاں بھاری نہیں میٹھا نہیں کھارا
(۲) بِنا نین کے موتی پوہے بِن سُر شبد اُچارا
وید کتیب پار نہیں پاوے کہن سُنن سے نیارا
(۳) جو چل جائے برہمہ جہاں ورسے آگے اگم اپارا
کہے کبیر وہاں رہن ہماری سمجھے کوئی گورو مُکھ پیارا

سوال ۱۱۔ ایسے شخص کو مُکتی کی کیا ضرورت ہے وہ مُکتی کے پد سے بہت اونچا ہے۔

جواب ۔ ہاں ایسا ہی ہے

....

(۱۴۲) ادبھت اُپاسنا یوگ

ادبھُت عجیب و غریب ہے۔ اُپاسنا (اُپ = قریب۔ آسن = بیٹھنا) یہ مُرشد کی صحبت اور خدمت ہے اور یوگ ملاپ ہے۔ صحبت کا ملاپ عجیب و غریب رمز ہے جس کی سمجھ کمتر آدمیوں کو ہوتی ہے۔ مُرشد کامل مِل جائے ملاپ حقیقی معنی میں ہو پھر اور کمائی کرنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔

گورو ملے پھر کیسی کمائی — گورو ملے ہو گئی بھلائی
گورو کا رنگ ہے ہیں رسا — گورو کے چرن کمل جیت پرسا
گورو ملاپ ست کا ہے ملاپ — گورو ملے پھر آپ ہی آپ
گورو کی کمائی شِشیہ نے پائی — درپن مدّھے چھایا آئی
باہر بھیتر ایک سروپ — کہیں پرجا کہیں ست کا بھوپ
اُپ سمیپ اور دیس ہے ٹھاؤں — یہ اُپدیس کا سچا ناوں
دیا کھیان نہیں کتھا وارتا — گورو سنگت پر تن من وارتا
مصری پانی مل کر ایک — مصری جل اب نہیں انیک
یہ پریم بھاؤ یہ سنسکار ہے — یہ ادھکار ہی سب کا سار ہے

دوہا۔ گورو بچارا کیا کرے — جو ہردا بھیا کٹھور

سونیز سے پانی چڑھا توڑ نہ بوری گور
گورو بیچارہ کیا کرے سیوک میں ہے چوک
نام دان یہ دے سہی اس کو نہیں ہے بھوک
بھوکا پیاسا ہوے کر گورو کے سنمکھ جاے
کھاے اہار پرمارتھ کا من میں رہے اگھاے

سوال ۱- کیا یہ سنتوں کی ابتدائی تعلیم ہے؟
جواب- یہ روحانی بچوں اور حقیقت کے شائق اطفال مکاتب کی تعلیم ہے یہ تعلیم اور تربیت کی بنیاد ہے اسی پر اس کی عالی شان عمارت تعمیر ہوا کرتی ہے۔
سوال ۲- اب یا تب؟
جواب- اب بھی تب بھی۔
سوال ۳- مثلاً؟
جواب- مثلاً قدیم زمانہ کے رشی بھی بچوں کی تعلیم میں اس کا سب سے پہلے لحاظ کرتے ہوئے سبق دیتے تھے
اوم بھور بھووہ سوہ (اوم کہہ کر پرتھوی لوک انترکش لوک اور دیہہ لوک کا خیال بھول جاؤ۔)
تت سویتر ورینم (اس قابل رغبت سورج کے سامنے

آجائے اس کی اُپاسنا کرو)
بھرگو دیوسیہ دھی مہی (اس دیوتا کا اثر قبول کرو)
دھیو یونہ پرچودیات (تاکہ وہ تمھاری عقلوں کا
مُحرّک ہو)
اس میں صرف سمرن دھیان ہے جو بہتری کے لئے
لازمی شرط ہے۔
سوال ۴۔ اس کی تشریحی صراحت ؟
جواب۔ بھول جاؤ تم زمین و آسماں
اور خلائے بھولو سب نام و نشاں

....

مُتحدل ہوئے سورج کے قریب
آؤ آؤ آؤ گر ہو خوش نصیب
اِشٹ ہے آدرش دُھر پد ہے وہی
اس کی صحبت سے ملے گی بہتری

....

دیوتا ہے لو اثر اس کے مدام
یہ عمل کرتے رہو تم صبح و شام

دل میں جب آنے لگا اُس کا اثر
پاؤ گے روحانیت کی تب خبر

....

نور کی ہونے لگے گی زندگی ؎
زندگی میں پاؤ گے خورسندگی ؎
نور حرکت دے کے دل اور عقل کو
خود سُمجھا دے گا وہ اصل اور نقل کو

....

یہ گائتری منتر کی تشریحی صراحت ہے۔
سوال ۵۔ لیکن اسے کوئی اس طرح نہیں سمجھاتا؟
جواب۔ سمجھائے کیسے! سمجھ بوجھ کھو گئی۔ چھپاتے چھپاتے اُسے منتر بنا لیا بھول گئے کوئی کوئی جاپ کرنے لگا۔ لیکن یہ جاپ نہیں یہ خالص اُپاسنا (اُپ = قریب آسن = بیٹھک) یعنی صحبت ہی صحبت ہے صحبت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے سنتوں میں یہ الفاظ دیگر موجود ہے دوسرے لوگ وہم میں پھنسے ہوئے ہیں سنتوں میں مبتدیوں ہی کو یہ تعلیم دی جاتی ہے فرق اتنا ہے سنتوں

کی تعلیم اعلیٰ تر زیادہ عملی اور مؤثر ہے۔
سوال گائتری کا ترجمہ ہے نغمہ سلامتی گا = گانا۔ تریت = سلامتی لیکن ہم نے اُسے آج تک کسی کو گاتے ہوئے نہیں سُنا۔ صرف جاپ کرنے کا عمل اُسے سمجھ رکھا ہے۔ اس کا باعث کیا ہے؟

جواب۔ گائتری منتر چھند (نظم) تو ہے اور نظم گایا جاتا ہے اور سُنا جاتا ہے۔ گاتا تو کوئی اور ہے اور سننے والا کوئی اور ہے گائتری کا ترجمہ تم نے نغمہ سلامتی کیا ہے۔ اصل ترجمہ نغمہ سلامتی کی گانے والی ہے باہر جو انسانی زبان میں گایا جاتا ہے وہ گلے اور زبان کا راگ ہے جس کا عمل تم دیکھتے ہو اور کرتے ہو لیکن یہ اصل میں سننے کی چیز ہے یہ صرف سُنی جاتی ہے اور اسی سُننے کی رعایت کی وجہ سے اُسے شروتی (مسموع اور سماع) کہتے ہیں۔ جو گانا باہر گایا جاتا ہے خیال زبان اور اظہار کی نظر سے اس کا کھنڈن (تردید تکذیب اور بطلان) ایک معمولی زباندان بھی کر سکتا ہے لیکن شروتی کا کھنڈن نہ آج تک ہوا اور نہ کوئی کرتا یا کر سکتا ہے باہر کے کانوں سے

باہر مُکھی آدمی اُسے سُن تو سکتے نہیں پھر کھنڈن کیا کریں گے یہ راز ہے جو کمتر آدمیوں کو معلوم ہے۔ وہ صرف سننے کی چیز ہے جو اندر ہی سُنی جا سکتی ہے سننے کی ترکیب سے لوگ نا آشنا ہیں۔

سوال ۷۔ اور یہ ظاہری زبانی صورت کیا ہے؟

جواب۔ جس نے جیسا سنا انسانی زبان میں اس کے نقل کا چربہ کھینچا۔ یہ اصلی نہیں ہے نقلی ہے باطنی نغمہ صرف دُھن اور دُھن آتمک ہے یہ باہری نغمہ ورن (لفظی یا محروف) خواہ ورن آتمک ہے۔ جیسے گھنٹے کی بول تو دُھن ہے اُسے انسانی زبان ادا نہیں کرتی۔ ہاں نقل اُتارتی ہوئی اُسے ٹن ٹن کی شکل میں تاویل کرتی ہے۔ جیسی جس کی مستعملہ و مروّجہ زبان ہوگی وہ اسی میں ویسے ہی اُسے شکل دے گا وہ اصل میں دیوبانی (قدرتی راگ یا دُھن) ہے اور علیٰ ہذا القیاس!

سوال ۸۔ میں نے سمجھ لیا اب اصلی شُرتی کا پتہ دیجئے جو طفل مکتب بچوں کی سمجھ میں آ جائے۔

جواب۔ سنو دوست! یہ علم پرا کہلاتا ہے پرا

کہتے ہیں پرے کی شے کو یہ باطنی اور معنوی ہے اس کے سوا اور جو علوم اور فنون ہیں وہ اپرا (ظاہری) کہلاتے ہیں پرا ودّیا علم سینہ ہے جو براہ راست گورو سے حاصل ہوتی ہے باقی سب کتابوں سے بھی پڑھی سمجھی جاسکتی ہے یہ فرق ہے۔

سوال ۸۔ کچھ تو کہئے۔

جواب۔ پاس جا مُرشد کے سیکھ اِس علم کو
اور حاصل کر تحمل حِلم کو
رُوح دل اور جسم کی تہذیب ہو
تب ہی اس کی پھر تجھے تکسیب ہو
تین بندوں کو لگا تب سُن صدا
گوشزد ہونے لگے گی وہ ندا
آسمانی چیز ہے اوپر کو چل
جسم کے پردوں سے کچھ کچھ اب نکل
دور وہ تجھ سے نہیں نزدیک ہے
نغمۂ حق نغمۂ باریک ہے
گونجتی رہتی ہے کانوں میں مدام

مشق کر اس کا ہمیشہ صبح و شام
راگ ہے اُز گیت ہے آواز ہے
راگ کی صورت میں اس کا ساز ہے

رات دن باطن میں تیرے ہے کلیم
تو نہیں سنتا ہے آوازِ قدیم
واہمہ سے گھر رہا ہے اس قدر
اپنے آپے کی نہیں ہرگز خبر
جب ملے مرشد تو دے اس کا پتہ
بے مدد مرشد کے سب ہے واہمہ

سوال ۱۰۔ میں نے حقیقت کو سمجھ لیا۔ شروتی مارگ یعنی طریق السماع کی صراحت بھی آپ نے بار بار کر دی ہے یہ بھی سمجھ میں آیا کہ سوا فقیر اور سنت کے اس کا کوئی رازداں نہیں ہے اور ان میں صرف ادھورے اور برائے نام اشارے ہیں اس میں پوری پوری وضاحت ہے اب یہ فرمائیے کہ اگر کوئی اُتم ادھکاری ملے تو وہ چھ مہینہ میں کس طرح اس علم کی تکمیل کر سکتا ہے؟

جواب۔ کہنے کو تو میں نے سب کچھ کہہ دیا ہر بات صاف صاف بیان کر دی کوئی کمی باقی نہیں رکھی۔ تمھارے اس سوال کا جواب بھی آ چکا ہے پھر بھی اختصار کے ساتھ اُسے دوبارہ کہتا ہوں۔

طالب صادق نہ گھر چھوڑے نہ ترک سوالات کرے نہ تعلقات کو جواب دے ان باتوں سے فقیری کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر روحانیت کا شوق ہے تو اس شروتی مارگ اور طریق السّماع کیلئے کسی اچھے عامل کی صحبت میں آ جائے۔ ایک مہینہ ست سنگ کرے اس کی ماہیت حقیقت اور اصلیت کو خوب سمجھ لے۔ جب تک سمجھ میں نہ آئے شاگردی کے خیال کو دل نہ دے جب سمجھ میں بات آگئی اس وقت نام لینے کی درخواست کرے۔ پانچ مرحلے ہیں جو طریق السّماع کے منازل کہلاتے ہیں ایک ایک مہینہ اُن میں مشق کرے۔ جس وقت اس کی روح خواہ سُرت اونچے مقام پر ٹھہر جائے سمجھ لے کہ ابھیاس کی تکمیل ہو گئی اور تب خود بخود وہ چاہے یا نہ چاہے مشّاقی ہوتی رہے گی یہ شغل ہمیشہ فطرتاً آپ ہی

آپ جاری رہے گا۔ زندگی روز بروز بدلتی جائیگی اور وہ جیون مکت ہو جائے گا یہ حالت اسی زندگی میں حاصل ہو جائے دوسرے جنم سے لاطایل فلسفہ کی اُلجھن اور کرموں کے غلط توہمات سے بچتا ہوا محسوسیت کا درجہ حاصل کرلے اور وہ کامیاب رہے گا۔

سوال ۱۱۔ بعض ایسے لوگ ہیں، جن کا راستہ دیر تک سادھن کرنے سے بھی نہیں کھلا وہ شاکی نظر آتے ہیں وہ کیا کریں ؟

جواب۔ یہ بھیڑ چال چلے ہیں سمجھا بوجھا نہیں راستہ تو ایک دو دن ہی میں کھُل جاتا ہے مرشد سے درخواست کریں کہ وہ اپنا دست شفقت سر پر دو چار مرتبہ پھیردے پھر شکایت رفع ہو جائے گی۔ یہ مشکل نہیں ہے۔

سوال ۱۲۔ ایسے لوگ بھی ہیں، جو مغلوب الغضب اور مغلوب الشہوت ہوتے ہیں یہ نقص اُن میں فطرتاً کثرت سے ساتھ رہتا ہے۔ مثلاً کام اگ کو دباتے ہیں لیکن وہ دبتا نہیں وہ کیا کریں ؟

جواب۔ انسانی جسم کے اندر ہر فطرتی جذبات کے مرکز

موجود ہیں مُرشد اُنھیں جانتا ہے وہ اپنی توجہ سے انھیں ان کا علم بخشیگا یہ بار بار اس خاص مرکز سے توجہ کو ہٹا ہٹا کر سادھن کے مقام پر قایم کیا کریں۔ تھوڑے ہی دنوں میں حالت بدل جائے گی من مالا اسی وجہ سے پھیرا جاتا ہے۔

سوال ۱۳۔ میں ایک مرتبہ اور آپ کی زبانی ان مرکزوں کی تفصیلی وضاحت سُننا چاہتا ہوں؟

جواب۔ مثلاً شہوت کا مرکز آنکھوں سے شروع ہو کر آلہ تناسل کے مخصوص حواس پر رہتا ہے یہاں سے چِت کی ورتی ہٹا کر پہلے نقطہ سو بیدا پر جمائے پھر درجہ بدرجہ اونچے چڑھتا چلا جائے تھوڑے دنوں میں آپ حالت بدل جائے گی۔

غصّہ کا مرکز آنکھ اور زبان اور کان سے شروع ہو کر ناف کی حرارت پر جمتا رہتا ہے۔ یہاں سے بھی وہی عمل شروع کرے۔

لالچ کا مرکز آنکھ سے لے کر مُنہ اور ہردے تک رہتا ہے۔

موہ کا مرکز آنکھ سے شروع ہو کر کل جسم میں سرایت کیے رہتا ہے آدمی مجہول نکمّا اور سُست ہو جاتا ہے اس کا بھی عمل ایسا ہی ہے۔

اہنکار سب سے ناقص دشمن ہے آنکھ سے لے کر سوہنگ پُرش کے مقام تک اس کی حد ہے یہ اہم پنا اور خودی کا موجد ہے یہ اس وقت جائے گا جب سُرت ست لوک میں باسا پانے لگے گی یہ موذی تمام نقایص کی جڑ ہے یہ ہمیشہ میرا تیرا پنا کرتا ہوا شر اور فساد مچاتا رہتا ہے اس پر قابو مل جائے پھر فتح ہی فتح ہے۔

انسانی دل ہر جذبہ کا محرک رہتا ہے یہ صرف گورو کے ست سنگ اور بچن سے قابو میں آئے گا اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے صفائی قلب کی یہی یقینی تدبیر ہے۔

نیک صحبت میں رہے۔ بد صحبت سے بچے۔ دل کا بُرا آدمی خلوت پسند نہ ہو بلکہ جلوت پسند ہو۔

بھوک پیاس لگے تب پانی دانہ سے تعلق پیدا کرے

اس اصول کا پابند ہو بلا ضرورت زیادہ غذا نہ کھائیے۔
پیشاب اور پاخانہ کی بیماریوں سے احتیاط کیجئے۔
مزاولت ہو جانے پر ان میں باقاعدگی آجائے گی۔
جسم صالح دل صالح۔ نیت سالم منزل آسان۔
خیرات کا خیال رہے۔

لینے کو ست نام ہے   دینے کو ان دان
ترنے کو ہے دینتا   ڈوبن کو ابھمان

سوال ۱۴۔ بعض لوگ طرح طرح کی بیماریوں میں
مبتلا رہتے ہیں جن کی وجہ سے ابھیاس نہیں بنتا وہ
کیا کریں؟

جواب۔ پہلے علاج کریں تب سادھن میں لگیں۔
سوال ۱۵۔ جسمانی صحت کا کوئی آسان نسخہ بتائیے۔
جواب۔ خوب اچھلے تھے پر مارتھ سیکھنے اور طبابت
کا علم حاصل کرنے لگ گئے۔

خیر سنو۔ جو مرض اکثر ابھیاسیوں کو ہوا کرتے ہیں
صرف ان کے تذکرہ تک اکتفا کرتا ہوں۔
کھانسی۔ ابتدا میں ملہٹی عنقر قرحا ہلیلہ زرد ایک ایک

اپنچ لمبے داڑھ کے نیچے دبا کر سور ہو ایک رات میں کھانسی جائے گی۔ اگر پھر بھی رہے تو دو تین رات تک استعمال کرو جاتی رہے گی۔

ضم معدہ۔ بدہضمی وغیرہ۔

ترپھلا ترکٹا نمک تینوں
سونف سنائے زیرہ دونوں

ہم وزن پیس کر کپڑ چھان کر کے رکھ کر شیشی میں بھر لو۔ رات کو سوتے وقت ۶ ماشہ پھانک لو جی میں آئے اوپر سے دودھ یا ۱/۲ پاؤ پی لیا کرو۔

امراض کثیر۔ پیپرمنٹ اجوائن کا ست کافور تینوں ہم وزن شیشی میں بھر کر دھوپ میں رکھ چھوڑو عرق ہو جائیگا زیادہ موثر بنانا ہو تو دارچینی کا ست بھی ملا دو۔ رنگ دینا ہو رتن جوت کا عرق ڈال دو پیٹ کا ن۔ بچھو کے زخم پھوڑا پھنسی خارش وغیرہ کے وقت چار پانچ بوند بتاشہ میں رکھ کر پیو۔ ملو۔ سیکڑوں امراض میں کام دے گا۔

.......✤.......

ریاحی امراض۔ سونٹھ سوہاگا سونچر گندھی ہینگ ماشہ
سہجن کے رس باندھی پنڈھی ۲ ماشہ
اسّی گول چوراسی بائی باؤگولا
کہیں دھنتر چھن میں جائی

دمہ یا ضیق النفس۔ برہمہ ڈنڈی اونٹ کی جڑ کٹارہ
دوس کے پیلے پتے سفند کی جڑ بھٹکٹیا۔ کافور مرچ سونٹھ
وزن گل حکمت کرکے بند شیشی میں رکھو خوراک صبح شام
رتی پان میں۔

بواسیر بادی۔ رس (رسوت) ا تولہ شورہ قلمی ۲ تولہ
لگ الگ مٹی کے کورے چراغ میں پانی بھر کر رکھ دو۔
ب گل جائیں دونوں کو مٹی کے برتن میں ملالو۔
شک ہوجانے پر کھرل میں رگڑ کر مرہم کی طرح
سوں پر لگاؤ ایک دو روز میں افاقہ کی صورت
یدا ہوگی۔

بواسیر خونی۔ رسوت بمقدار مناسب کھاؤ۔ اوپر کا
رہم لگاؤ۔ اندر بہو بچاؤ
امراض کہنہ۔ گھی گوار (گنوار ٹھا۔ یا گنوار گندل) کا مغز

صبح و شام ایک چھٹانک نگل لیا کرو۔ ریڑھ۔ کمر۔ معدہ
گٹھیا۔ اور ہر قسم کے ریاحی درد کے لئے مفید ہے
جزام تک کا مرض چلا جائے گا خون فاسد جاتا رہے گا
زندگی بھر ریاح نہ ستائے گا جب شکایت دور ہو جائے
استعمال بند کر دو ہر شش ماہی میں دو تین مرتبہ
کھا لیا کرو۔ پیچش کے لئے بہت مفید ہے۔ اس
کے استعمال سے ریاحی شکایت کبھی نہ ہو گی۔
جلندھر۔ گنڈے کی راکھ ۱ تولہ صبح شام۔ خوراک جو کی
روٹی۔ بھاجی صرف مولی کی۔ نمک میٹھا تیل۔ بادی۔
ترشی سب ممنوع۔ اچھے ہو جانے پر جو جی چاہے
کھاؤ پیو۔

وغیرہ۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ بس۔
میں طبیب نہیں ہوں یہ نسخے کافی ہیں۔
قبض اگر ہو تو گیتنش کر یا روزانہ کیا کرو۔ اسی سے
نجات ہو جائے گی آسان سی ترکیب ہے۔
سوال ۱۶۔ کسی کسی کا دماغ بگڑ جاتا ہے۔ کوئی کوئی
پاگل بھی ہو جاتے ہیں ان کا علاج؟

جواب۔ گھی کوار کھلاؤ گھی کوار کی سر میں برابر مالش ہوتی رہے اگر یہ مرض پرانایام کے غلط سادھن سے ہوا ہے تو مجھے کوئی ذاتی تجربہ نہیں ہے اور نہ میں کچھ کہہ سکتا ہوں ہاں۔ شبد یوگ کے غلط کار ابھیاسی کو گھی کوار کا استعمال بتاؤں گا بشرطیکہ وہ میرا کہنا مان جائے۔

سوال ۱۷۔ پرانایام میں کیا نقص ہے؟

جواب۔ خلاف فطرت۔ جدوجہد و کشمکش کا باعث محنت و مشقت کی سختی۔ پرانایامی ابھیاسیوں کی معذوریت سخت منجم اور نیم۔ گھرہستوں سے بن نہیں سکتا۔ زندگی کی ضرورتیں بڑھی ہوئی۔ زمانہ کی حالت اور طرح کی۔

سوال ۱۸۔ تو آپ اِسے بالکل ناقص اور غیر مفید سمجھتے ہیں؟

جواب۔ میں نے برسوں کیا۔ بھگوان پتنجلی کے یوگ شوتر کی متعدد ٹیکائیں بھی علمی نقطۂ نگاہ سے لکھیں فائدہ کچھ نہ ہوا عمر ضایع ہوئی وقت خراب ہوا اس لئے اس سے سخت کنارہ کش ہوا۔

....

(۱۴۳) آخری ہدایت

ایک سادھو آیا۔ بڑا آڈمبر ساتھ تھا۔ جوق در جوق آدمی زیارت کے لئے آئے تقریر ہوئی دھواں دھار لیکچر دیا گیا ہوا بندھی شہرت ہوئی۔ ویاکھیان کے خاتمہ پر ایک دانا دل گرہستی سامنے آکر بولا "سوامی جی! ایک سوال ہے آپ سمجھ کر نکلے یا نکل کر سمجھے" سادھو چُپ! کوئی جواب نہ بن آیا حواس باختہ ہوئے گرہستی نے خود کہا اگر سمجھ کر گھر سے باہر نکلے اور ورکت ہوئے تو سمجھدار کی نظروں میں گرہست اور ورکت یکساں ہیں نکلنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور اگر نکل کر سمجھے تو اس سانگ کا کیا مطلب ہے!"۔

سادھو خاموش رہا۔ دوسرے دن بغیر کہے سنے وہاں سے کوچ کر دیا حقیقت میں بات صحیح ہے نمائش اور بناوٹ میں کچھ نہیں ہے روحانیت کوئی اور ہی چیز ہے وہ دلی حالت ہے جب تک وہ نہ ہو سانگ بنانے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(١٤٤) کپڑا رنگا تو کیا ہوا چڑھا نہ گورو کا رنگ
کیٹ گیٹ گتی نا بچے کیسے ہوے بھنگ
کام کرودھ مد لوبھ کی جب لگ من میں کھان
گیانی دھیانی ایک سم پرگٹ نہ گورو گیان
پڑھ پڑھ کر بڈھ بڑھے گھٹے چلے رہ پنتھ سنوار
جیسے تھے ویسے رہے رہیں پڑے کو بدھی گنوار
گورو رنگ چت راچا نہیں من کا سدا کورنگ
کیا دکھاوا کیا ہوا چت بھنگ کا بھنگ
شانتی رس بھرانتی نہیں ویدانتی کیسا؟
سادھک سدھ سوجان نہیں سدھانتی کیسا؟
ایسے گیانی کے سنگ سے بچے تجے گو بھائے
نرگ گمن کا وہ کرے سچ سچ سانگ سمائے
یوگی آسن مار کر من میں اتی ہنکار
تیلی کا ہے بیل وہ گھر میں کوس ہزار
بھگت بنا تو کیا بنا بھگتی نہیں بنائی
مالا پھیری چار سو - سانگ و چتر دکھاؤ
اپڑا ینگلا سو شمنا تین سو تر کا بھید .

گورو ملے تب لکھ پڑے چھوٹے بھرم کا بھید
سوت تین گلے ڈال کر۔ بھرم رہے سنسار
یہ برہمن کیسے بنے سوت سے جسکو پیار
رشی کھا سوتنتر کا بھید گورو گم پائی لکھ پرے
سادھن ابھنے ساتھ ہوں تب کوئی تروائی بنے

....

سادھن سو گم نرل اتی۔ کرے سو پاوے بھید
بن کرنی کیا گم لکھے مٹے نہ بھو بھرم بھید
رادھا سوامی کی دیا بھید دیا بھرپور
شبد سرت کی ناو پر چڑھ بیٹھے کوئی شور
بیڑا پار سمدر سے پہونچے ستگور گھاٹ
بھگتی بھاؤ وشواس کا اس بدھی باندھے ٹھاٹ

....

(۱۴۴) شکریہ چھ مہینہ کے اندر شبد یوگ کے مکمل کرنے کا خیال تیری اُپ نشد نامی سنسکرت کتاب سے پیدا ہوا جس میں اس کی تہ ترکیب درج ہے اس لئے اس کا احسان اور اس کا شکریہ!!۔

(ف) دواودش چکر نروپنم

رادھا سوامی مت۔ کبیر مت۔ نانک مت وغیرہ کے موافق

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
گدا چکر	اندری	نابھی	ہردے	کنٹھ	تیسرا تل	سہس دل کمل	ترکٹی	شونیہ	مہا شونیہ	بھنور گپھا	ستیہ لوگ
〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃
〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃
مولادھار	اُپ ستھی	منی پورک	اناہت	وشدّھی	اجنّا	سہسرار	ترکٹی	شونیہ	مہا شونیہ	بھنور گپھا	ستیم

(ص) آخری تنبیہی ضروری لازمی اور شرطیہ

ہدایتیں

(۱) اگر یہ منظور ہے کہ جلد مہینوں کے اندر ابھیاس میں ترقی کے ساتھ کامیابی کرو۔ تو دیکھنا صبح شام کے سادھن میں ناغہ نہ ہونے پاوے۔

(۲) صبح اُٹھتے ہی اپنے گورو کی تصویر دیکھو بار بار پیشانی چھاتی اور آنکھوں پہ لگاؤ۔ اس کا عکس دماغ پر

پڑے گا دھیان کی تصویر خود بخود اندر قائم ہو گی اسے ضروری سمجھو مدتوں بعد انسان کو گورو کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔ تمھارا گورو کوئی ہو میں یہ سوال نہیں پوچھتا۔ گورو تو گورو ہی ہے۔ "اعتقاد من من است پیر من خس است۔"

(۳) شام ہونے سے پہلے ہی یہ عمل کرو۔ لیکن صبح کے وقت ضرور ایسا کیا کرو۔ کیونکہ صبح کے وقت دھار چھوٹتی ہے وہ اپنے ساتھ قدیم اثرات لاتی ہے گورو کا خیال انھیں اثر انداز ہونے سے روکتا روک رکھتا اور روک دیتا ہے شام کو دھار فطرتاً دماغ کی طرف لوٹتی ہے اس میں دقّت نہیں ہوتی۔

(۴) کسی کی نہ سنو کسی سے نہ کہو۔ یہ زندگی گھڑنے کا عمل ہے گفتگو قیل و قال بحث مُباحثہ کا علم نہیں ہے۔

(۵) سیکشا دیکشا ساتھ ساتھ چلیں سیکشا سیکھنا اثر لیکر کام میں لگنا اور اس کی مشاقی کرتا ہے دیکشا منتر لینا بیعت کرنا اور زندگی کی ابتدا کرنا ہے۔

(۶) دیکشا سیکشا کی مزاولت پہلے سوتروں (جنیو۔۔ باطنی دھاروں کے مرکزوں) پر ہو جو سوشمنا ناڑی پر ہو

پھر وہ شِکھا (چوٹی) تک چلی جائے وہ بشرام قرار اور سکون کی جگہ ہے۔

(۷) صرف چھ مہینہ یہ عمل رہے جب دل آخری مقام پر متحد ہو کر ٹھہرنے لگے اس میں 'گم' 'جذب' 'محو' 'غرق' ہونے کا عمل ہو۔

(۸) ست لوک تک ابھیاس ہو اس کے بعد جب رادھاسوامی دھام میں قرار نصیب ہو ابھیاس فطرت کے حوالہ کرو۔

(۹) ست سنگ (دیکشا سیکشا) پہلی منزل ہے شبد کا سُننا اس کی مزاولت اور مشاقی دوسری منزل ہے ست لوک تک کے ساودھن میں زندگی کو گھڑ کر اس کے موافق زندگی بنا لینا جیون مکتی اور تیسری منزل ہے رادھاسوامی دھام میں قرار اور سکون وِدیہ مکتی اور نج دھامی حالت چوتھی اور آخری منزل ہے اور بس۔

(۱۰) ایک جنم میں چاروں قسم کی زندگیوں کا لطف لو۔

ایک جنم گورو بھگتی کر جنم دوسرے نام
تیجے جیون مکتی رہیں چوتھے میں نج دھام

(۱۱) جو چار جنموں کے معتقد ہیں اُن کی بات کبھی نہ سنو

نہ کبھی مانو۔

جو کرنا ہو اب ہی کرنا
آگے کا نہ بھروسا رکھنا

ست پرش رادھا سوامی
دیال

(۱۲) کرم دھرم سب بالائے طاق! دلازاری نہ کرنا یہی ایک کرم! گورو کو دھارن کرنا یہی ایک دھرم! سب کچھ چھوڑ کر صرف گورو کی شرن لینا مقدم ہے اسے نہ بھولو باقی سب بھول جاؤ۔

....

ختم ہوا
ادبھت اُپاسنا یوگ دوسرا دفتر
رادھا سوامی! رادھا سوامی دیال کی دیا! رادھا سوامی سہائے!

....

(ضمیمہ ادبھت اُپاسنا یوگ)

نوٹ - مختصر مختصر - آسان آسان باتیں جو بمشکل سمجھ میں آتی ہیں اور اُن کے نہ سمجھنے سے ابھیّاس میں کوتاہی رہتی ہے۔

(الف) تین گُن ست رج تم

....

(ب) تین گُن سے تین خواص۔

ست پرکاش - ہستی ستا - وجود علوی آدھار

تم اندھکار - اگیان - مجہولیت سفلی آدھار

رج ست اور تم کی دھاروں کی ملونی

....

ج - تین گُن کی مزید صراحت

ست پاکی پاکیزگی لطافت

تم میلاپن گندگی کثافت

رج پاکی ناپاکی - لطافت کثافت - پاکیزگی گندگی۔

....

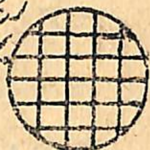
(۵) اِن تین گُنوں سے خیالی نقشے :-

ست لوک بالائے دماغ سے لیکر چوٹی تک



ست لوک یہاں من یا نی عقل و تمیز کی رسائی نہیں ہے
یہ دیال دیس اور خطِ افضل کہلاتا ہے۔

رج لوک دونوں آبروں سے لیکر ست لوک



رج لوک تک۔ من بدھی اندریاں وغیرہ کی مختلف النوع
رچنا اسی میں ہوتی ہے اور رچنا

مولا دھار سے ست لوک کے نیچے تک ہے اسی



تم لوک کو کال دیس اور چت دیس کہتے ہیں۔

مولادھا سفلی آدھار دھار اور تم لوک
ہے آنت اسی کے اندر کا ہے یہ انند دیس بھی ہے جو
ست تم اور رج کی ہم آہنگی سے یہ اندھکار ہے۔

(۶)(۱) دیال دیس   کال دیس   مایا دیس۔
۲) ست لوک   چت لوک   آنند لوک
۳) ست منڈل   رج منڈل   تم منڈل
ذات   صفات وذات کی شمولیت   صفات لطیف

(۴) صفات سفلی۔ مادی۔ کثیف۔
روح   ثقل   جسم

(۸) الوک پرلوک لوک
کی اس مختصر سمجھ سے اس آسانی سے سمجھ میں آجائے گا کہ جو کچھ کرنا دھرنا ہے وہ صرف بیچ کے منڈل میں ہے۔ نیچے اور اوپر کچھ کرنا دھرنا نہیں ہے اور نہ ہوتا ہے۔ ابھیاس کا دائرہ یہاں ہی تک محدود ہے۔

....

(۹) اب سوال یہ ہے کہ رچنا تینوں منڈل میں ہے یا صرف بیچ کے منڈل میں ہے۔
اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ رچنا سے خالی کوئی منڈل نہیں ہے ذات کے ساتھ صفات کی وابستگی ہے۔
اونچے اور پہلے منڈل کی رچنا خالص اور پاک ہے
بیچلے منڈل کی مشمولی اور آمیزشی ہے جو لطافت اور کثافت سے ملی ہوئی ہے۔
نچلے منڈل کی رچنا بالکل کثیف ہے۔

....

(۱۰) دوسرا سوال یہ ہے کہ جب ہر جگہ رچنا ہے تو اس رچنا کے مالک دھنی۔ اس کے روپ اور لیلا کا

بھی سامان ہوگا یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ رچنا کا
کوئی منڈل اِن سے خالی نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔

..........۰..........

(ز) اب تیسرا سوال یہ ہوگا کہ ان منڈلوں کا دھنی شریر
دھاری مجسم اور کا یا دھاری بھی ہوگا یا نہ ہوگا؟ جواب
یہ ہے کہ وہ ضروری کا یا دھاری ہوگا۔ قدرت کی
کوئی طاقت اس وقت تک کام نہیں کرتی جب تک
جسم دل اور روح کی آمیزشی کیفیت اس میں نہیں ہوتی
وہ صرف لطافت کثافت کا میل ہے۔

..........۰..........

(ح) احدیت واحدیت وحدانیت توحید
جسم دل اور روح کی ہم آہنگی
ضدین کے متخیلات کی کافوریت
کثیر الخیالی کی معدومیت
محویت یکسانیت استغراق سمادھی اُنمنی وغیرہ وغیرہ

(۱) بیٹھک سوامی ادھیتی را دھا نرکھی ہار
اور نہ کوئی لکھ سکے سو بھا اگم اپار

(۲) گپت روپ جہاں دھالیا رادھا سوامی نام
بنا بھر نہیں پائی جہاں کوئی بسرام

....

(ط) شر گمتن - ڈوند - ضدّین

۱		۲		۳	
ل	کال	دایاں	بایاں	اُدگیتھ	اِدگیتھ
ان	شیطان	پیش	پس	ست	تم
ں	و تحت	میرا	تیرا	زیر	بم
وک	لوک	یگانہ	بیگانہ	دین	کفر
یا	عقبیٰ	راگ	ایرشا	باطن	ظاہر
ت	دوزخ	یگانگت	مغایرت	اندر	باہر
	چھوٹا	اِدھر	اُدھر	آسمان	زمین
وغیرہ		وغیرہ		وغیرہ	

ٹ ! انسانی جسم کی ساخت پنڈ برہمانڈ پرش پرکرتی سے ہے
یکہ غور سے دیکھو تو سب میں اِجتماعِ ضدّین کا سامان
پائیگا -

نوٹ ۲۔ انسانی جسم میں دوند پنا شروع سے آخر تک نظر
آئیگا مثلاً دو کھوپڑی بیچ سے سی ہی ہوئی دو کن پٹی دو
گال دو بھوں دو ہونٹ دو زبان دو ہاتھ دو پاؤں
دو سینہ دو مونچھیں غرضیکہ کوئی دوند یا شرک سے خالی نہ
ملے گا جیسے چاہو دیکھو وعلیٰ ہذا القیاس۔

....

(ی) ترگٹیاں۔ تثلیثات۔ ترگن آتمکتا۔

		۱			۲				۳		
۱	تین گن	ست	رج+ تم	۷	برہما	وشنو	مہیش	۱۲	سنچت	کریہ مان	پر
۲	تین لوک	بھور	بھووہ بھوہ	۸	ساوتری	لکشمی	پاروتی	۱۳	بھوت	بھوشیت	ور
۳	تین استھان	اونچا	بچلا نیچا	۹	اشٹ سدھی	شکتی اشٹ	نوندھی	۱۴	بھوت آکاس	من آکاس	چید
۴	تریلوکی ناتھ کا نام		ا+و+م اوم	۱۰	کارن	سوکشم	استھول	۱۵	تت پد	توم پد	اس
۵	تین اوستھا	جاگرت	سوپن	سوشپتی	مرت لوک	پتر لوک	دیو لوک	۱۶	شرون	منن	ند
۶	تین منازل	الوک	لوک	پرلوک	۰	۰	۰	۰	دیش	کال	و
	تین حالتیں	دنیا	عقبیٰ	آخرت	-	۰	۰	۰	۰	۰	

ک، چترتھیاں اربعات تُریائیں

	(۱)			(۲)				
جاگرت	سوپن	سوشپتی	تُریا	۷	کشر	اکشر	نہ اکشر	انامی
انڈج	سیڈج	اُکھبج	استھاور	۸	ادھی بھوت	ادھی دیو	ادھیاتم	ادھی یگیہ
ست جگ	تریتا	دواپر	کلجگ	۹	پُورب	پچھم	اُتر	دکھن
برہمچریہ	گرہست	بن پرست	سنیاس	۱۰	چِت	من	بُدھی	اہنکار
براہمن	کشتری	ویش	شودر	۰	۰	۰	۰	۰
گورو سیوا	نام بھگتی	جیون مکت	نج دھام	۰	۰	۰	۰	۰

نوٹ (۱) ہر تری لوکی کے ساتھ اس کی چوٹی پر ایک تُریا (چیتورتھی یا چوتھا پد) ہے۔

نوٹ۔ رادھا سوامی مت میں ست لوک کی تُریا اصلی۔ باقی نقلی ہیں۔

------ ❊ ------

(ل) پنچمان ۔ خمسات ۔ پنچیانہ ۔

۱					
	کوش				
۱	ان مے	پران مے	منو مے	وگیان مے	آنند مے
	عناصر				
۲	اکاس	وایو	اگنی	جل	پرتھوی
	پران				
۳	پران	اپان	ویان	اُدان	سمان
	گیان اندریاں				
۴	کان	چرم	آنکھ	زبان ذائقہ	ناک
	کرم اندریاں				
۵	ہاتھ	پاؤں	زبان	اندری	گدا

۲					
۶	پنچ دھنی				
	سہسرار	اونکار	جیوتی شونیاکار	سوہنگکار	ستیاکار
۷	پنچ استھان				
	[illegible]	ترکٹی	شونیہ مہاشونیہ	بھنور گپھا	ستہ لوک
۸	پنچ تن ماترا				
	شبد	سپرش	روپ	رس	گندھ
۹	پنچ دیو				
	گنیش	برہما	وشنو	شو	درگا
	"	"	"	"	"
	"	"	"	"	"

ضمیمہ جات

سات مقامات سفلی						
بھو	بھووہ	سوُوہ	مہ	جنہ	تپہ	سیتم
اُن کے منازل						
گدا	اندری	ہروے	کنٹھ	تیسراتل	شیونیتر	سہسرار

سات مقامات علوی						
تیسراتل	سہس دل کمل	ترکٹی	سوُنیہ	مہاسنیہ	بھنورگپھا	ستیہ لوک
اُن کے دھنی						
آتم دیو	پرماتم دیو وراٹ نرنجن	اونکار برہمہ منتر انتریامی	شونیاکار	مہاشونیاکار	سوہنکار ہرنیہ گربھ پہ برہمہ پرمیشور	ستیہ پُرش

نوٹ ۱ یوگی پہلے زمانہ میں گدا چکر سے پران بیدھ کر سہسرار تک لاکر ابھیاس ختم کر دیتے تھے یہ یوگیشوروں کا پد ہے یہاں اُنکا مقام آخری ہے۔

نوٹ ۲- ہرنیہ گربھ گیانیوں یا گیانیشوروں کا منزل مقصود ہی جو پر برہمہ کہلاتا ہے

نوٹ ۳- ستپُرش رادھا سوامی دیال نے سفلی مقامات کا ابھیاس معہ پرانایام چھوڑ کر صرف تیسرے تل سے سادھن کرنے کی ترکیب تلقین کی جو دماغ کے تحت اور فوق میں کیا جاتا ہے نیچے کے مقامات ترک کر دیئے جاتے ہیں۔

نوٹ ۴ سپت رشی۔ سپت دن۔ سپت نکشتر۔ سپت لوک۔ سپت پرکرتی۔ تسرحل وغیرہ کا بیان کتاب کے اندر آچکا ہے اسلئے دوبارہ یہاں درج نہیں کیا گیا۔

(ن) اشٹھی ہشتگانہ خرق عادات کرامات یا معجزات یوگ کے انگ

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
			سدھیان				
انیما	مہما	گریما	لگھیما	الیشو	پراکمیہ	سب کو دیکھنا پر خود نظر نہ آنا	پراکمیہ
			یوگانگ				
یم	نیم	آسن	پرانا یام	پرتیاہار	دھارنا	دھیان	سمادھی

(س) نوندھی - نوگانہ - اقبالمندیاں

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
پدم	مہاپدم	سنکھ	مکر	کچھپ	مکند	نند	نیل	کھرب

نوٹ ۱- ندھی دولت سنسکرت مادہ نی = اندر - دھا = دھارن کرنا۔

نوٹ ۲- ندھی کو بیر کی دولت کو کہتے ہیں جو بیحد بیحساب اور بے شمار ہے۔

ع دہم - دہ گانہ - الفاظ -

پانچ کرم اندریاں	پانچ گیان اندریاں	دس دوار	دو آنکھ دو کان دونا
		منہ -	پیشاب کی جگہ - پاخانہ کی

ایکادشم یازدہ گانہ الفاظ

پانچ کرم اندریاں	پانچ گیان اندریاں	گیارھواں من

اوبھت اُپاسنا یوگ

تیسرا دفتر مُفید کار آمد مسایل (متفرقات)

ھندوستانی ضرب الامثال

(۱۱۳) نظر کو ناک

(۱) ناک پر رکھ دینا (تراٹک کے عمل کا اشارہ) نظر کو ناک کے سرے پر جمانا اور جب گرمی۔ سرور یا نشہ آنے لگے۔ اُسے تیسرے تل پر جماکر بند کر لینا دل عقل اور اندریاں دو چار لمحہ ہی میں متحد اور ایکاگر ہونے لگیں گی بغیر کسی محنت یا مشقت کے یک رُخی آنے لگ جاے گی یہ عمل عارضی اور چند روزہ ہے جب دل میں یکسوئی ہونے لگے یہ عمل بند کر دیا جائے۔

آنکھوں کے بیچ میں مرشد ہے

(۱۱۴) مُرشد نینوں بیچ نبی ہے دونوں آنکھوں کے بیچ بھوؤں کے درمیان گورو کے تصویر کی جگہ ہے۔ نبی۔ رسول۔ پیمبر پیغمبر گورو کا نام ہے جب اس مقام پر مُرشد کا تصور جما۔ انکشافی صورتیں خود بخود نمایاں ہوں گی۔ پرکاش اور دھن نور اور کلام دونوں کے مظاہر خود بخود نمایاں ہوجائیں گے دیر نہ لگیگی معمولی مزاولت اور مشاقی کی ضرورت ہے۔

(۱۱۵)

عطیہ آنکھوں پر

گورو کا عطیہ آنکھوں پر (جو کچھ تعلیم گورو سے ملی ہے اس کا مرکز۔ چشمہ۔ سوت۔ صرف آنکھوں میں ہے۔ "نینوں کی کر کوٹھری پُتلی پلنگ بچھائے ٭ پلکوں کی چق ڈال کر پیا کو لیا رجھائے"

....

(۱۱۶)

ناک کا سیدھ

ناک کی سیدھ میں چلتا تراٹک خواہ ناک کے سرے سے لے سر کی چوٹی تک شوشمنا ناڑی یا نحن اقرب پھیلی ہوئی ہے یہ رُوح کا راستہ ہے اور تمام روحانی منازل اسی کے اندر ہیں۔ پورب کی ہندو عورتیں ناک کی سیدھ سے لے کر چوٹی تک کنگھے سے مانگ نکالتی ہیں اور اُسے سیندور سے بھرتی ہیں یہ روحانی اشارہ ہے۔ پنتھائی اس کا خیال رکھے" دائیں بائیں نہ بھکے ورنہ خطرہ میں پڑے گا۔

دائیں بائیں کا نہ ہو ہرگز خیال

ناک سے ہے سیدھ میں راہِ کمال

....

(۱۱۷) سر کے بل چلنا

سر کے بل آنا (روحانی راستہ صرف سر میں ہے اور سر کے بل چلنا ہوتا ہے۔ راستہ ناک اور آنکھ کی سیدھ میں ہے اور معراج کمال یا منزل مقصود سر کی چوٹی ہے جہاں تمام رگ و ریشوں کے سلسلہ کا مخزن ہے۔

....

(۱۱۸) شِکھا سوتر

شِکھا سوتر کا سنبھالنا۔ (شکھا کہتے ہیں چوٹی کو اور سوتر کہتے ہیں سوت یا رگ و ریشوں کے تار پود یا رشتوں کو مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے سر کی چوٹی کو سنبھال رکھتا ہے اور جسم کے رگ و ریشوں کو درست رکھتا ہے وہ جسمانی اور دماغی صحت کی وراثت کا حقدار بنا رہتا ہے عام ہندوؤں کے مذہب میں سوتر کہتے ہیں تین تاگوں کے جنیو کو اور چوٹی کہتے ہیں کھوپڑی کے سب سے اونچے بالوں کو جنیو کو دائیں بائیں کندھوں پر بدلتے رہتے ہیں اور چوٹی کو کس کر باندھتے ہیں یہ عام رواج ہے۔ روحانی اشتغال کی ترکیب میں تین سوت ایڈا پنگلا اور سوشمنا ناڑیاں ہیں ایڈا پنگلا کی

ملاپ کی جگہ دونوں ابروؤں کے بیچ میں ہے خیال کو متحد کرکے صرف سوشمنا ناڑی کی راہ سے چوٹی کی طرف چلنے کا خیال رکھا جائے)۔

....

(۱۱۹) سورج چاند ایک

سورج چاند کا ایک کرنا۔ (دائیں آنکھ میں سورج ناڑی ہے اور بائیں آنکھ میں چندر ناڑی ہے ان دونوں کا ملاپ اور اتحاد دونوں بھوؤں کے بیچ میں کیا جاتا ہے تب سوشمنا کی راہ سے اوپر کی طرف چڑھائی ہوتی ہے)

....

(۱۲۰) ہدایت

جاگو اٹھو چلو۔ چلے چلو جب تک منزل مقصود پر نہ پہونچ لو آرام کا نام نہ لو (یہ سہج یوگ کے سادھن کی ہدایت ہے منزل مقصود سر کی چوٹی ہے اس کے سوا اور کوئی مطلب نہیں ہے)۔

....

(۱۲۱) سنگم

"گنگ جمن بیچ سرستی بینی اسنانا ہو
اس سنگم میں نہائے کوئی سنت سُوجانا ہو"

(گنگا = پنگلا ناڑی۔ جمنا۔ ایڈا۔ ناڑی۔ سرسوتی۔ سوشمنا ناڑی ان تینوں دھاروں کے ملاپ میں کوئی سنت سوجان ہی نہاتا ہے)

....

تصویر یار

(۱۲۲) "دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی"

(دل کا آئینہ تیسرا تل بھرو مدھیہ ہے وہاں گورو کی مورتی رہتی ہے گردن ذرا جھکی نہیں کہ وہ نظر پڑی نہیں۔ اسی وقت اس کی زیارت کرلی)۔

....

گھنٹہ کی صدا

(۱۲۳) "دلیلِ کارواں بانگِ جرس ہے
گواہ دردِ دل یک نالہ بس ہے"

(کارواں = قافلہ۔ پنتھائی۔ جرس = گھنٹا۔ جس وقت اندر میں گھنٹہ کی صدا گوش زد ہونے لگے۔ سمجھ لو کہ روحانی منزل شروع ہوگئی راستہ کھل گیا دردِ دل کی شہادت ایک نالہ سے کافی ہو جاتی ہے)۔

(۱۲۵) **گھنٹہ کی صدا**

"کس ندانست کہ منزلگہ معشوق کجاست

این قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید" (حافظ شیرازی)

(ترجمہ معشوق کے منزل گاہ کی کسی کو خبر نہیں ہے صرف اِسقدر خبر رہتی ہے کہ گھنٹے کی آواز آیا کرتی ہے)۔

....

(۱۲۶) **گورو کا ساتھ**

"راہ چلنا ہے تو گورو کے ساتھ چل

راہ میں چلتے اکیلے مت نِچل

شبد اور پرکاش کا دھوکا نہ کھا

کال ان دھوکوں سے لیتا ہے پھنسا

کال کہتا ہے کہ میرے پاس آ"

"بند [illegible]وں سے لیتا ہوں تجھ کو بچا"

جب گیا تو پاس اُس کے اے عزیز

بے بسی میں پھنس کے پھر آئی تمیز

چاہ مایا موہ کی من میں بسی

چاہ ہی سے آپ آئی بے بسی

جو گیا مارا گیا مارا گیا

راہ میں تاریکی اُس کے آگئی
مرنے مر مٹنے کی چاہت بھا گئی
بچ کے رہ اس کال کے دھوکے سے اب
یہ پھنسائے گا کرے گا۔ ہانی تب
گورو کے جب آیا شرن میں لے شرن
بھُول کر بھی چھوڑ مت اُس کے چرن "

....+.....

(۱۲۷) گورو کرنیکا مقصد

گورو کیوں کیا ہے ؟ صرف اُس کے شرن لینے کے لئے۔ اور بس! یہاں ایک بات پر فیصلہ ہے کیا علمیت عزّت دولت جاہ وثروت دیکھ کر تو نے کسی کو گورو کیا ہے؟ یہ تیری بھُول ہے ان میں سے کوئی بھی معراج یا آدرش نہیں ہے ان سب کو چھوڑ کر صرف اُس کی شرن لیتا ہے چاہے وہ جیسا ہو بے آبرو بے علم غریب بے ثروت ان باتوں کو نہ دیکھ ورنہ اُلجھن میں پڑے گا صرف اس کی شرن لے لے یہی کافی ہے اور اُسی سے کام بنے گا دیکھنا ہے تو اس کے سہج یوگ شبد یوگ اور اُدگیتھ یوگ کو دیکھ اور بس۔

گورو وہی جو شبد سینہی ؛ شبد بنا دوسر نہیں سیئی

شبد بتاوے سو گورو پورا ٭ ان چرنن کی ہو جا دھورا
اور پہچان کرو مت کوئی ٭ لکش الکش نہ دیکھو سوئی
ست پرش رادھاسوامی دیال

دیکھا دیکھی بغیر سمجھے بوجھے گورو کیا جاتا ہے۔ گورو کرنے
کی غرض کیا ہے اسے تو کوئی جانتا نہیں۔ ظاہری باتوں
کے لپیٹ میں آکر لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں گورو علیت
عزت اور شہرت کی نظر سے نہیں کئے جاتے بلکہ صرف
شرناگت ہونے کی غرض سے اور یہی سبب ہے میں سمجھا
سمجھا کر لوگوں کو ان کے گورو کے پاس بھیج دیا کرتا ہوں
تاکہ کمائی ناقص نہ ہونے پاوے)۔

......

(۱۲۸) روح کی چال

متقدین فقرا نے روح کی چالوں کی نسبت اپنی قیاسی
گھوڑے دوڑائے ہیں جن کے اکثر تذکرے ان کے کلام
میں موجود ہیں اس پر اکثر ناحق بحث مباحثہ ہوتے رہتے
ہیں چونکہ اس کی بھی معقول صراحت لازمی معلوم ہوتی ہے
اس کا بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کم از کم واقفیت تو بڑھی رہیگی

اور چال کے ساتھ روحانی مقامات کی نسبت کی بھی کیفیت
ذہن نشین رہے گی ناواقفیت اکثر دھوکے میں ڈال دیتی
ہے اور بھولے بھالے سادہ لوح ابھیاسی کچھ کا کچھ سمجھ
بیٹھتے ہیں جس سے اُن کا نقصان بھی ہوتا ہے اور تضیعِ اوقات
بھی ہوتی ہے۔

چال متعدد اور مختلف ہیں مثلاً (۱) بھنگم چال (۲) کپی
(بندر) کی چال (۳) مین (مچھلی) کی چال (۴) مکر (مکڑی)
کی چال (۵) ہنس کی چال وغیرہ وغیرہ۔

(۱۲۸) بھنگم کہتے ہیں مرغ پرند یا چڑیا کو۔ مُرغ پھدک کر
چلتا ہے یہ سادھن تراٹک سے لے کر بھرو مدّھیہ تک کیا
جاتا ہے بالکل ابتدائی شغل ہے لیکن کارآمد اور مُفید بھی
ہے ناک کی سیدھ پر نظر جمائی اور جب وہ جم گئی اور کچھ
گرمی یا باطنی سرور کی لذت آنے لگی۔ جھٹ پھدک کر
بھوؤں کے درمیان سُرت کو جما دیا مزاولت کرتے سے
سہس دل کمل (سہرار) کے ناکہ کی روشنی نظر میں آنے
لگی۔ نور کا جزوی انکشاف ہونے لگا یہ اس عمل کی حد ہے
اس کی زیادہ مشّاقی اکثر مضر بھی ہوتی ہے آنکھوں کی

روشنی ماری جاتی ہے اگر کہیں زیادہ جگمگاہٹ کا چمکار ا
حملہ آور ہوا تو آنکھیں تلملا بھی جاتی ہیں اس وجہ سے ست
پُرش رادھا سوامی دیال نے اس عمل کی جانب توجہ نہیں
دلائی اُن کا مقصد شروع سے لے کر آخر تک شبد یوگ کے
سادھن کو سہج یوگ بنانے کا تھا۔ بِہنگم یا مُرغ زمین کو
کُریدتا ہوا دانہ یا کیڑے کو مُنہ میں رکھ لیتا ہے اور
مُطمئن ہو رہتا ہے۔ اسی طرح تراٹک کرنے والا پہلے ناک
کے سرے کو کُریدتا ہوا بھرو مدھیہ میں آ رہتا ہے لہ

لہ رامائن میں اس کی دو مثالیں استعارہ کی زبان میں جٹایو اور سنپاتی کی دی ہیں یہ دونوں سورج کی طرف اُڑے۔ ایک (جٹایو) کی آنکھیں تلملا گئیں نور کی تاب نہ لا سکا نیچے گر پڑا دوسرا سنپاتی جرات کرکے اور آگے کی طرف اُڑا اس کے بال و پر جل گئے اور زمین پر گرا دو میں سے ایک بھی کامیاب نہیں ہوا صوفی نے بہنگم لفظ کا ترجمہ باز کیا ہے وہ بھی یہی بات کہتا ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ وہ کہتا ہے "یکے باز را بال و پر سوختہ دگر باز را دیدہ بر دوختہ" (نظامی سکندر نامہ میں) ترجمہ یہ ہے ایک باز کے بال و پر جل گئے دوسرے کی آنکھیں (نور کا تاب نہ لا کر) بند ہو گئیں۔

(۱۲۹) بندر کی چال

کپی کہتے ہیں بندر کو۔ بندر استعارہ کی زبان میں چنچل من
سے مراد ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کام چنچل من ہی سے ہوتا
ہے یہ نہایت مفید چیز ہے اس کی سب سے زیادہ قدر و
منزلت ہونی چاہیئے ہاں یہ تادیب اور تربیت کا محتاج ہے
اچھل کود تو بہت کرتا رہتا ہے یہ اُس کا خاصہ ہے۔ اسی کا
سادھنا مقصود ہے یہ سدھ جائے پھر آسانی سے اپنا کام
بنا لے گا بغیر تادیب اور تربیت کے یہ بہ مشکل منزل مراد تک
پہونچتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ اناپ شناپ سادھن
کرتے ہوئے کبھی مُدّت دراز کے بعد یہ ٹھور ٹھکانے پر آنے
لگے اسی وجہ سے سنتوں کے ست سنگ میں زیادہ تر اس
چنچل من ہی کی گھڑت کا خیال رکھا جاتا ہے یہ گھڑ لیا
جائے پھر کیا ہے! یہ تیر کی طرح اُڑے گا اور نشانہ پر
پہونچے گا۔

اسی من کی نسبت کہا گیا ہے۔

اپنے اپنے چور کو سب کوئی ڈارے مار
میرا چور مجھے ملے تو سر بیں ڈاروں وار

پہلے یہ من کاگ. ہتا کرتا جیون گھات
اب تو من ہنسا بھیا موتی چُن چُن کھات

کبیر من پربت ہتا اب میں پایا جان
ٹانکی لاگی پریم کی نکلی کنچن کھان — کبیر صاحب

اس من کے چال کی حد ترکوٹ۔ لنکا۔ اور ترکٹی تک ہے۔

....

(۱۳۰) مکڑی کی چال

مکرگت یا مکڑی کی چال۔ اس کی چال دائیں بائیں زیادہ تر رہتی ہے اور اوپر چڑھتی تو ہے لیکن کم۔ سارنگی کی کمانی کی طرح یہ اِدھر اُدھر تانا بانا بتاتی رہتی ہے اس کی حد ترکٹی سے لے کر سُن (شونیہ) تک ہے جہاں ابھیاسی کو اردھ چندر کی زیارت نصیب ہوتی ہے اس کی مثال کتابوں میں کہیں نہیں ملی۔

....

(۱۳۱) ہنس گتی

ہنس چال۔ شُونیہ سے لے کر بھنور گپھا اور ست لوک

۱؎ رامائن میں کپی چال کی صرف ایک مثال ہنومان جی کی پائی جاتی ہے دوسرے بندر سمندر کے پار نہ جا سکے۔

ے تک ہے ہنس سوہنگ کی اُلٹی شکل ہے سوہنگ کے
رنوں کے الٹنے سے ہنس بنجاتا ہے یہ ظلمات کی گھری
یکی یا حاشونیہ کے گھپ اندھیرے کی حد کو بھی پار کرجاتا
ہے اور لقا کبوتر کی طرح اُلٹے پر پرواز کھولنے میں کمال
کھتا ہے۔
....

(۱۳۲) مچھلی کی چال بالکل نرالی ہوتی ہے جب کبھی کسی
بشار یا زور کے ساتھ گہری خندق میں گرتے ہوے
انی کے دیکھنے کا منظر نظر آوے اس وقت مچھلیوں کے
چے سے اوپر کی طرف چلنے کا نظارہ دیکھو کسی زبردست
ے زبردست تک کی طاقت نہیں ہے کہ پانی کی دھار
ں اُلٹا چڑھ سکے یہ طاقت قدرت میں صرف مچھلی کو عطا
وئی ہے یہاں تک کہ وہ میگھ منڈل سے برستے ہوے
انی کی بوندوں کی دھار پکڑ کر آسمان کو چڑھ جاتی ہے
ہے دوسری جگہ جاکر بارش کے پانی کے سہارے
برسے جیساکہ اکثر برسات میں ہوتا رہتا ہے اور
ہیں آسمان سے مچھلیاں برستی ہیں لیکن جہاں تک
ے منتشر بوندوں کا سہارا ملتا جائے گا وہ برابر پلپاتی

ہوئی اوپر کی طرف چڑھ جائے گی۔ روح کی چال بالکل اس مچھلی سے مشابہ ہے۔ وہ شبد یا آواز کو پکڑ کر اوپر کیطرف رواں ہو رہتی ہے۔

.......٭.......

(۱۳۳)۔ چیونٹی کی چال

پپیل کی چال۔ پپیل چیونٹی کو کہتے ہیں یہ چیونٹی آہستہ آہستہ تنکے کے پل کے سہارے دار سے پار جا سکتی ہے اور نیچے سے اوپر چڑھ جاتی ہے یہ سہولیت اُسے حاصل ہے ضرورت صرف اتنی ہے ٹکے نہیں منزل پہ پہونچکر تکنے کا خیال کرے۔

کبیر کا گڑ شکھر پہ جہاں سِلی گیل
پاؤں نہ ٹکے پپیل کا پنڈت لادے بیل

رادھا سوامی مت میں سہج چال کی ہدایت ہے۔ جو سہج میں ہے اسی کو خیال دیا جاتا ہے وقت کا کام کبھی نہ کیا جائے کشمکش میں من کی چنچلتا بڑھ جاتی ہے۔ ٭٭

٭٭ رامائن ہندوؤں کی روحانی کتاب ہے اس میں قریب قریب روح کی تمام چالوں کا ذکر ہے بھگوان رام چندر نے پل باندھ دیا۔ بندر ریچھ راکشس آدی سب کے سب چلے گئے یہاں تک کہ چیونٹی اُسکے وار پار جانے کے قابل ہو گئی۔

(۱۳۴)

احتیاط

احتیاط روح توجہ کو کہتے ہیں اگر اس کا رُخ شبد کی طرف رہے تو خود بخود شبد کا سادھن ہوتا رہیگا صرف توجّہ کرنے کی دیر ہے۔

ایک فقیر کی صدا ہے "خدا کا کیا پانا ادھر سے اُٹھانا اُدھر رکھ دینا"۔

اسی طرح شبد کا کیا سُننا ہے اِدھر سے توجہ ہٹانا اُدھر لگا دینا ہے۔ اس کے سوا اگر اور کوئی بات ہے تو بتاؤ ہم بھی سن لیں۔

آسان عمل

بات یہ آسان ہے مشکل نہیں
سنگ اور پتھر نہیں ہے سِل نہیں
بند کر لو کان آئے گی صدا
ہو گی وہ پُر زور اس میں شک ہے کیا
تم نہیں سنتے بھرم میں ہو پڑے
یا ہو شک شبہہ کے خندق میں اڑے
لو مدد مُرشد کی فوراً اور شتاب
چھوٹ جاویں دل کے سارے پیچ و تاب

سہل تر اس سے نہیں ہے کوئی کام
چلتے پھرتے لو ہمیشہ گورو کا نام
ایک مرکز پر جمے پکّا کیا
اونچے چڑھ دوڑے لیا اس کا مزا
پھر چلو منزل بہ منزل چڑھ چلو
منزلوں کو اپنے اندر طے کرو
چھ مہینے صرف ہوں اس میں اگر
منزلِ مقصد میں بیشک ہو گذر
خود بخود اونچے کھچیگی روح پاک
رنج و غم دنیا کے ہوں گے مثلِ خاک
مہر مرشد کی تمہارے ساتھ ہو
ہاتھ میں اُس کے کرم کا ہاتھ ہو
بے مدد مرشد کے منزل طے نہ ہو
یہ سمجھ دل سے نہ ہرگز جائے کھو
ورنہ پھر یہ کام ہوگا سخت تر
اصلیت کی تم کو دیتا ہوں خبر

......°......

(۱۳۵) بھوگ یوگ

مذہب فقر، تیاگ ویراگ۔ محنت مشقت۔ جد و جہد اور کشمکش کی چیز نہیں ہے۔ جو لوگ اس کے برخلاف تعلیم دیتے ہیں انھوں نے سمجھا ہی نہیں ہے۔ یہ اصل میں ہمدردجہ کی پُر لطف چیز ہے حسن پرستی ہے۔ دل جسم اور روح کو خوبصورت بنانا ہے۔ اچھّا کھانا کھاؤ اچھے کپڑے پہنو اچھی صحبت اختیار کرو اچھّا بولو اچھّا سُنو ہر کام اچھا ہی اچھا ہو۔ تمھاری ہر بات میں اچھائی ہی اچھائی ہو۔ دل پر کلفت کا بار اور جسم پر کلفت کا غبار نہ آنے پاوے زُہدِ خشک کو پرے پھینکو یہ تمھارے کام کی چیز نہیں ہے اس کے مستحق تنگ گدا۔ بھیکھ منگے۔ افلاس پسند۔ اور نکمے لوگ ہیں انھیں ان پر جان دینے دو۔ تم ان باتوں کے لئے نہیں بنائے گئے جو جیسا ہے جیسی طبیعت رکھتا ہے جس کے دل کا میلان جس طرف ہو اس کو ویسا کام کرنے دو۔ کام کرو۔ پیشہ ور بنو۔ اوروں کے محتاج اور دستِ نگر کبھی نہ بنو یہ مسئلہ اکثر زبان پر رہے "دل بایار اور دست بہ کار" اور ذاتی تجربہ اور مشاہدہ تمھارا سچا مددگار رہیگا

(۱۳۶) روح بہت خوبصورت ہے

جسم کے پردوں میں ہو پردہ نشین
روح ہے مثل پری مسکن گزیں
ناز آگیں نازنیں نازآفریں
ناز کی صورت میں ہے سب سے حسیں
حسن میں اُس کی نہیں کوئی مثال
باجلال و باجمال و باکمال

روح خوبصورت بہت ہے اس میں سب سے زیادہ خوبصورتی ہے جو روح کے قریب اور روح سے زیادہ قربت رکھتے ہیں۔ وہ بھی بہت خوبصورت نظر آتے ہیں اور مست تم دونو جب روح کے ساتھ ملتے ہیں اُن میں خوشی کا جذبہ کثرت کے ساتھ پیدا ہو آتا ہے اور یہ خوشی اُن کے جسم اور دل کے شگافوں سے پھوٹ پھوٹ کر نکلنے لگتی ہے۔ جو انھیں دیکھتے ہیں وہ بھی حسن پرست اور مسرت پرست ہو جاتے ہیں۔

بچّوں کو دیکھو کیسے خوبصورت اور کیسے خوش نظر آتے ہیں انکی خوبصورتی ان کی سادگی اور سادہ لوحی میں ہے جانوروں تک کے بچے پیارے لگتے ہیں۔

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی
کہ جیسے خوشنما ہے چاند اوپر دیکھو بن گہنے

رفتہ رفتہ تم کا پردہ موٹا ہو جاتا ہے۔ رنج کی طاقت اُبھر کھڑی ہوتی ہے اور خوبصورتی میں فرق آنے لگتا ہے۔

عقل آئی حُسن کی شوکت گئی حُرمت گئی
بیدلی میں حُسن کی فطرت تک اس سے کھو رہی

لیکن حُسن پرستی کا جذبہ معدوم نہیں ہوتا عقل کو نئی نئی ترکیبیں سُوجھنے لگتی ہیں اور وہ خوبصورتی کی کمی کے پُورے کرنے کی دُھن میں لگ جاتی ہے۔

اس کی اس کوشش میں پریم پیار اور محبت پیدا ہونے لگتے ہیں اور یہ اُس کمی کو پورا کرنے لگتے ہیں۔

مرد عورت سے ملتا ہے ملنے میں خوشی ہے اور وہ نادانستہ اُسے سنوارنے سنگارنے لگتا ہے۔ اس کا سلسلہ بال بچوں کی صورت میں چل نکلتا ہے اور جہاں اُس نے قدم بڑھایا خاص خاص قسم کی خوبیاں پیدا ہو ہو کر اُسے فریفتہ اور دلدادہ بنانے لگتی ہیں لباس پوشاک۔ زیور۔ باغ مکان سب کی سُوجھنے لگتی ہے اور انسان اپنے اِردگرد کے سامان کو خوشنما بنانے

لگتا ہے یہ جتنے خوشنما ہوں گے اُسے اتنی ہی خوشی ملنے لگے گی اور
دلی عذاب کی صورتیں مغلوب ہوتی جائینگی۔ جو شخص اس خوشنمائی کے
اصول کا پابند ہے وہ اپنی زندگی خوشی اور مسرت کے ساتھ
بسر کرتا ہے جو اس کے برعکس بدصورتی اور بدنمائی میں اضافہ
کرتا ہے رات دن روتا جھینکتا رہتا ہے۔ گھر پہلے اور مندر
بعد میں سنوارا جائے گھر کے دیوی دیوتا پہلے پرسن کئے جائیں اور
پھر باہر کے دیوتا۔

....

(۱۳۷) تصوف ابتدائی منزل ہے

تصوف یا آنکہ علم الروح کی ابتدا اور علموں کی طرح اسی زمین
ہندوستان میں ہوئی ہے یہاں اُس کی جڑ ہے اور جگہوں
میں شاخیں ہیں زیورات جواہرات۔ چاندی سونے ٹین
کانسے تانبے لوہے وغیرہ کی پیدائش اور جانچ پرتال کا
تعلق اسی سرزمین سے ہے۔ ابتدا میں صرف دو قومیں تھیں۔
آریہ اور غیر آریہ۔ آریہ گھر یاری۔ کھیتی باڑی والے تھے۔
غیر آریہ خانہ بدوش اور بھیڑ بکری چرانے والے تھے انہیں
کینیمٹک Kinhemattic بھی کہتے ہیں۔

سنسکرت لفظ کشیم (خیریت کُوشل) سے نکلا ہے آریہ دُنیا کے تماشے دیکھ لینے کے بعد قدرت کے سربستہ راز کُشائی کی جانب ہمہ تن مایل ہوئے اور دن کو اس خیال کی ہوا بہت دنوں بعد لگنی شروع ہوئی۔

....

(۱۳۸) زندگی بسر کرنے کا راز

سوال پیدا ہوا گرہستی میں رہ کر کس طرح روحانی زندگی بسر کی جائے؟ اور اسی ایک سوال پر ان کے تمام فلسفوں کی بنیاد پڑی جو سیکڑوں کے قریب ہیں اور لطف یہ کہ سب کے سب اپنے اپنے نقطہ نگاہ میں مکمل بھی ہیں اوپر سے لیکر نیچے تک کے کوئی خیال ایسے نہیں ہیں جنھیں ہندو دماغ نے نہ کھنگالے ہوں کوئی یوگ کی طرف گیا کسی کو سانکھیہ کے گیان کا خیال ہوا کسی نے کرم دھرم سے مسایل حل کئے۔ کوئی کوئی تیاگی اور ویراگی بن بن کر زہد خشک کی جانب مایل ہوئے لیکن ایک نے بھی اس مسئلہ کو اچھی طرح حل نہیں کیا کہ گرہستی میں رہ کر کس طرح روحانی زندگی بسر کی جائے تاکہ انجام بہ خیر ہو اور پھر سنسار میں واپس

آنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

..... ٭ .....

فقیر کی صدا

ایک سنت نے صدا دی۔

سنت سیانا وہی جگ میں گھرہی جن جوگ کمانا ہو
وید پڑھ پڑھ پنڈت بھولے گیان کا گرت گمانا ہو

اور طبیعتیں اس جانب راغب ہونے لگیں زہد خشک انسانی فطرت نہیں بدل سکا۔

گھر چھوڑا اور دیس دیس میں گھوم پھرے مارے مارے
بن تپ بن آپ بن مدھوبن سب دیکھ لئے نیارے نیارے
پربت اور پہاڑ کی چوٹی چڑھ چڑھ کر تھک تھک ہارے
تیرے پریم میں پریتم پیارے! انت میں پایا تجھے بارے
گھٹ کا پردہ کھول گورو نے تیرے روپ کو درسایا
درشن رتن کی کھان کھلی گھٹ کے اندر تجھ کو پایا
مورت تیرتھ میں نہیں رہتا نہیں کاسی کا تو باسی
متھرا پوری دوارکا نگری کہاں بسا ہے ابناسی
تو نہیں جتی پتی بن کھنڈی نہیں کبھی تو سنیاسی

اگنی پَوَن اور نہیں پرتھوی کیسے کہے کوئی ابناسی
ست سنگت کے سُنتے بین سمجھانے والے نے سمجھایا
درشن رتن کی کھان کھُلی گھٹ کے اندر تجھ کو پایا
گھٹ پٹ میں پوچھیوں کے پڑکراٹ پٹ چال چلے نِسدن
سار ملا نہیں جی گھبرایا تتوں کی گنتی گِن گِن
مایا برہمہ کے دوند بادمیں دوند کے پھانس پھنسے چھن چھن
جن کو دیکھا پکشپات بس کرتے رہتے ہیں بھن بھن
گورو ملے نج بچن سُنایا انو بھوگم گتی لکھوایا
درشن رتن کی کھان کھُلی گھٹ کے انتر تجھ کو پایا
جوگ جُگت کر جوگی سِدھی شکتی کے مارگ بھرمانے
من کو سودھا تن کو سادھا سادھن کر کر اکتانے
آسن مارا سانس کو روکا جتن کیا پُہر من مانے
لگی سمادھ تجھے نہیں پایا کیسے کوئی تجھ کو جانے
آپ آپ میں آپ سمایا اپنا آپا بن آیا
درشن رتن کی کھان کھلی اپنے انتر تجھ کو پایا
سادھ کی سنگت گورو کی سیوا سہج ریت جب بن آئی
سہج میں سہج - سہج بن سادھن سہج بھاؤ ناچت بھائی

سہج روپ ہے سہج نام ہے سہج کام نہیں کٹھنائی
رادھاسوامی کی ست سنگت میں سہج درشٹی میں نے پائی
سہج درشٹی میں سہج سرشٹی کا روپ گیان سبھے پایا
درشن رتن کی کمان کھلی اپنے انتر تجھ کو پایا

......٭......

(۱۳۹) محبت اور نیک نیتی

شادی کرو گرہست پالو پیشہ کرو۔ صبح شام گھر والوں کے ساتھ مل کر پاٹھ پڑھنا اور بندنا کر کیا کرو۔ جتنا وقت سہولیت سے ابھیاس کو دے سکتے ہو دو۔ اسی سے سب کچھ ہو رہیگا۔ ہاں ناغہ نہ ہو۔ محنت نہ کی جائے جو کام ہو معمولی ہو۔ تاکہ اکتاہٹ گھبراہٹ اور مجہولیت reaction نہ پیدا ہو فضول باتوں میں وقت نہ ضایع ہونے پاوے۔ پڑھو جتنا پڑھ سکتے ہو۔ ترقی کے جذبہ کو نہ روکو کیونکہ تم برہمہ جگت میں برہمہ کی مورتیاں ہو اور ورہ' (ترقی) اور 'من' (خیال) کے وارث ہو۔ پڑھو لیکن پڑھنا نیک نیتی کے ساتھ ہو کسی کو دکھ نہ دو نہ دل میں بدنیتی آنے پاوے اور ساتھ ہی ست پرش رادھاسوامی دیال کی معراج ہر وقت

خیالی آنکھوں کے سامنے رہے، کیونکہ برہمہ آدرش نہیں ہے وہ مثل دوسرے اعضا کے تمہاری مدد کے لئے عطا ہوا ہے۔

پڑھو چلو پڑھتے چلو بڑھتے کا ہو ہر دم خیال
سوچ کر بڑھنا۔ ہیں دونو جذبۂ انسانی کمال
سوچنے میں بڑھنے میں ظاہر رشد کا ہو جلال
اس جلالی ڈھنگ میں نکھرے حقیقت کا جمال،
یکطرف جلوہ جمالی یک طرف جلوہ جلال
دونوں میں ہو حسن سیرت دونوں میں حسن کمال
ذات کا جوہر صفت ہے یہ صفت ہی برہمہ ہے
دونوں ہی حاصل ہوں تم دنیا میں خود ہو برہمہ
مظہر انسان ہیں ذات و صفت کے سب کمال
بھولے اس کو بجز ہے ورنہ خدا سے ہے وصال

سو کماتے ہو لاکھ کرو ڑ کماؤ اس سے نقصان نہیں ہے اگر خرچ بھی بڑھتا چڑھتا ہے تو کوئی ہرج نہیں ہے ہاں تمہاری ذاتی انفرادی ضرورتیں نہ بڑھنے پاویں اور زندگی بچوں کی طرح سیدھی سادی فطرتی اور قدرتی بغیر تصنع اور

بناوٹ کے رہے۔ فضول نمائش گلے کا ہار ہو جاتی ہے اور مایا کی رسّی بن کر باندھ لیتی ہے۔

یہ اُپنشدوں کے آچاریہ رشیوں کی شاہی تعلیم ہے یہ سب سے سب راجے مہاراجے حکمراں والی ملک تھے اور برہمہ رشی اُن سے روحانی گیان کی تعلیم پانے جاتے تھے کیونکہ کرم کانڈی براہمنوں کی نسلی میراث ہے یہ گیان نہ کبھی انہیں تھا نہ ہے اور نہ ہوگا یہ صرف شاہی نسل والوں کی ذاتی میراث ہے جنک اجات شترو۔ رچتر وغیرہ راجے بڑے بڑے گیانی ہوئے ہیں۔

....

سہج یوگ

(۱۴۰) یہ کمال تم کو شبد یوگ کی کمائی سے بہ آسانی حاصل ہوگا بشرطیکہ وہ سہج یوگ ہو۔ محنت اور کٹھنائی کے ساتھ کام کبھی نہ کیا جائے آسان گیری آسان فہمی آسان شغلی اس عمل کی خصوصیت ہے محنت کروگے مایوس اور ناکامیاب رہوگے "نیت سالم منزل آسان" "نیت فاسد منزل دشوار" ہٹ لازاری سے ہمیشہ بچتے رہو۔ وسیع نظری وسیع دلی وسیع باطنی سے تعلق رہے تو کام بنا بنایا ہے۔

سہج میں ہو دھیان سمرن سہج کا سادھن رہے
جب سمے ست سنگ کا ہو تب منن شرون رہے
یہ بھجن ہے شبد کا اور شبد دکھدائی نہیں
اس میں سکھ آنند ہے۔ اور آنند بھی ہے کہیں
ہاں گورو کی ہو شرن پکی نہ وہ کچی رہے
بھگتی دیکھا دیکھی کی اچھی نہیں سچی رہے

......

حسن پرستی

(۱۴۱) قدیم آریہ حسن پرست تھے۔ اپنے اِرد گِرد کے سامان کو خوشنما سوہاونا اور دیدہ زیب بنا رکھتے تھے جب سیلاب عظیم کا پانی خشک ہو گیا ویوسوت منو کی کشتی سومیر و پربت (کنچنجنگا) سے نیچے اُتری منوا جودھیا کے وسیع میدان میں پہونچا جگہ اچھی تھی۔ یہ ناف زمین ہے منو نے یہاں ہی اپنی راجدھانی بنائی۔

تین قسم کی زمین ہوتی ہے خشکی۔ تری۔ اور خشکی تری مشترکہ آخری زمین انوپ کہلاتی ہے منو نے اسے پسند کیا اور ہمالیہ اور بندھیاچل کے درمیان نو آبادی بنائی اس کا نام

آریہ ورت رکھا اجودھیا کہتے ہیں ’ا‘ (نہیں) یدّھ (لڑائی) کو جہاں لڑائی بھڑائی نہ ہو امن امان رہے وہ ایودھیا اجودھیا ہے اور آریہ کہتے ہیں شایستہ گروہ کو ورت (ورتی) پسند کرنے کو کہتے ہیں یہ خطّہ پرامن اور آریہ پسند تھا اور اب تک اودھ کو ہندوستان کا باغ کہا جاتا ہے یہ نہ بہت خشک ہے نہ مرطوب ہے تمام دنیا کی انسانی نسلیں یہاں ہی سے نکل نکل کر ملکوں ملکوں میں آباد ہوئی ہیں گو مہذب دنیا اسے صحیح تسلیم نہیں کرتی لیکن یہ حقیقت ہے۔

منو نے اسے آباد کیا زمین خوبصورت بنائی۔ شہر آباد ہوئے لیکن آج کل کے شہروں کی وضع نہیں تھی معمولی مسکن ان کے ہر چہار طرف باغ سبزی وغیرہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے محنت کرتا کراتا رہتا تھا خوشی کی زندگیاں تھیں تہذیب کی نمائش تصنع اور ظاہر داری کمی کے ساتھ تھی۔

خوشنما مسکن! اور بال بچّے۔ عورت سب سادہ طریقہ میں رہتے تھے اور اسی میں ان کی خوبصورتی تھی۔

....

(۱۴۳) قدیم آریوں میں عورتوں کے خوش رکھنے کا خیال تھا

زیادہ تھا۔ لڑکے تو مسن ہونے پر گوروکلوں میں چلے جاتے تھے ان کی طرف سے گرہستیوں کو بیفکری رہتی تھی عورتیں گھروں میں رہتی تھیں خانہ داری کی منصرم یہی تھیں ان پر سب کی نگاہیں پڑتی تھیں سب انھیں خوش اور خوبصورت دیکھنا چاہتے تھے گھر کے ہر مرد کا فرض تھا کہ انھیں خوش لباس زیور پھول پھل نذر کیا کرے زندگی کی خوشی کی کفیل عورتیں ہی تھیں یہ خوش تو کنبہ خوش! یہ ناخوش تو گھر بھر ناخوش! اس لئے ان کی خوشی مقدم سمجھی جاتی تھی اور یہ نکھری سنوری رہتی تھیں مردوں کو جسمانی زیبائش کا خیال سوا صفائی وغیرہ کے کمتر رہتا تھا۔

......•......

عورتوں کا روحانی سنگار

(۱۳۴۴) حسن پرستی عورت کا کمال ہے مردوں نے انھیں ظاہری طور پر تو خوشنما بنایا اور اس کا نتیجہ دلخوش کن ثابت ہوا اب یہ خیال آیا ان کی دلی زیبائش اور آرائش بھی ہو چونکہ یہ فطرتاً خارج پسند خارج بیں اور خارج العملی ہوتی ہیں ان کی دماغی گھڑت کی جانب رجحان ہوا۔ تاکہ یہ آسانی

اس کی بھی گھر طلت ہوتی رہے اور سوہاگ کا نسخہ اُن کے ہاتھ آیا جس سے دل کی انکشافی صورت اور کیفیت بھی حاصل ہو۔ اور میں آج تم کو وہ بات سناتا ہوں جو ممکناً تم نے پہلے نہ سنی ہوگی یا اس پر غور نہ کیا ہوگا اب غور کرو اور آسانی سے اس کی مدد سے اپنا کام بناؤ۔

....

(۱۴۴) گگن منڈل

دماغ کے تین حصے ہیں پہلا ابتدائی جو بھرو مدّھیہ سے شروع ہو کر وسط پیشانی تک جاتا ہے اس میں تین روحانی مرکز ہیں پہلا سہس دل کمل (بھرو مدّھیہ سے اونچا اور اس سے ملا ہوا سہسرار کا مقام۔ دوسرا ترکُٹی جو سہس دل کمل سے ۳/۴ انچ لمبائی کے تقریبًا برابر۔ یہ اونکار کا مقام ہے۔ تیسرا شونیہ جو ترکُٹی سے ۳/۴ انچ کی لنبائی کے قریب اوپر ہے یہ دماغ کے (گگن منڈل) کی ابتدائی ترلوکی ہے۔ جس کی حد وسط دماغ تک ہے اس شونیہ کا دھنی شونیہ کار کہلاتا ہے۔

دوسری منزل درمیانی دماغ کی ہے جو وسط دماغ سے

شروع ہو کر ست لوک تک جاتی ہے جہاں دماغ میں نوزائیدہ
بچوں کی نلی ہر وقت ٹِک ٹِک کرتی ہوتی متحرک رہتی ہے
اس میں بھی تین مرکز ہیں۔ پہلا مہاشونیہ۔ مہاشونیہ کار۔
گہری تاریکی کا منڈل ہے یہ شونیہ سے ملا ہوا ہے۔ اس سے
قریب ۱½ انچ اونچا۔ بالائے پیشانی تک جہاں سر کے بال
اُگتے ہیں بھنورگپھا (تمام یادگرد) کی گھاتی ہے۔ اس سے
قریب ۳ انچ اونچا ست لوک ہے بھنورگپھا کا دھنی سوہنگ کار
(سو۔ اہم۔ وہ۔ میں) کہلاتا ہے یہ وسط دماغ کی تہ لوگی
ہے اس کا دھنی ستیہ پُرش یا ستیا کار ہے۔

تیسری منزل بالائے دماغ ہے جو ست لوک کے اوپر
½ انچ کی اونچائی سے شروع ہو کر چوٹی تک چلی جاتی
ہے جہاں تمام دماغی رگ و ریشوں کے اجتماع کی جگہ ہے
اس میں بھی تین مرحلے ہیں الکھ (الکھا کار دھنی) اگم
(اس کا دھنی اگما کار) اور آخری مرحلہ کے دھنی کو رادھا
سوامی (انامی یا انام کار) ہے یہ تینوں ایک ایک انچ کی
اونچائی پر ہیں۔

..... ⁂ .....

(۱۲۵) انکشافی کیفیتیں سہس دل کمل یا سہسرار خواہ سہسرار کار سے شروع ہو جاتی ہیں روشنی رنگ برنگ زردی مایل پانچ تتوں آکاس وایو۔ آگ جل مٹی کے رنگوں کی۔ کبھی یہ چکر کھاتی ہے کبھی قوس قزح (اندر دھنش) کا نظارہ دکھاتی ہے کسی کسی وقت میں چکر کھاتی ہوئی روشنی کے بیچ سیاہ داغ بھی بن جایا کرتا ہے عام طور پر روشن رہتا ہے اس دنیا کا چشمۂ نور یہی آفتاب ہے۔

اونکار کی روشنی سرخی مایل ہے۔
شونیاکار سفید (اردھ چندر کی طرح) ہے
مہا شونیا کار تاریک ہے۔
سوہنکار بجلی کی طرح جگمگاتا ہے۔
ستیا کار سفید متجلی ہے۔
آگے یہی نور ہے۔۔

....

(۱۲۶) اس خیال کو مدنظر رکھ کر قدیم آریوں نے عورتوں کے سنگار کے طریقے ایجاد کیئے۔ تا کہ اس پر نگاہ قایم ہو جائے اور چونکہ عورتیں آئینہ ہمیشہ دیکھا کرتی ہیں ان کا مکھنا اندر

بھی پڑے اور وہاں ورتی انتر مکھ بننے لگے۔
بھرؤ مدھیہ کے اندر چھوٹی چمکیلی زردی مائل ٹکلی ہوتی تھی۔
اس کے اوپر چمکیلا اسی رنگ کا ستارہ چمٹایا جاتا تھا جس کے کنگرے ہر چہار طرف پھیلے رہتے تھے۔
ترکٹی کے مقام پر لال رنگ کے سورج کا ستارہ رہتا تھا۔ شونیہ کی جگہ اردھ چندر کی صورت کی ٹکلی رہتی تھی مہاشونیہ پر کچھ نہیں رہتا تھا۔
پھر بھنور گپھا پر جگنوں پابندی باندھنے کا اہتمام ہوتا تھا جو جگمگاتے رہتے تھے۔
اوپر جہاں سے مانگ نکالی جاتی ہے وہاں یا تو موتیوں کی لڑی رہتی تھی یا مانگ کو سیندور سے بھرا جاتا تھا جو نورانیت کی علامت تھی۔
ست لوک الکھ لوک اگم لوک کی جگہوں پر سنہیلے زیور رہتے تھے اور چوٹی کی جگہ پر طلائی جھوپ باندھنے کا رواج تھا جس کا رواج جاٹوں کی عورتوں میں اب تک ہے۔
یہ عورتوں کے سنگار کا سامان تھا جو دراصل روحانیت

کے اثرات کے اندر کی طرف داخل کرنے کے خیال سے تھا۔

....

(۱۲۷۴) میں نے پورب کی ست سنگتوں میں دیکھا وہ ناک کی سیدھ سے لے کر چوٹی تلک برابر سیندور سے مانگ بھرتی ہیں۔ کہیں کہیں اب بھی اس کا رواج ہے اب یہ سوہاگ کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

سنگار کی معدومیت

(۱۴۸) اب اس سنگار کا رواج تقریباً معدوم ہو گیا کیونکہ اس کی روحانی اہمیت کا علم نہیں رہا۔ اب عورت اور مرد صرف بھوؤں کے بیچ میں ٹیکا لگانے پر اکتفا کرتے ہیں مردوں میں کہیں کہیں تلک لگانے کا رواج موجود ہے اس کی بھی علت غائی روحانیت تھی وہ اصلیت کو نہیں جانتے اُسے اپنے پنتھ یا سمپردا کی علامت محض تصور کرتے ہیں وشنوؤں کے تلک شیوؤں کے ترپنڈ اور شاکتوں کی بندی کا بھی یہی مقصد تھا جس سے عوام کو ناواقفیت ہے اور قریب قریب وہ کالعدم ہے۔

(۱۴۹) لیکن اگر ست سنگی یا ست سنگنیں ان سے نورانیت کی تکسیب کا مفاد حاصل کرنا چاہیں تو اصلاحی ترکیبوں سے مدد لے کر وہ کم از کم اپنے اندر نور کی انکشافی کیفیتیں پیدا کر سکتے ہیں۔

---:(٠١٠):---

پرکاش

(۱۵۰) پرکاش یا نور کے پیدا کرنے۔ انتر میں اُسے قائم رکھنے اور انتر مکھی بننے کا ان تمام تدبیروں سے کافی مدد لی جا سکتی اور مل سکتی ہے رہا شبد یا آواز وہ دل کی معمولی توجہ کا نتیجہ ہے جہاں ایک مرتبہ باطنی آواز پیدا ہو گئی پھر وہ غائب نہیں ہوتی۔ اندر ہی اندر وہ گونجتی رہتی ہے اور چاہے کوئی بیٹھا ہو لیٹا ہو۔ کام کر رہا ہو وہ خاموش نہیں ہوتی ایک دو مقامات کے طے ہو لینے پر تو یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ آدمی چاہے جس حالت میں رہے اُس کے ابھیاس کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ بند نہیں ہوتا۔

منزل کی تبدیلی

(۱۵۱) مرکز مرحلہ یا منزل کے تبدیل کرنے کا ڈھنگ یہ ہے

جب کسی مقام کی آواز کھل گئی اور اس کی مشاقی پختہ ہو گئی تو
طبیعت خود بخود اوپر کی جانب دوسری آنے والی منزل کی
جانب کھچنے لگے گی۔ پھر اُسے نیچی منزل پر نہ لاؤ گے ورنہ خلجان
پیدا ہو گا۔ فطرت ترقی پسند ہے اس کا یہ جذبہ کبھی کسی حالت
میں پامال نہ ہونے پائے ورنہ مجہولیت کا خطرہ پیدا ہو گا۔

—:o:—

آخری منزل تک پہونچانیوالا

(۱۵۱) شبد یوگ کی سب سے بڑی اہمیت خصوصیت اور خوبی یہ
ہے کہ جب تک یہ ابھیاسی کو دھر دھام تک نہیں پہونچا لیتا
تب تک چین نہیں لیتا اور چین لینے دیتا یہ خصوصیت اور
کسی عمل اور شغل میں نہیں ہے اس بات کا تجربہ ترقی کروہ
ابھیاسیوں کو رفتہ رفتہ خود ہو جاتا ہے ہاں جن کے مقامات
کسی وہم کی وجہ سے نہیں کھلے ان کی نسبت کچھ نہیں کہا جا سکتا
یہ سلطان الاذکار یوگ کا ٹیکا اور تمام اشتغال کا عطر اور جوہر ہے۔

—:o:—

فقیری کلام

(۱۵۲) رب کو تیج گھٹے نہیں جو گھن جُڑے گھمنڈ

سادھ بچن پلٹے نہیں پلٹ جائے برہمنڈ
گورو بھگتی ست بھگتی ہے۔ مہماکہی نہ جائے
بُرا بھلا جو گورو بھگت کبھوں نرک نجائے
پہلے بُرا کماے کر باندھی لِش کی پوٹ
سَکل پاپ پل میں کٹیں آئے گورو کی اوٹ
اس کی سمجھ بوجھ بھی ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کے بغیر نہیں ہوتی

—۔(۱۰)۔—

(۵۵۱) چاہے ابھیاسی ہو یا غیر ابھیاسی! وہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ برہم کبھی آدرش منزل مُراد یا آخری مقصد نہیں ہے وہ مرکب لفظ ہے دو لفظوں وِرہ اور مَن سے بنا ہے ورہ بڑھنا اور مَن سوچنا ہے یہ دو صفت برہم کے ہیں۔ بڑھنا اور سوچنا دونوں درمیانی منزل میں ہوتے ہیں درمیانی منزل چِت شکتی۔ صفات اور عقل وعلم کا منڈل ہے لفظ موجود ہیں سنسکرت زبان کے لغات بھی معدوم نہیں ہیں خود دیکھو سمجھو بوجھو پڑھو غور کرو کسی زباندال پنڈت سے اصلی ارتھ پوچھ کر اپنی تسلی کرو۔ تعصب پکشپات اور ہٹ دھرمی سے کام نہ لو۔ عقل سلیم سب کو ملی ہے اپنی عقل کو

کام میں لاکر نتیجہ پر پہونچنے کی کوشش کرو۔ میری بات پر بھی ایمان نہ لاؤ۔

—:(٭)—:

منزل مقصود

(۱۵۶) منزل مقصود کیا ہے؟ منزل مقصود رادھاسوامی ہے۔

بیٹھک سوامی ادبھت رادھا نرکھنی ہار

اور نہ کوئی لکھ سکے شبھا اگم اپار

گپت روپ جہاں دھاریا رادھاسوامی نام

بنا مہر نہیں پاوئی جہاں کوئی بشرام

جب بڑھنا سوچنا ختم ہو جاتا ہے وہاں ہی سے دیا فضل مہر اور رحم کی منزل شروع ہو جاتی ہے تب انسان عدل کے مقام کو چھوڑ کر فضل کے مقام میں داخل ہوتا ہے اور اس کا کام بن جاتا ہے۔

—:(٭)—:

برہم کی مزید صراحت

(۱۵۷) بڑھنا اور سوچنا مقدم ہے آخری روحانی منزل موخر ہے تم دنیا میں پیدا ہوئے۔ پیدا ہونے کا کوئی مقصد بھی

ہے یا نہیں ہے؟ مقصد یہ ہے کہ خوب پڑھو اور سوچو تجربات
اور مشاہدات کو وسعت دیتے چلو تب حقیقت کے سمجھنے کے
قابل ہو گے۔
نہ پڑھو گے نہ سوچو گے تو ترقی کا جذبہ پامال ہو گا۔

—:(٭):—

احتیاط

پڑھو ضرور۔ لیکن ساتھ ہی سوچتے ہوئے بھی چلو ضرور
سوچنا پڑھنے کے ساتھ رہے ورنہ پڑھنا بے معنی ہو گا
سوچنے سے یہ مراد ہے کہ تم مایا اور کرم کے لپیٹ میں نہ آؤ
کہیں غلطی میں پڑ کر پڑھتے ہی چلے گئے اور سوچا نہیں تو ممکن
ہے تم حریص طبع لالچی اور خود غرض ہو جاؤ اس وقت کام کرودھ
لوبھ موہ اہنکار تم کو پھانس لیں گے اور پھر کہیں کے نہ رہو گے
اس لئے پڑھنے کے ساتھ سوچنا بھی ضروری ہے اندر جب
برہم منڈل کرم منڈل کرترم منڈل۔ مایا منڈل اور کال
منڈل میں مقیم ہوئے انکے قرضوں سے سبکدوش ہونا بھی ضروری ہے
اور جب عدل کو چھوڑ کر فضل کی راہ میں آ گئے پھر پڑھنا
سوچنا بھی جاتا رہا پھر اس کی قطعی ضرورت نہ رہے گی۔

(۱۵۸) سچے ابھیاسی کی کیفیت

(۱) تیاگ گرہن کوئی نہیں۔ نہیں راگ انوراگ
سیوک رادھاسوامی کا کھیلے سُن میں پھاگ

(۲) لینا دینا کچھ نہیں موج موج میں موج
سیوک رادھاسوامی کا رن میں لڑی بن فوج

(۳) دیہہ دھرا تو کیا ہوا دیہہ سے کون اکاج
سیوک رادھاسوامی کا راجہ ہے بن راج

(۴) کرم دھرم ایکو نہیں گورو شرنی تھا دھرم
سیوک رادھاسوامی کا پا لیا سار کا مرم

(۵) کرم کرے کرتا نہیں بنا کرم کے کام
سیوک رادھاسوامی کا ماتا ہے گورو نام

(۶) نرک کی پچھے چنتا نہیں۔ نہیں سورگ کی چاہ
سیوک رادھاسوامی کا آیا ست کی راہ

(۷) نہیں دن ہے نہیں رات ہے نہیں سورج نہیں چند
سیوک رادھاسوامی کا۔ گاوے گورو کا چھند

(۸) رنگ روپ دیکھا نہیں۔ نہیں انام نہیں نام
سیوک رادھاسوامی کا پہونچ گیا نج دھام

(۹) ساتوں نوبت باجتے گھر گھر ہوتے راگ
سیوک رادھا سوامی کا۔ برتے پریم انوراگ

(۱۰) بن بستی کا نبس ہے۔ بنا پتے کا گاؤں
سیوک رادھا سوامی کا۔ آیا ہے اپنے ٹھاؤں

(۱۱) بھگت نہیں سادھو نہیں۔ نہیں ہنس نہیں بنس
سیوک رادھا سوامی کا۔ پا گیا اپنا انس

(۱۲) بادل برسے نیر بن۔ ٹھنڈی چلے بیار
سیوک رادھا سوامی کا۔ آیا گورو دربار

(۱۳) پھول کھلے بگسے کنول۔ بھونرے کیل کرنت
سیوک رادھا سوامی کا۔ کھیلے سدا بسنت

(۱۴) شترو نہیں بیری نہیں۔ نہیں پنتھن کا رار
سیوک رادھا سوامی کا۔ آیا بھو کے پار

(۱۵) میرا تیرا مٹ گیا۔ نہیں موہ ہنکار
سیوک رادھا سوامی کا بھوگے نِجل بہار

(۱۶) گرنتھن کی گرنتھی کھلی۔ من میں رہی نہ گانٹھ
سیوک رادھا سوامی کا۔ کس بدھی کرتا آنٹھ

(۱۷) رمرتیو نہیں جیوت نہیں۔ نہیں دِویہ انیش کت

سیوک رادھا سوامی کا بھیا گورو سنجگت

(۱۸) جھگڑے پنتھوں کے مٹے نہیں کوئی باد بواد
سیوک رادھا سوامی کا۔ پا گیا جیون سواد

(۱۹) چاہ گئی چنتا گئی دُبدھا بھی گئی بھاگ
سیوک رادھا سوامی کا چرن گورو سے لاگ

(۲۰) مرنا جینا ایک سم مرے نہ جیوے کوئے
سیوک رادھا سوامی کا امر نگر میں سوئے

(۲۱) گورو گم پہلے نا لکھا اب لکھ پائی بات
سیوک رادھا سوامی کا پکڑا گورو کا ہات

(۲۲) گورو کا رنگ نہ روپ ہے گورو کا دیہہ نہ انگ
سیوک رادھا سوامی کا دھارا گورو کا رنگ

(۲۳) جیوں مروں نہیں میں ڈروں سب دُکھ دئے نوار
سیوک رادھا سوامی کا وار پار سے نیار

....

اُودبھت اُپاسنا یوگ، ختم

....

آنتم بچن

جو کچھ لکھنا تھا میں نے لکھ دیا راز نیاز بھید رہسّیہ سب کے پردوں کو اُٹھا دیا۔ دیکشا سیکشا مل چکی ہے ہر قسم کے روحانی اشاروں رمزاور نکات کی تفسیریں بھی آ گئی ہیں۔ اسے پڑھو مدد لو اور ابھیاس میں لگو اس پر بھی اگر راستہ نہ کھلے تو صرف دو تین چار پانچ دن کے لئے مجھ سے مل جاؤ میں راستہ کھول دوں گا نہ اشٹ بدلو نہ دھیان بدلو جیسے جس کے اور جہاں کے ہو اُسی سے تعلق رکھو میرا واسطہ تمھارے معمولی مددگار کا رہے گا۔ رادھا سوامی نام کا لگاؤ کافی ہے ہاں اپنے کھانے پینے کا انتظام خود کرو میرے یہاں لنگر نہیں ہے میں ست سنگ وغیرہ کا کام بھی چھوڑ چکا ہوں مکانات کنوئیں باغ ہیں۔ آب وہوا بہترین ہے زیادہ دن ٹھہرنے کا خیال کبھی نہ رہے اپنے اپنے شاخ ست سنگ میں اس کا اہتمام رکھو۔

شیو برت لال

پتہ

دھرم سالا ڈاکخانہ رادھا سوامی دھام مرزاپور

مہرشی دیال شیوبرت لال جی مہاراج کی نادر و بے نظیر

تصانیف

کتاب	قیمت
نیا بھگت مال	۳ے ۸،
تحفہ درویش فقیر پرشاد	۱۲ار
نند و بھاکی ساکھی	۱۲ار
شبد گنجار	عـ۱،
خمخانہ عرفان	۱۰ار
پھٹکل وچار	۱۰ار
مفید وچار	۱۰ار
بچن	۱۰ار
مستی کا جام	۱۰ار
خمکدہ سرشار	۱۰ار
گیان پرکاش اودے	۱۲ار
خمخانہ خیالات	۱۰ار
جین برتانت کلپدرم	۱۰ار
سندھ دیش کے پرانے دیہاتی قصے	۱۰ار
اوم ناول	۴عہ ر
عجیب و غریب قصے	۱۰ار
بودھ بک کلپدرم	۱۰ار
پنجدشی مکمل	عـ۱،
وچار کلپدرم	۲عہ ر
چرتر کلپدرم	۱۰ار
وشنو پوران جلد اول	۱۰ار
اُپنشد بھاشیہ بھومیکا	للعہ ۲ر
ایش اپنشد	۹عہ ر
کین اُپنشد	۹عہ ر
کٹھ اپنشد	۴عہ ر
منڈک اُپنشد	۴عہ ر

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
گایتری رہسیہ	۸ر	سہج یوگ یا رادھاسوامی یوگ	عـہ
مانڈوکیہ اُپنشد	۱ر عہ	صوفی ازم	۸ر عـہ
تیترہ اُپنشد	۸ر	بجن سار حصہ اوّل	۲ر عہ
آتریہ اُپنشد	۱۲ر	سکھ سدھار - پرمارتھ سدھار / نج ایکار سدھار	۸ر عہ
سونتیاسوتیر اُپنشد	۱۲ر	آشچریہ وچار	۱۰ر
میتری اُپنشد / کوشتکی اُپنشد	۱ر	کبیر اور کبیر پنتھ	۲ر عہ
واج سینہی سنہتا اُپنشد	۸ر عہ	مکھ و ہار	۱۰ر
کوشتکی براہمن اُپنشد	۱ر عہ	گیان چندرودے	۱۲ر
چھاندوگیہ اُپنشد	عـ/	خمکدہ تخیلات	۱۰ر
سچا اور سناتن آریہ دھرم	۱۰ر	آبدار موتی	۸ر عہ
اتم وچار کاپدرم	۱۰ر	وچار سندیش	۸ر
کلکی پوران	۸ر	مسلمان در گور مسلمانی در کتاب	۱۲ر
سنت مال	۸ر عـ/	راج بھگتنی میرا بائی (ناٹک)	۸ر
سنت سنجوگ حصہ اول	۸ر عـ/	شاہی بھگت	۸ر
؍؍ ؍؍ دوم	۲ر عہ	وچار سدھار	۱۰ر
؍؍ ؍؍ سوم	۱ر عہ	جیون سدھار	۱۲ر

نام	قیمت
نوجیون سدھار	۱۰ار
بردھی سدھار	۱۰ار
کرم سندیس	۸ر
پریم سندیس	۸ر
نانک جوگ	عا،
سرت شبد یوگ کلپدرم	عہ۸ر
ویدانت کی پہلی کتاب	عہ،
اودھوت گیتا	عہ،
بہار تصوّف	۱۲ار
راز خوبصورتی	۸ر
روحانی فقدّ شہ رومنی و سرت شرومنی	۱۲ار
روحانیت حاصل کرنے کا آسان طریقہ	عہ،
رادھاسوامی نام	عہ،
چوتھا پد	عہ،
چتاونی پند نامہ (رادھاسوامی)	عہ،
چوتیہ درخت دور چترنگی	عہ،
ہدایت نامہ	عا،
رادھاسوامی مت کی فضیلت - انند یوگ	۱۲ار
رادھاسوامی مت کی اصلی تعلیم	عہ،
نظائر قانون روحانی حصہ اول	عہ،
شبد پرسنگ	عہ،
شغل آواز یا سلطان الاذکار	عہ،
دس اوتار چرتر	عہ۸ر
گیان کی لہر	۱۲ار
سوال وجواب	عہ،
شبد یوگ کے شغل کی بابت مختصر مختصر ہدایت	عہ۸ر
وچیتر کتھا	عہ،
اسرار معرفت	۱۲ار
سہج بھگتی	عہ،
رادھاسوامی مت میں مسئلہ توحید	۱۲ار

وچیتر کتھا حصہ دویم ۱۲ار
شبد پرسنگ " " ۱۲ار
پنتھ سندیش ۶ر
تحفہ کشمیر حصہ اول عہ،
گلدستہ تخیلات عہ،
آر این میڈیکل سائنس (ایورویدکی تواریخ) عکا،
لائٹ آف آنند یوگ (انگریزی) عکا،

ہندی کے انمول رتن

آبدار موتی (ناول) عہ،
تابدار موتی " عہ،
چمکدار موتی " عہ،
اوم ناول ۶ر
کتھانجلی حصہ اول ۸ر
" " دویم ۸ر
ایڈیشن انجلی ۸ر

وچارانجلی ۸ر
بویک انجلی ۸ر
وچنانجلی ۸ر
دھلا چترانجلی ۸ر
کرم انجلی ۸ر
پرشنو ترانجلی ۸ر
پشپانجلی ۸ر
کتھانجلی ۸ر
درشٹ انجلی ۶ر
مرم انجلی ۸ر
سارانجلی ۸ر
گیان انجلی ۸ر
وگیان انجلی ۸ر
بودھ گاتھانجلی ۸ر
کبیر ساکھی ۶ر
کبیر بیجک مشرح باتصویر صہ،

رادھا سوامی سہائے

اوشدھ بھنڈار

تیّار کردہ

ویدراج رام کشور سنگھ

ملنے کا پتہ

مینیجر شکتی دواگھر رادھا سوامی دھام ضلع مرزاپور

مطبوعہ سلیمی برقی پریس یحییٰ پور نمبر ۳۹ شہر الہ آباد

لڑکی سے لڑکا بنانے والی اکسیر دوا۔

کنور داتا

گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے ؛ کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے
برباد وہ شجر ہے جس کا ثمر نہیں ؛ گمنام وہ بشر ہے جس کا پسر نہیں

مندرجہ بالا اشعار سچ مچ کسی دکھے ہوئے اور مایوس دل سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی مایوسی و نا اُمیدی کو دور کرنے کے لئے 'کنور داتا دوا' واقعی اسم بامسمیٰ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جن لوگوں کے گھر میں ہمیشہ لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ان سے 'کنور داتا' دوائی اگر علم حمل کے دوسرے ماہ میں استعمال کرائی تو شرطیہ لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

معزز ناظرین! یہ وہ جواہرات ہیں جنکی قیمت کرنا بڑے بڑے دولتمندوں سیٹھوں ساہوکاروں راجوں مہاراجوں کی طاقت سے باہر ہے لیکن اولاد اور خاصکر اولاد نرینہ کی خواہش چونکہ امیر غریب سب کے دل میں یکساں ہے اندا ہم نے اس مایوسوں کا سہارا۔ بے امیدوں کی امید اور پیروں کے عصا 'کنور داتا' ایسی بے نظیر دوائی کی قیمت برائے نام دس روپیہ رکھی ہے محصول بذمہ خریدار۔

یانجھ پن کا شرطیہ علاج

بانجھ دُور

صرف دو خوراک استعمال کرنا پڑتا ہے۔ فائدہ یقینی آزمائش شرط۔ قیمت ۵ پانچ روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

آتشک دور

آتشک خواہ نیا ہو یا بیس برس کا بگڑا ہوا اس لاثانی دوا سے شرطیہ دور ہو جاتا ہے۔ آتشک کی ان حالتوں میں جبکہ مریض ہر طرح سے مایوس ہو چکا ہو زندگی کو موت پر ترجیح دیتا ہو جسم کے ہر ایک حصے سے آتشک کے زہریلے مواد پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہے ہوں پھوڑے پھنسیوں کے مارے چین نہ ملتا ہو۔ گندے زخموں کے بدبو سے اپنا دماغ پھٹتا ہو اور کوئی نزدیک تک نہ بیٹھنے دیتا ہو تو صرف یہی ایک دوا ہے جو کہ مریض کو ڈھارس دے سکتی ہے صرف تین دن کے استعمال سے سر سے پاؤں تک زخم سوکھ جائیں گے اور سات روز ہی میں جسم کندن کی مانند صاف ہو جائے گا لطف یہ ہے کہ کسی قسم کا منہ وغیرہ نہیں آتا بالکل بے ضرر قیمت تین روپیہ علاوہ محصولڈاک

نئے پرانے سوزاک و قرحہ کی شرطیہ دوا

سوزاک دور

مرض سوزاک آتشک سے برا ہے بد قسمتی سے ایکدفعہ لگجائے تو ہٹنے کا نام نہیں لیتا۔ مگر سوزاک دور اس مرض کی شرطیہ دوا ہے جو کہ صرف ایک ہفتہ ہی میں سخت سے سخت سوزاک کو جڑ سے کھو دیتا ہے۔ جو لوگ ہر طرح کے علاج سے تھک چکے ہوں وہ ایکدفعہ سوزاک دور کو ضرور استعمال کر دیکھیں اسکے استعمال سے پرانے سے پرانا بیس برس تک کا سوزاک و قرحہ شرطیہ دور ہو جاتا ہے قیمت۔ [illegible]

نزلہ دور

اس کے استعمال سے دو چار چھینکیں آکر دماغ صاف ہو جاتا ہے نزلہ و زکام سر درد کی شکایتیں کافور ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ۸ علاوہ محصولڈاک۔

داد دور

اس مرہم کے دو تین روز کے استعمال کرنے سے پرانے سے پرانا داد جڑ سے جاتا رہتا ہے داد دور لوط وغیرہ جلدی امراض کی علمی دوا ہے قیمت ۸ علاوہ محصولڈاک

صرف تین روپیہ علاوہ محصولڈاک [illegible]

دلی دماغی اور عصبی کمزوری کی نہایت مجرب المجرب

کالی گولیاں

چالیس یوم کے استعمال سے تمام اندرونی نقائص کافور ہو جائیں گے۔ جگر گردہ مثانہ معدہ کی تمام خرابیاں سب دور ہو جائینگی۔ ویرج بکثرت پیدا ہوگا رگوں میں خون صالح کا دور ہوگا بیسوں قسم پرمیہہ (جریان) دیرج اور پیشاب کی بیماریوں کو مثلاً پیشاب کے ہمراہ دیرج کا خارج ہونا۔ پیشاب سے آگے پیچھے کسی لیسدار چیز کا خارج ہونا۔ یا خواب میں ناپاک ہونا وغیرہ ہر قسم کی کمزوری کو مستقل طور پر رفع کر دیتی ہے جو لوگ غلطی کی وجہ سے اپنا بیش قیمت سرمایہ کھو چکے ہیں جو شباب کے آخری ایام میں لطف جوانی دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو گئی گذری حالت میں بھی مستانی جوانی کے لطف اور دلکش نتائج حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ گولیاں اکسیر کا کام دیں گی۔ قیمت فی شیشی علاوہ محصولڈاک عہ، ایکروپیہ

طاقت مردمی کا خزانہ

کمزوری دور

کمزوری دور چورن ویرج یعنی دھاتو سے متعلق تمام شکایات مثلاً دیرج کا کم ہونا پتلا ہونا کمزور ہونا مادہ تولید یعنی اولاد پیدا کرنے والے اجزا سے خالی ہونا خشک ہو جانا وغیرہ کو رفع کرنے کیلئے اکسیر اعظم ثابت ہو چکا ہے قیمت فی پیکیٹ عہ، ایک روپیہ چار آنہ۔ علاوہ محصولڈاک۔

وشی کرن

کام بردھک تیل

آوارہ مزاج اشخاص کی صحبت سے جو لوگ اپنی صحت کو خراب کر چکے ہیں جن کی گردن ہمیشہ شرم سے جھکی رہتی ہے جو جیتے جی جوانی کی عمر میں اپنے لطف زندگی سے محروم ہو چکے ہیں وہ آزما دیکھیں نہایت زود اثر اور عمدہ ہے قیمت عہ، علاوہ محصولڈاک۔

ہلتے ہوئے کمزور کیڑے کھائے ہوئے
دانتوں کو صاف اور مضبوط بنانیوالا

پائیوریا دور

ڈاڑھوں میں درد اور مسوڑھے مواد کے جمع ہو جانے سے ہمیشہ پھولے رہتے ہوں اُن کو پائیوریا دور ضرور استعمال کرنا چاہئیے دانتوں کو موتیوں کی مانند چمکیلا آبدار اور پتھر کی طرح سخت بنا دیتا ہے اس کے استعمال سے ہلتے ہوئے کیڑوں کے کھائے ہوئے زرد رنگ کے گندے اور میلے دانت بھی صاف اور مضبوط ہو جاتے ہیں ڈاڑھوں اور مسوڑھوں کی ہر ایک بیماری مثلاً دانتوں کا درد مسوڑھوں میں مواد بھر جانا دانتوں کو پانی لگنا دانتوں سے خون جانا وغیرہ وغیرہ کو رفع کر دیتا ہے قیمت فی پیکٹ ۴/ علاوہ محصولڈاک ۔

قبض دور

اسی نوے فیصدی امراض تو صرف قبض سے ہی ہوتے ہیں۔ صحت کا تمام دار و مدار معدہ کی درستی پر موقوف ہے۔ اجابت وقت پر ہوتی ہو غذا کا انہضام باقاعدہ ہو تو آپ صحیح معنوں میں تندرست کہلائینگے مگر آجکل زیادہ تر لوگ قبض کی شکایت میں مبتلا ہیں اور اس کو معمولی سمجھ کر علاج کیطرف سے غفلت و تساہلی کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ اس خبیث مرض سے آہستہ آہستہ نہایت خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں آپ راتکو سوتے وقت قبض دور کا دودھ کے ساتھ استعمال کریں پندرہ بیس یوم میں ہاضمہ قبض کے متعلق تمام شکایات جاتی رہیں گی غذا خوب ہضم ہو کر جز و بدن ہو گی۔ قیمت فی پیکٹ ۱۰ گولیاں ۱/

ہر قسم کے پھوڑے پھنسیوں و زخموں
کیلئے جادو کا اثر

پھوڑا دور

کیسا ہی خراب پھوڑا کیوں نہ ہو پھوڑا دور کے پہلے ہی پھاہے سے آرام شروع ہو جاتا ہے اور چند پھاہوں سے گندے سے گندہ اور خراب زخم بھی دور ہو جاتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۴/ علاوہ محصولڈاک۔

پیٹ کے تمام امراض کیلئے اکسیر
بچے بوڑھے جوان
ہاضمہ کیلئے [illegible]

لال چٹنی

[illegible]

...سنگرہنی وغیرہ کیلئے اکسیر صفت ہے مرد عورت بوڑھے بچے سب کیلئے یکساں طور پر مفید نہایت خوش ذائقہ ہے [illegible] قیمت فی شیشی ۸/ علاوہ محصولڈاک

روگ کا گھر کھانسی اور جھگڑے کا گھر ہانسی

کھانسی دور

کھانسی کی بیماری اسقدر خراب ہوتی ہے کہ ذراسی لاپرواہی کرنے سے تپ دق تک نوبت پہنچتی ہے اس موذی مرض سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہئے کھانسی کی ذراسی بھی شکایت معلوم ہو تو فوراً کھانسی دور منگوا کر استعمال کریں جو کہ ننھے بچوں سے لیکر ہر عمر کے مرد و عورت کو یکساں فائدہ بخشتی ہے کھانسی دور کے استعمال سے ہر قسم کی کھانسی خشک ہو خواہ تر سب رفع ہو جاتی ہے لطف یہ ہے کہ چھوٹی اور خوشبودار ہونے سے چھوٹے بچے اور نازک سے نازک مزاج عورتیں بھی خوشی سے استعمال کرتی ہیں کھانسی کے مارے سانس لینا مشکل ہو تو ایک گولی منہ میں رکھکر کرشمہ دیکھئے۔ قیمت فی پیکٹ ۸/

بچوں کے لئے اکسیر صفت شربت

بال پال

بچہ خواہ کیسا کمزور کیوں نہ ہو آپ اس شربت کی دو ایک شیشیاں پلائیں پلانے سے پیشتر وزن کریں اور تین شیشیاں پلانے کے بعد وزن کریں آپ کو زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا یہ بچے کے ہاضمہ کو اچھی طرح درست کر کے خوب فربہ بنا دیگا چھوٹی چھوٹی تمام بیماریاں کا خاتمہ کرا دیگا اور آپ کا بچہ اس قدر تندرست اور خوشرنگ ہو جائیگا کہ ہمسایہ دنگ رہ جائیں گے پاخانہ صاف بندھا ہوا لائیگا کمزور بچوں کے سوا تندرست بچوں کیلئے بھی اکسیر سے کم نہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲/ علاوہ محصولڈاک

موسمی بخار کی حکمی دوا

بخار دور

یہ جادو اثر دوا بخار کی چوتھیا روزانہ بخار کو خواہ کیسا ہی زبردست کیوں نہ ہو شرطیہ دور کرتا ہے جہاں کونین سے بدرجہا بہتر ہے وہاں بالکل بے ضرر ہے بوڑھے بچے مرد و عورتوں حتیٰ کہ حاملہ عورتوں کو بھی بلا کسی قسم کے اندیشہ کے دیا جا سکتا ہے ہر قسم کے ملیریا بخار کیلئے عجیب الاثر دوا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ علاوہ محصولڈاک۔

پرانی سے پرانی اور لاعلاج بواسیر کی اکسیر

بواسیر دور

مرض بواسیر خواہ نیا ہو یا بیس برس کا پرانا خونی ہو یا بادی ہر قسم کے بواسیر کی حکمی دوا ہے خون کی دھاریں چھوٹتی ہوں مسّے بڑھ گئے ہوں جلن کے مارے جان لبوں پر ہو اس عجیب الاثر اور نادر الوجود دوا کے باقاعدہ استعمال اور پرہیز سے آپ ہمیشہ کیلئے اس خلیف مرض سے نجات پا جائیں گے۔ قیمت صرف دو روپیہ علاوہ محصولڈاک۔



